فتعالی اللہ الملک الحق لا الہ الا ہو
بحسن توفیق خالق مطلق و رازق برحق گنجینہ جواہر حقیقت نگاری آئینہ صورت نمائی حقداری
مرآۃ الحقائق
تصنیف
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری
رحمۃ اللہ الباری
جناب منشی برکت علی صاحب
در مطبع عزیزی واقع ریاست رامپور

فہرست کتاب مرآۃ الحقائق مصنفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین کہ جسنے خاک سی ناچیز چیز سے انسان کو پیدا کیا۔ اور پھر بفحوای هُوَ الَّذِی عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا۔ اسکو وہ علوم اور فنون کا خلعت پہنایا کہ جو فرشتوں کو بہی میسر نہ آیا۔ و نعت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ جنکی حدیث آفتاب انوار اور ہدایت ماہتاب آثار نے مشرق سے مغرب تک ایک عالم کو نعمت اسلام اور دولت ایمان سے مشرف و بہرہ ور فرمایا۔ بندہ برکت علی ابن محمد خیرات علی از اولاد حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ۔ حالات ستودہ صفات جناب مرحوم و مغفور جد اعلای خود آغاز پیدایش سے تا یوم ممات حضرت ممدوح بطور وقائع عمری جہانتک کہ احقر کو کتب مفصلہ ذیل مولفہ آنجناب بالالقاب یعنی اخبار الاخیار۔ زاد المتقین۔ صلوۃ الاسرار۔ رسالہ وصیت۔ زبدۃ الآثار۔ فتح المنان۔ فہرس التوالیف۔ المکاتیب والرسائل۔ شرح عربی مشکوۃ شریف۔ شرح سفر السعادت۔ و نیز کتب مصرحہ ذیل مصنفہ دیگر بزرگان یعنی شاہجہان نامہ مصنفہ منشی محمد امین قزوینی۔ احسن التواریخ مصنفہ مولوی عبد الاول جونپوری۔ مآثر الکرام تاریخ مشائخ بلگرام۔ فتح العارفین تارنولی۔ شرح قران السعدین مصنفہ حضرت شیخ نور الحق۔ اور نیز جو کچہ حسب فرمودہ بزرگان خود۔

ویا البعض علماے بزرگ سے معلوم ہوسکے وہ علی الترتیب معرض تحریر مین لاتا ہے۔
اور چونکہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اخیر حصہ کتاب اخبار الاخیار مین اپنے خاندان کا ذکر صرف
جناب آقا محمدؒ سے ہی فرمایا ہے۔ اور اونسے پہلے جو بزرگ گذرے اونکے اسماے شریف
شاید کسی اور جگہ لکھے ہون۔ مگر جہانتک راقم کتب مصنفۂ حضرت شیخ کے مطالعہ سے مشرف ہوا
معلوم نہین ہوے۔ لہذا یہ کمترین بہی اسی نام سے حال اس خاندان والا کا بطور شجرہ
دو قسم پر لکھتا ہے۔

قسم اول — از حضرت آقا محمدؐ تا حضرت شیخ عبد الحقؒ۔ و نیز ہر سہ فرزندان حضرت کے
باندراج کیفیت اجمالی ہر واحد۔

قسم دوم — حضرت شیخ عبد الحقؒ سے مجھہ احقر العباد برکت علی عفا اللہ الولی تک۔

واضح ہو کہ۔ مین نے ابتداءً لکھنا اس کتاب کا فارسی مین اختیار کیا تھا لیکن جبکہ اوسکے آگے
عبارت نوشتہ حضرت کے لکھنے کی نوبت آئی۔ اور ایسا اتفاق متواتر ہوا۔ تو میری فارسی
بہت ہی بیوقعت نظر آئی۔ اسلیے اوسکے لکھنے سے درگذر کرکے تحریر اردو عمل مین لایا۔

حضرت آقا محمدؒ ترک البخاری

بہ نسبت ایشان حضرت شیخ علیہ الرحمہ تحریر میفرمایند

کہ جد بزرگ ما آقا محمد ترک البخاری از بخارا در زمان عظمت نشان سلطان محمد علاء الدین خلجی بدہلی
تشریف آوردہ۔ وچون در انجا قبیلہ دار و سر قوم خود بود۔ جماعۂ کثیر از اتراک (ترکان ۱۲) کہ پیوند قرابت و رابطہ
تبعیت وخدمت بوے داشتند۔ نیز از وطن اصلی انتقال نمودہ۔ در ملازمت او درین دیار رسیدہ
و از پیش (پیروی ۱۲) سلطان عالی (نوکری ۱۲) با قصی مراتب شوکت و عظمت رسیدہ۔ براے تسخیر ممالک گجرات و فتح
بنادر متعین شد۔ و از امضا و انصرام آن مہم بحکم سلطانی ہمانجا مخیم اقامت ساخت۔
بعد از انقضاے ایام سلطنت علائی۔ در عہد دولت محمد تغلق بادشاہ (کہ سلطنتش مابین ۷۲۵ھ

و ۵۲ سالہ بود) او با فرزندان کہ ہر یک در فضائل ذاتی وکسبی - و در دولت و نعمت سرآمد زمان خود بودہ اند بحکم اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا داد عیش و کامرانی میداد ند حق تعالے چندان در اولاد وے برکت ارزانی داشتہ کہ صدو یک تن اولاد صلبی او بودہ اند - ورای احفاد و اولاد دیگر سوائے فرزند زادگان ۱۲ و دراندک مدتے آن ہمہ بحکم قادر مختار رخت اقامت بدار القرار بردند - غیر یک پسر کہ ملک معز الدین نام داشت و اکبر اولاد بود - حکمت بالغۂ آلٰہی اقتضاے بقاے او کرد -

لاجرم ازین مصیبت صعب و واقعۂ عظیم آن ہمہ آسائش و فراغت بدرد و محنت مبدل شدہ - انتظام مہمات امارت و دولت برا و فتاد - لہذا ترک جمیع خیل و حشم گفتہ و لباس سیاہ پوشیدہ در خانقاہ شیخ صلاح الدین - درویش سہروردی (ہمسایۂ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی) عکوفت گوشہ نشینی ۱۲ نمود -

بعد از مدتے حضرت شیخ بمقتضاے اشارت غیبیہ - او را رجوع باہل و عیال ترغیب نمود و بشارت داد کہ انشاء اللہ تعالی ازہمین پسر تو اولاد تا قیام قیامت بروے زمین باقی ماند -

چونکہ ارادۂ حضرت آقا محمدؒ بسبب انقطاع از دنیا براے شادی فرزند مطلق نبود - لیکن بفرمودۂ شیخ موصوف ملک معز الدین را بمقام دہلی کتخدا نمود - کہ ازان پسرے پیدا شد و نامش ملک موسے نہاد -

زان بعد حضرت آقا محمدؒ از مہمات این عالم فراغ کلی بدست آوردہ بتاریخ ہفتدہم ربیع الآخر ۷۹۳ھ متوجہ عالم دگر شد - مقبرہ او پس پشت عیدگاہ شمسی ست -

ملک معز الدین بن حضرت آقا محمدؒ

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بہ نسبت ایشان نگاشتہ اند

کہ حق سبحانہ تعالی ملک معز الدین را چنان کرد کہ گویا جمیع فیض و استعداد و نعم آن صد کس را ہم بوی تنہا ارزانی داشت - و او را پسرے شد - بنجابت و سعادت موصوف و بہ فضائل و کمالات

منعوت ملک موسےٰ نام۔

بعد از چند جایگاہ عزت و دولت را بوے سپردہ بریاضِ رضوان خرامید۔

ملک موسےٰ بن ملک معزالدین

صفاتِ ایشان حضرت شیخ علیہ الرحمہ پیش ازین فرمودہ اند
بعد ازان میفرمایند۔ کہ ملک موسے در فترات کہ بعد از انقضاے عہد دولت فیروزی
واقع شد۔ باز بولایت ماوراء النہر رفتہ۔ در رکاب دولت مآب صاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان
بدہلی قدوم آوردہ سلسلہ آبا و اجداد تازہ کردہ۔ قدم اقامت و استقامت محکم ساخت۔
و دیگر ازین دیار ہیچکس ازین قبیلہ قصد دیار دیگر نکرد۔ و از ملک موسے پسران شدند۔ یکے
فرزانہ جد ما شیخ فیروز نام داشت۔

فائدہ۔ عہد دولت فیروزی سے مراد فیروز شاہ تغلق ہے جو بعد اپنے چچا لاولد سلطان
محمد تغلق کے تخت نشین ہوا۔ اور سلطنت اوسکی مابین ۷۵۲ھ و ۷۹۱ھ رہی۔ اور بعد وفات
اوسکے تا ۷۹۶ھ تغیر چند بادشاہون کا اور ضعف و سستی سلطنت کی یہانتک ہوئی کہ صاحبقران
اعظم امیر تیمور گورگان خرابی سلطنت ہذا سے مطلع ہو کر بہ ۸۰۱ھ واسطے تسخیر ملک ہندوستان کے
دہلی آیا۔ اور یہ فیروز شاہ تغلق وہ ہے۔ کہ جسکا قلعہ بیرون دروازہ دہلی بہ کوٹلہ فیروز شاہ مشہور ہے
اور جسمین ایک لاٹ کو رنڈی نصب ہے اور اوسکا ذکر سید احمد خان بانی کالج علیگڈہ نے اپنی
کتاب آثار الصنادید مین بہت مفصل لکھا ہے۔ کہ جسکو مین مختصر لکھتا ہون۔ کہ یہ لاٹ نہ معلوم
کس زمانہ سے بسواد قصبہ دہولڑی ضلع میرٹھہ نصب تہی۔ بعہد دولت فیروز شاہ فلان فلان
تدبیر سے اسکو وہان سے اوکہاڑ کر چالیس پہیونکی گاڑی مین تا لب دریاے جمن اور اسطرح وہان سے
بذریعہ پل کشتیان یہانتک لائی گئی۔ اور فلان تدبیر سے اسکو یہان نصب کیا گیا۔ نیچے اس
لاٹ کے ایک پتہر گران وزن ہے۔ اوسپر یہ عبارت کندہ ہے۔ کہ یہ لاٹ اسقدر لمبی ہے

کہ ۲ حصہ اسکے زمین مین ہین اور ایک حصہ اوپر زمین کے - اور ضخامت و دور اسکے شروع مین
اتنی ہے - اور پہر کچہ دور چلکر اتنی - علی ہذا تا آخر اسکی تفصیل سے لکہا ہے - مصنف مذکور یہہ ہی
لکہتا ہے کہ ایسی ہی دو لاٹ ہندوستان مین اور ہین - ایک دکہن مین - اور دوسری جگہ کا نام
کہ راقم کو اسوقت یاد نہین ہے - قلعہ درگاہ قدم شریف و دروازہ بلند درگاہ حضرت نصیرالدین
چراغ دہلوی واقع نواح شاہجہان آباد بہی اسی فیروزشاہ کی تعمیر سے ہے -

فائدہ ثانی - ماوراء النہر وہ ملک ہے - کہ جو نہر کے پار ہے - اور نہر سے مراد ہی دریاے
جیحون کہ جو قریب شہر بلخ کے ہے - ہندوستان سے جانے والونکو بلخ سے پرلی طرف
بسمت شمال ملتا ہے - اور یہہ دریا بہت مشہور ہے اوسکے پرلی طرف کے شہرونکو خواہ وہ
بخارا ہو - یا اوش (جہان کی پیدائش حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قطب الاقطاب
دہلوی رضی اللہ عنہ کی ہے) یا سمرقند وغیرہ سب ملک پار کا ماوراءالنہر کہلاتا ہے -

شیخ فیروز شہید بن ملک موسیٰ

نسبت ایشان حضرت شیخ علیہ الرحمہ می نگارند

کہ شیخ فیروز جامع فضائل صوری و معنوی و وہبی و کسبی بود - و در علم سپاہ گری و وقائع حرب
نادر زمان خود بود - و در اکثر صنائع حربیہ بقوت طبع وجودت سلیقہ بنظیر وقت و در علم و شعر و شجاعت
و سخاوت و ظرافت و لطافت و عشق و محبت و سائر صفات حمیدہ بیعدیل عصر - و در دولت
و حشمت و جاہ و مکنت و عزت و عظمت مشہور روزگار - معنی حلاوت و شعر و ظرافت درخانہ ما
از وے پیدا شد (شیرین کلامی ۱۲) - او در اوائل عہد سلطان بہلول خان لودہی بادشاہ (کہ سلطنتش درمیان ۸۵۴ھ
و ۸۹۴ھ بود) بود - قصہ آمدن سلطان حسین شرقی را - و محاربہ وے با بہلول نظم کردہ - آن نسخہ
پیش ما بود - و درین وقت پیدا نمی شود - و این دو بیت از وے بخاطر ماندہ است - از جانب
حسین شرقی در مخاطبہ بہلول لودہی گفتہ است - **بیت** ایا قابض شہر دہلی شنو

خداداد مارا خدا رہست ملک۔	منم قابض ملک ما رہست ملک	حیا تت چو خواہی ازین جابرو

در بعضے غزوات بدیار بہرائچ متوجہ شدہ شہد شہادت چشیدہ ہم در انجا مدفون گشت در سنہ ۸۶۰ھ
او در وقتیکہ بغزا متوجہ میشد زوجہ جلیلہ حاملہ ایشان عرضہ نمود کہ مارا چند روز ہست کہ امیدواری (بعہد سلطان ابو سعید مرزا ۱۲)
فرزندیست۔ فرمود کہ از خدا خواستہ ام کہ آن فرزند نرینہ باشد و از وے اولاد بسیار شود۔ اورا
وشمارا بخدا سپردیم۔ تا بعد ازین مارا چہ پیش آید۔ قادر مختار بدعاے آن بزرگوار پسر عطا کرد
شیخ سعد اللہ نام کہ جد حقیقی ما باشد۔

شیخ سعد اللہ بن شیخ فیروز شہید

نسبت ایشان حضرت شیخ علیہ الرحمہ نوشتہ اند

کہ این در فضیلت ولطافت وظرافت وعشق ومحبت وسائر اوصاف طریقت وارث پدر
بزرگوار خود بود۔ ہم در صغر آثار رشد ونجابت از ناصیہ حال او لائح بود۔
وے بعد از کسب علم وفضیلت مرید مصباح العاشقین شیخ محمد منگن (کہ از کاملان وقت بود
سابقا درین کتاب ذکر وے گذشت) شد۔ ودر خدمت او کارہا کرد۔ وریاضتہا کشید۔
وقبولی خاص یافت۔ ونعمت واجازت وخلافت از خدمتش مخصوص گشت۔ شیخ رزق اللہ را
کہ اکبر اولاد بود نیز مرید شیخ ساخت۔ وبتاریخ ۲۲ ربیع الاول ۹۲۸ھ یوم جمعہ وفات یافت وکسی
شیخ سیف الدین را گذاشت۔ کہ دران ایام ہشت سالہ بود میفرمود۔ کہ چون رحلت ایشان
قریب رسید وقت سحرے مرا برداشتہ ببالاے خانہ بردند۔ وبعد از اداے تہجد مرا مقابل قبلہ
ایستادہ کردند۔ وگفتند خداوندا تو میدانی کہ پسران دیگر را تربیت کردہ واز اداے حقوق اوشان
برآمدہ ام۔ این را یتیم میگذارم۔ وبیکس۔ حق این بر ذمہ من ہست۔ این را بتو می سپارم۔
مربی ومتولی امور او تو باش۔ این بگفت وفرود آمد۔

وعارف۔ وفاضل۔	شیخ رزق اللہ متخلص بہ مشتاقی عم کلان فقیر مردے کامل	ذکر شیخ رزق اللہ

پسر کلان شیخ سعد اللہ حسب نوشتۂ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی	واز نوادرِ روزگار۔ واز مردمِ سلف یادگار۔ بود۔ جامع فضائل صوری ومعنوی ودر مشربِ عشق ومحبت۔ وسلامت عقل۔ ووسعت حوصلہ۔ وصبر بر مصائب۔ ودوام حضور۔ واستقامتِ احوال۔ یگانۂ عصر بود۔ عمر شریفش بہ نود و دو ۹۲ رسیدہ۔ ومعنی ذوق ومحبت ودرد ہمچنان تازہ بود۔ **مصرع** من اگر پیر شدم عشق جوانست ہنوز۔ در شان ایشان درست بود۔ کسیکہ بہ صحبت ایشان میرسید چندان از سخنانِ معارف آمیز۔ ونکات محبت انگیز (کہ اہل مواجید واذواق را باشد) می شنید کہ محظوظ می شد ودر سلامتِ طبع۔ وطیب قلب۔ ونقل حکایات مشائخ وتواریخ ملوکِ ہند ہمچو ایشان کم کسے دیدہ خواہد شد۔ وسخن را نیک باطمینان ولطافت وشیرینی می گفتند۔ ودر وقت گفتن سخن محبت ویا شنیدن ازان۔ بکا وذوق۔ وحالت۔ لازم حال ایشان بود۔ سفر کردہ۔ وصحبت ہا اندوختہ وتجربہ دیدہ۔ ودر صحبت غربا وفقرا ومشائخ بسیار رسیدہ۔ وشعر بزبان ہندی وفارسی دارند۔ ورسالہ ہائے کہ بزبان ہندی گفتہ چنانچہ پیمان۔ وجوت نرنجن بسیار مقبول ومشہور اند۔ ونام ایشان در ہندی راجن است۔ ودر فارسی مشتاقی۔ ولادتِ او ہشت صد ونود وہفت ۸۹۷۔ ووفاتِ او بتاریخ بستیم شہر ربیع الاول سنہ ۹۸۹ھ بندہ در تاریخ وفات او گفتہ است۔

قطعہ

مخدومے عارفِ زمان مشتاقی	وے گفت بوقتِ نقل (مشتاق حقم) ۹۸۹ھ
حقی چو بتاریخِ وفاتش نگریست	نوکِ قلمش ہمان سخن کرد رقم

رحمۃ اللہ علیہ وعلے جمیع اسلافنا۔

شیخ سیف الدین بن شیخ سعد اللہ

حالات با برکات این حضرت - جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی در اخبار الاخیار بچند اوراق درج فرمودہ کہ آن ہمہ قابل مطالعہ - و درین مختصر تحریر آوردہ می شود مختصراً اینکہ -

والدم بعد از فوت پدر بمقتضاے استعداد ذاتی و بموجب دعاے والد روز بروز آثار ترقی و رشد و قبول مشاہدہ نمودہ - در خدمت والدہ صلۂ ارحام باوجود صغر سن - و وجود برادران بزرگ - انچہ حق آن باشد ادا نمود - و باوجود موانع و صوارف روزگار در تحصیل علم و فضیلت نیز تقصیر راضی نشد - بود در شعر و فضیلت - و قبول خواطر - و ذوق - و شوق - و محبت - و ظرافت - و لطافت - و بے تعلقی - و وارستگی - و طیب قلب - و حضور خاطر - و ذکر لطائف و نکات - و فہم دقائق - و اشارات یگانہ روزگار - و افسانہ دیار خود شد - مردم این شہر اتفاق دارند - کہ دہلی عبارت ازین برادران بود (یعنی از شیخ رزق اللہ و شیخ سیف الدین) و بعد از حصول مرتبہ عقلی و تمیز حب محبت طریقہ درویشان - و ہواے خدمت ایشان - در دل وے نیفتاد - میفرمودند کہ روزے بالاے قلعۂ تغلق آباد نشستہ بودیم و شوق داشتیم کسے کہ با وے تعلقے بود - پایان دیدہ شد از ہمان جا بر زمین افتادیم - دران وقت اصلا آزارے نرسید - اکنون آن زخمہا در ضعف پیری ہر میکشند -

و گاہے کہ این برادران یعنی شیخ رزق شیخ سیف الدین در خلوت بہم می نشستند - ذوقہا و حالتہا میکردند و سخنہاے درد آمیز و حکایتہاے دلاویز میگفتند - الآن از ہیچکس این معنی و حالت مشاہدہ نمی افتد مجلس ایشان از اول تا آخر شوق - و گریہ - و درد - و محبت بود -

نسبت شیخ رزق اللہ - در سوز - و گرمی چنان بود - کہ آتش در زیر خاکستر نہان می باشد - اندک کہ کاویدند - ہمہ آتش برآمد -

و مثال شیخ سیف الدین - والدم - چنانکہ آبے از چیزے چکیدہ میماند - ادنے آزارے کہ باو رسید

تراوید۔ بغایت رقیق القلب وسریع التاثیر بوده اند۔ سخنی از درد و محبت پیش ایشان بگذرد
و متاثر نشوند۔ و گریہ نکنند۔ نبود۔
فقیر را یاد نیست کہ این رباعی خیام[1] را پیش ایشان خوانده باشم۔ و ایشان را گریہ و حالت
دست نداده باشد۔ اگرچہ در یک روز ده بار بخوانند۔ **رباعی**

این کوزه چو من عاشق زارے بوده است این دست کہ در گردن او مے بینم	در بند سر زلف نگارے بوده است دستیست کہ در گردن یارے بوده است

والدم را اشعار بسیار بود۔ و از غزل و قصیده و رباعی۔ ولیکن اکثر آنہا بیاض نا رسید فوت شد
یکے از اوباشان۔ تمام کتب و رسائل تصوف وغیره کہ مدت عمر بدست آمده بودند بدزدید
خیال کرد کہ آن اسباب دیگر ہست۔ اگرچہ بعد ازان مطلع شد۔ کہ این نہ آن اسباب کہ بکار و
آید۔ بتوہم آنکہ مبادا ظاہر شود۔ ہمہ را بسوخت۔
میفرمودند کہ ما را فصاحت و بلاغت آن مقدار نیست کہ دعوی فضل و سخن آرائی۔ و کمال
معنی روائی توانیم کرد۔ چند چیز فقیرانہ و مفلسانہ ہست۔ کہ بحکم وقت املا نموده شده ہست۔
یکے رسالہ ایست مسمےٰ بہ مکاشفات۔ و دیگر رسالہ ایست مسمی بہ سلسلۃ الوصال مثنویست
قریب پانصد بیت میفرمودند کہ آن بغلبۂ شوق در یک روز گفتہ شده ہست۔ و باز ہرگز بران
عبور نیفتاده۔ اگر جائے سہوے و خطائے واقع شده باشد اصلاح کنید۔
میفرمودند کہ سیفی بخاری شاعر بزرگ ہست۔ ما را با وے مشارکتی نیست۔ فقیر تہمت این تخلص
برخود نمی نہاد۔ ولیکن چون نام فقیر سیف الدین بود۔ بعضے یاران بجد شدند کہ سیفی تخلص کنید
سانحی ۱۲
بدان سبب در گذشتن این تخلص مساہلہ کرده شد۔
آسانی ۱۲
والدم مرید حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی قادری بودند۔ در مدح شیخ میفرمایند۔ **مدح**

ہرچہ ز من در سخن آید یقین	ہست ہم از صحبت آن مرد دین	ورنہ چہ حد ہست کہ راز درون

[1] نام حکیم عمر خیام کہ رباعیاتش مشہور ہست ۱۲

از دهن چون سخنے آید برون	من کیم و کیستم و چیستم	از دم عیسے نفسے زیستم
اوست درین راه مرا رهنما	خاک درش چشم مرا توتیا	هست دل او بحق آویخته
آب صفت در همه آویخته	دست من و دامن او بالیقین	مقصد و مقصود من آن شاه دین

عشق رخش همدم و همساز من	درد و غمش مونس و همراز من

ایشان بهر که توجه می نمودند و تربیت میکردند- در هر مرتبه که آن کس مے بود- البته قبولے و امتیازے می یافت- و این معنی بسیار تجربه کرده شده است- و حق سبحانه تعالے در نظر عنایت و تربیت ایشان تاثیرے عجیب نهاده بود که هر چند کسے در ادنے مرتبهٔ قابلیت و استعداد بودے- توجه ایشان البته کارگر افتادے-

یاد دارم که روزے در ملازمت ایشان تقریر بعضے سخنان علمی میکردند- و ایشان بجانب بنده ناظر بودند- در اثناے سخن ایشان را حالتے درگرفت- و نعره هازدند و گریه هاکردند- و همدران حالت هر دو دست بر روے فقیر برآوردند- دعا کردند- و بعد از فرو دآمدن آن حالت فرمودند- که مارا از مشاهدهٔ شما تجلی دست داد و نورے مشهود شد- که تعبیر از کیفیت آن ممکن نباشد- خدا داند که آن چه حالت بود-

میفرمودند که مارا از صفای صحبت درویشان و طول ملازمت ایشان این مقدار شده است که حقیقت احوال آدمی را مے شناسم- و این معنی از ایشان بسیار تجربه کرده شده است- هر کرا بهر صفت که ایشان موصوف میساختند اگرچه بالفعل از وے آن صفت ظاهر نبود ولیکن در آخر البته آن صفت سر می کشید- مبالغه کرده میفرمودند- که اگر شب تاریک کسی را مساس کنم امید هست که حقیقت حال او دریابم-

و درین زمان که اوان ضعف و پیری بود- چندان معنی فنا و نیستی بر حال ایشان غالب بود که بهیچ چیز از طعام و لباس و فراغت و آسایش و صحبت و مخالطت تعلقے که تبعیت شوق و رغبت باشد نبود و اگر برائے حفظ صحت یا دفع مرضے علاجے میبایستے کرد مفید نشد- و میفرمودند- کدام کار خیر

اختلاط ۱۲ — پیری و ۱۲

از دست ما می آید۔ کہ خود را بپروریم تا بباشیم تا نباشیم۔ برابر است۔ و چندان معنی خوف خشیت برایشان غلبہ داشت کہ کم وقتی ازین معنی فارغ و خوشحال مے بودند۔

میفرمودند کہ من در نفس خود یک چیزے نمی بینم۔ کہ آن را دستاویز خود سازیم۔ و دانم کہ پیش خدا کار خواہد آمد۔ و گریہ میکردند۔ تا آنکہ در قرب ایام رحلت این نسبت بغایت غلبہ کردہ بود۔ اکثر اوقات چنان بودے کہ فقیر چون در خانہ تلاوت قرآن مجید کردے۔ آیات وعید را پست تر خواندے۔ و گاہے اگر بلند خواندہ شدے۔ و بسمع ایشان رسیدے گریہ و اضطراب دست دادے۔ کہ از خود رفتندے۔

و آیات وعدہ و رحمت بقصد بلند خواندہ شدے۔ و ایشان را باستماع آن تازگی دست میدادے۔ شبے ایشان را در ہمہ ایام از اول شب ضعفے و فروتنگی شد۔ کہ تا سہ پاس شب ازین عالم شعور نبود۔ چون آخر شب افاقتے دست داد۔ و باین عالم باز آمدند۔ فقیر بشوق تمام و بآواز بلند تلاوت میکرد۔ چون باین آیات سورہ سجدہ پارہ بست و چہارم رسید۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ[1]

بملاحظہ استماع ایشان مرا شوق زیادہ تر شد۔ بسیار بسیار وقت ایشان خوش و ذوقی حال آمد۔ مکرر فرمودند رحمت باد صد رحمت باد زادہ اللہ فی شوقکم و ذوقکم برخوردار باشی۔

ہنوز ذوق آنوقت از خاطر این فقیر نمیرود۔ و امید وارم کہ مراد عاے آن شب سرمایہ دنیا و آخرت شود۔ انشاء اللہ تعالے۔ و چون رحلت قریب تر آمد فرمودند بعضے ابیات و کلمات کہ مناسب معنی عفو و مغفرت باشد۔ در کاغذی بنویسی۔ و با کفن ہمراہ کنی۔ یکی این رباعی۔

دارم دلکے غمین بیامرز و مپرس	صد واقعہ در کمین بیامرز و مپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم	اے اکرم الاکرمین بیامرز و مپرس

[1] ترجمہ تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے اترتے ہیں ان پر فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس بہشت کی جسکا تم کو وعدہ تھا

ودیگر این دو بیت۔

قَدِمْتُ عَلَى الْكَرِيمِ بِغَيْرِ زَادٍ [51]	مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالْقَلْبِ السَّلِيمِ [52]
فَحَمْلُ الزَّادِ أَقْبَحُ كُلِّ شَيْءٍ [53]	إِذَا كَانَ الْقُدُومُ إِلَى الْكَرِيمِ [54]

وفرمودند که در جواب منکر ونکیر نبویس۔

رَبِّيَ اللّٰهُ وَدِينِيَ الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ وَشَيْخِي الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيُّ [55]

فرمودند۔ دیگر مارا تعلقے بانیجا نیست۔

بعد از دو سہ روز ازین واقعہ وقت نماز عصر ایشان راحالتے دست داد وبعضے بیتہا و دوہا خواندند وگریہ بسیار کردند۔ فقیر در مسجد بود طلبیدند۔ دیدم کہ در روے ایشان آنقدر اثر ذوق وخوشحالی وتازگیست کہ شرح آن نتوان کرد۔ وباخود زمزمہ دارند۔ بفقیر خطاب کردند۔ کہ بابا بدانکہ مارا اکنون اصلا رنجے ومحنتے وکوفتے نیست۔ شوق در شوق وطرب در طرب است۔ ہر زحمتے وبیماری کہ در بدن ما بود بدر رفتہ است۔ ولیکن ترا باید کہ مشغول شوی۔ ودعاکنی کہ مرا زود ازینجا بردارند۔ مرا مطلوبے کہ در تمام عمر بود۔ دست دادہ است۔ مبادا باز این حالت نماند روزے فرمودند۔ کہ اگر از حافظان خوشخوان کہ آشناے شما اند۔ کسے را طلبید تا استماع قرآن بکنیم۔ باز فرمودند۔ تو خود شب وروز بحضور من تلاوت می کنی۔ بس است۔ حالا وقت ہیچ آرزو وخواہش نیست۔ وقت عبودیت است اگر نصیب است۔

ہمان روز۔ کہ ازین عالم رحلت خواہند کرد۔ فقیر بقصد تلقین کہ در حالت احتضار مسنون است گفت۔ کہ ظاہرا اگر در ین وقت بپاس انفاس مشغول میشوند۔ چشم کشادند۔ وآہستہ گفتند پاس انفاس از براے امروز کار مے آید۔ کہ اعضا ہمہ از کار رفتہ است۔ وقوت دم زدن نماندہ است۔ چند بار زور نمودند۔ وبلند تر ذکر لا الہ الا اللہ فرمودند۔ وساکت شدند۔

[51] میں آیا ہوں کریم کے پاس بغیر توشہ ۱۲ [52] نہ نیکیاں ہیں اور نہ قلب سلیم ہے ۱۲ [53] مگر توشہ لیجانا تو ناموزون بات ہے ۱۲ [54] جبکہ آنا ہووے ایک کریم کے پاس ۱۲۔ یعنی وہ خود ہی بے توشہ پر رحمت فرماویگا۔

[55] رب میرا اللہ ہے اور دین میرا اسلام ہے اور نبی میرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخ میرے جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

وبپاس انفاس مشغول شدند۔ بعد از چند ساعت برحمت حق پیوستند۔
یکے در حالت سکرات از ایشان پرسید۔ کہ چہ چیزے بینید۔ فرمودند۔ باغہا و آبہا می بینم
و سادات بخارا حاضر اند۔ ایشان را می بینم۔
وفات ایشان بتاریخ ۲۷ شعبان سنہ ۹۹۰ ہجری بعمر ہفتاد سال و چند ماہ گردید۔
بعہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ۔
آن زمان عمر حضرت شیخ عبدالحق فرزند ایشان سی و دو سال و ہفت ماہ بود۔ و در رسالۂ وصیت
در حق ایشان نوشتہ اند۔ کہ پدر من شیخ سیف الدین از عالم نیستی و فقر و فنا و توحید و تجرید
و تفرید نصیبۂ کامل داشت۔ و تکلف و تصنع را گرد سراپردۂ حال وے مجال نبود۔ نظر اورا
تاثیرے بود۔ کہ ہر کرا بعنوان محبت نظر میکرد۔ بقدر استعداد و مناسب حال اثر قبول می آورد

حضرت شیخ ابوالمجد عبدالحق حقی محدث دہلوی

ولادت با برکت این عالیجناب تقدس مآب در ماہ محرم الحرام سنہ ۹۵۸ نہ صد و پنجاہ و ہشت
ہجری بعہد سلیم شاہ بن شیر شاہ روبظہور آوردہ۔ حالات پرصفات خود از ابتدا تا انتہا
این حضرت بتشریح تمام زیب رقم فرمودہ اند۔

مختصر ش اینکہ

والدم را۔ اواخر عمر کہ زمان ضعف و پیری بود۔ مشغولی خاطر منحصر در فقیر بود۔ سہ چہار سالہ
بودم کہ ایشان را مرضے صعب عارض شد۔ دران مرض باعث دفع دلگیری و رفع کلفت
ضعف و پیری ہمین فقیر بود۔ شب و روز در کنار مرحمت و جوار عنایت ایشان تربیت می یافتم
و ہم دران ایام طفولیت سخنان این طائفہ را در کام جان این حقیر ریختہ۔ تربیت باطنی و تعلیمہ
شفقت ظاہری میساختند۔ و من نیز بحکم فطرت و مقتضی جبلت۔ والہ و دیوانہ آن کلمات
بودم۔ اگر اندکے خاموش میشدند۔ خود را فراموش میکردم۔ و چون طلب اعادہ آن میکردم

میکردم. بعضے از سخنان با خصوصیات وقت. هنوز در خزینهٔ خیال من مانده است.
خالی از غرابتے نیست. و غریب تر ازوے آنکه فقیر را حالت انفطام (شیرخوارگی ۱۲) خود که مدت عمر دو سال
یا دو نیم سال خواهد بود. آنچنان در خاطر است که گویا حکایت دیروز است. دران زمان
نیز که آثار تربیت و عنایت ایشان بظهور آمده تحصیل علوم حاصل شده بود. شب و روز در خدمت
ایشان در تذکرهٔ تذکار و بحث و تکرار میگذشت. شبها بسر می آید. و بنده را بهمزبانی خود
قبول داشته محظوظ بودند خصوصاً در تلقین علم توحید و تحقیق مسئلهٔ وحدت وجود. بر وجهے
که موافق علم و شهود است. و اگر گاہے بمقتضائے تقیید (قید ۱۲) مقدمات علم کسبی. و بقصد تحقیق
این علم وهبی دغدغه و شبهه در میان آورده میشد میفرمودند ما را ازین نوع شبهات و شکوک
درین مسئله بسیار بود. انشاء الله رفته رفته پرده از روے کار بکشاید. و جمال یقین روے
نماید. ولیکن باید که دایم درین خیال باشند. و هر مقدار که دست دهد سعی کنند.

ذکر تعلیم و خواندن و نوشتن خود

اول از قرآن مجید بسابقهٔ تعلیم فرموده اند. سبق در سبق ایشان مے نوشتند و من می خواندم
از قرآن همین مقدار تعلیم کرده ام. بعد ازان باثر تربیت و شفقت ایشان چنان قوت
بهم رسید. که هر روز قدرے از قرآن میخواندم. و هر مقدار که میخواندم پیش ایشان میگذرانیدم
در دو سه ماه ختم قرآن کردم. و در خط و سواد چنانچه معلمان صبیان اطفال را در مکتبها یاد دهند مقید نشدند
فقیر را تا فا و قاف بر طریقهٔ اطفال مقید شده نویسانیدند. بعد ازان بطریقهٔ اجمال.
در اندک مدت شاید اگر مقدار یک ماه تعیین کنیم. دروغ نگفته باشیم. قدرت کتابت و سلیقهٔ
انشا پیدا شد. حق سبحانه تعالے در توجه و عنایت ایشان اثرے و خاصیتے نهاده بود
که اگر هر چند کسے در مرتبهٔ استعداد و قوت دور تر افتاده بودے. بتوجه و تربیت ایشان زود از قوت
بفعل آمدے. مرا هر چه هست اثر توجه و عنایت ایشان است. و ایشان را جمیع حقوق

از نبوت و تربیت و تعلیم و ارشاد بر ذمۂ این نامراد ثابت است - و از کتابہائے نظم و اشعار کہ تعلیم آن متعارف این دیار ست - شاید کہ چند جز از بوستان و گلستان و دیوان خواجہ حافظ تعلیم کردہ باشند - و ہم از ابتدائے حالت صغر سنی بعد از ختم قرآن میزان الصرف یاد دادند - تا مصباح و کافیہ خود تعلیم فرمودند -

حکایت - روزے طالب علمان نشستہ از احوال یکدیگر تفحص می نمودند - کہ نیت در تحصیل علم چیست - بعضے طریق تکلف و تصنع بیہودہ می گفتند - کہ مقصود ما طلب معرفت الٰہی است - بعضے براہ سادگی و راستی رفتہ می نمودند - کہ غرض تحصیل حطام دنیاوی است - از من کہ دران زمان کافیہ بلکہ پایان تر از ان چیزے میخواندم - پرسیدند کہ بارے تو بگو در تحصیل علم چہ نیت داری - و نظر ہمت و قصد بر چہ می گماری - گفتم من اصلا ندانم کہ بر تحصیل علم معرفت الٰہی مترتب شود یا اسباب ملاہی مرا بالفعل خود شوق نیست - کہ بارے بدانم کہ چندین عقلا و علما گذشتہ اند چہ گفتہ اند - و در کشف حقیقت معلومات مسائل چہ دُرہا سُفتہ - یا بعد از حصول آن چہ حالت دست دہد - بحظ نفس برد - یا بجبت موئے بہ تحصیل دنیا کشد یا طلب عقبٰے -

در ہمان زمان اکثر اوقات بر نفس مبارک ایشان میگذشت - انشاء اللہ تعالیٰ تو زود دانشمند شوی میفرمودند کہ مرا خط غریب دست دہد - بتصور آنکہ حق تعالیٰ ترا بجائے کہ من خیال کردم برساند و من در حوزۂ درس و افادۂ تو برو سادۂ ضعف پیری تکیہ کردہ نشستہ باشم - و گاہے کتابہا را التعداد میکردند - و میفرمودند ہمین چند کتاب را کہ خواندی دانشمند شدی میفرمودند - تو یک مختصر از ہر علم بخوان ترا بس است - بعد ازان انشاء اللہ چنان ابواب برکت و سعادت بر تو بکشاید کہ جمیع علوم بے تکلف تحصیل روے نماید - این نفس پاک ایشان اثر آورد و در تحصیل علوم یک سرعتے و عبورے دست داد کہ مشائخ طے زمان و مکان کہ می گویند باشند -

از مختصرات نحو مثل کافیہ و لب و ارشاد شاید کہ در بعضے اوقات یک یک جزو بلکہ بیشتر طے (نام کتاب ۱۲ ، نام کتاب ۱۲)
می نمودم۔ بلکہ بسبب حرص و شوقے کہ بر اتمام تحصیل و فراغ داشتم چنان بودم کہ اگر جزوے
ازین مختصرات مصحح و محشی بدست مے افتاد۔ بگذرانیدن آن پیش اُستادی پرداختم
وبے مجلسے از مطالعہ کہ دران اوان بنظر در حواشی دست میداد۔ اکتفا کردہ بجزو دیگرے اندختم
واگر بحثے آسان پیش آمدے۔ یا در کتاب سابق آن حکایت و مضمون معلوم شدہ بودے
طبیعت کفایت پیشہ بفکر و اندیشہ آن دست نفر سودے۔ خدا داند کہ دران زمان
چہ میدیدم و چہ مے فہمیدم۔ ولیکن نظر بر ہر متن و حاشیہ کہ مے گماشتم۔ تحت اللفظے از سوادِ
آن بہرہ میداشتم۔ و ہر کتاب کہ در نظر آمدے و جزوے از وے در وقت پیدا شدے
خواہ از کتاب سابق یا لاحق۔ از اول تا آخر عبور بران از واجبات وقت حال بود۔
مقید نبودم۔ کہ شروع از اول کتاب باید نمود و ختتام بآخر آن باید کرد مطمح نظر تحصیل علم (مطمح یعنی افق نظر ۱۲)
بود۔ بہر نوع کہ باشد۔

دوازدہ[12] یا سیزدہ[13] سالہ بودم کہ شرح شمسیہ و شرح عقائد میخواندم۔ و پانزدہ[15] یا شانزدہ[16] سالگی
مختصر و مطول را گذراندم۔ و بیشتر یا بیشتر یک سال از عددے کہ نظر فاً در شمار عمر از ذکر آن (نام کتاب بلاغت ۱۲ ، ایضاً ۱۲ ، تعیین عمر ۱۲)
ملاحظہ کنند (یعنی جو اندازہ عمر کے واسطے تکمیل علم قرار دیا گیا ہے (یعنی وہ عدد اٹھارہ[18]
سال ہے کہ مٹھا برس مشہور ہے) از علوم عقلی و نقلی آنچہ در افادہ و استفادہ از صورت و مادہ
کافی و وافی باشد تمام کردم۔

ذکر حفظ قرآن مجید

والحمد للہ کہ بعد ازان بحفظ قرآن مجید موفق شدم و در کنف حفظ در آمدم۔ و در مدت یکسال (گوشہ ۱۲)
وچیزے۔ این نعمت را کہ در صد سال شکر حرفے ازان ادا نتوانم کرد بدست آوردم۔ (توفیق یافتہ ۱۲)
وبالجملہ بہمین قیاس کہ برخواندم۔ بر سائر کتب عبورے کردم و عثورے نمودم۔ (دستیابی ۱۲)

غیر آنکه۔ مدت ہفت ہشت سال بلکہ زیادہ۔ بعد از رسیدن بہ کتب عربیت منطق و کلام وحصول نوعے از قوت اکمال و اتمام۔ ملازمت درس از بعضے دانشمندان ما ورا النہر بطورے نمودہ شد۔ کہ بر تمامی شب و روز شاید کہ دو سہ ساعت از مطالعہ و تعقل و اشتغال فرصتے دست نمیدادہ باشد۔ وچون بمدد توجہ باطن اُستادان دراثناے درس بحثہا وسخنان مفید از طبع فاطر این حقیر میزائید۔ اکثر این عزیزان می گفتند۔ کہ ما از تو مستفیدیم۔ و ما را بر تو منتے نیست۔ (یعنی ہمارا احسان تجھپر نہین ہے) خدا داند کہ آن چہ شوق بود وچہ طلب۔ اگر آنقدر شوق و ذوق در طلب مولے و ریاضت باطن می بود۔ تا کار بجائی کشید۔

ذکر محنت بہ تحصیل علوم

از ابتداے ایام طفولیت نمیدانم کہ بازی چیست۔ وخواب کدام۔ ومصاحبت کیست وآرام چہ۔ وآسایش کو۔ وسیر کجا۔ وشب خواب چہ۔ وسکون کدام ست۔ ہرگز در شوق کسب و کار طعام بوقت نخوردہ وخواب در محل نبردہ۔

ہر روز با وجود غلبۂ برودت ہواے زمستان۔ وشدت حرارت تابستان۔ دو بار بمدرسہ دہلی کہ شاید از منزل ما بقدر دو میل داشتہ باشد میل میکردم۔ درمیان روز ادنیٰ وقفہ در غریب خانہ بسبب تناول چند لقمہ کہ بسبب عادی قوام حرکت ارادی است۔ واقع میشد۔ ومدتے پیشتر از وقت صبح بمدرسہ میرسیدم۔ ودر سایۂ چراغ جزمی کشیدم۔ غریب تر آنکہ۔ باوجود احاطۂ اوقات وشمول ساعات بمطالعہ وتذکار بحث وتکرار۔ ہرچہ از کتب خواندہ میشد۔ بلکہ وراے آن از شروح وحواشی بنظر می آمد۔ تقیید آن بکتابت از ضروریات وقت می دانستم۔

اکثرے از شب۔ وپارۂ از روز بمطالعہ میگذشت۔ وپارۂ از شب و اکثرے از روز بکتابت میرفت۔ والدم بہ رو ما درمن درپے آن بودند کہ یکدم باکودکان محلہ بازی کنم۔

یا شب بوقت متعارف پا دراز کشم - و من می گفتم کہ آخر غرض از بازی خاطر خوش کردنست
و مرا خاطر بہمین خوش ست - کہ چیزے بخوانم - یا مشقے کنم -
برعکس آنکہ - پدران و مادران - اطفال را بر خواندن و بمکتب رفتن زجر کنند و عتاب نمایند
مرا در جانب دیگر بمبالغہ خطاب میکردند -
گاہے در اثناے مطالعہ کہ وقت از نیم شب درمیگذشت - والدم قدس سرہ مرا فریاد
میزد کہ بابا چہ می کنی - من فی الحال دراز می شدم تا دروغ واقع نشود - و می گفتم کہ خفتہ ام چہ میفرمایند
باز برمی نشستم و مشغول میشدم - و چندبار در دستار و موے سر آتش چراغ در گرفتہ باشد -
و مرا تا رسیدن حرارت آن بہ جمجمہ دماغ خبر نہ -

چہ دود ہای چراغی کہ در دماغ نرفت
چہ خار خار کہ در بستر فراغ نرفت
کدام بادہ محنت کہ در ایاغ نرفت
بحیرتم ز دل خود کہ عمر رفت و لے (پیالہ)
کدام خواب و چہ آسایش و کجا آرام
ز کنج غمکدہ ہرگز بہ صحن باغ نرفت

و با وجود شوق و شغف (رغبت) تحصیل و تکرار علم - در کثرت صلوۃ و اوراد و شب خیزی و مناجات ہم
در اوان طفولیت بمقتضاے جبلت صوری - جد و اجتہاد بوجود مے آمد - چنانچہ مردم حیران
آن مے بودند - و ہنوز ذوق آن اسحار و اوقات در کام وقت پیدا است - تا الآن کہ بتفضیل
نامتناہی الٰہی و ما توفیقی الا باللہ - جزاے وافر و قسطے کامل حاصل وقت شدہ است -
زیادہ تر از آن محنت و ریاضت می کشم - و بمشغولی تعلیم و افادہ معاذ اللہ - بلکہ تعلم و استفادہ
بسر می برم - در زاویہ غربت افتادہ - و دل بامیدواری نہادہ - با ہیچکس از نیک و بد کارے
و از ہیچ آفریدہ بر دل غبارے نہ - و از مصاحبت این و آن فارغ بالم - بلکہ از ذکر زید و عمرو
کہ در ترکیب نحو مذکور شود - نیز در ملالم - گویا کہ این مقطع غزل مطلع معرفت احوال من است -

حقی کجا و صحبت کس کز خیال دوست
دارد بخود چہ مردم دیوانہ عالمے -

از بد و فطرت بحکم وصیت پدر کہ می گفت ہان تا ملاے خشک و ناہموار نباشی - ہموارہ
از عشق و محبت دمے میزنم - و در طریق غربت و دردمندی قدمے مے نہم -

ہیدر ہنتیم ہرگز از عشق		دل ھم دل دردناک داریم۔

بعد از حصول راحت۔ و زوال وسواس (کہ لازم حال حرمان و یاس است) دست از ہمہ کار شستہ و چشم از اغیار بستہ بر در دل نشستم تا چہ پیش آید و کدام در بکشاید۔ ناگاہ بحکم ۔ما خاب[1] من اناب الی اللہ وقد نجی[2] من التجی الیہ۔

تذکرہ رفتن حج

چارہ گر بیچارگان۔ و راہ نمائے آوارگان۔ مرا بجانب خود طلبید۔ و من بیجان و مان را سلسلۂ شوق در گردن افگندہ بسوئے خانۂ خود کشید۔ و من نامراد را بمنزل مراد رسانید یعنی بدرگاہ حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم جائے داد۔ و از حریم مرحمت و عنایت محروم باز نفرستاد شعر ذیل و ایسی کے تاسف مین آپ نے فرمایا ہے۔ شعر

حاشاہ[3] ان یحرم الراجی مکانہ		یرجع[4] الجار منہ غیر محترم

انچہ من فقیر حقیر از اکرام و انعام حضرت بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم بشارت یافتم۔ اشارت نتوانم کرد۔ امید وارم کہ ظہور آثار و انوار متکفل ابراز و متضمن اظہار آن گردد انشاء اللہ تعالے۔

بیان مولف

یہانتک جو لکھا گیا۔ اخبار الاخیار سے انتخاب کرکے تحریر کیا گیا۔ آیندہ اس سے جو لکھا جاتا ہے وہ دیگر تصانیف حضرت شیخ علیہ الرحمہ و نیز معلومات دیگر سے معرض بیان آتا ہے۔ اور کسی موقع پر اسی کتاب سے بھی کچھ لکھا جاویگا۔

---

[1] نہین نقصان پایا اوس شخص نے جسنے رجوع کی طرف اللہ کے ۱۲ [2] اور تحقیق نجات پائی اوس شخص نے جسنے التجا کی طرف اوسکے ۱۲ [3] کیا شان پاک کہ احرام باندھتا ہے امیدوار ہو کر واسطے مکان کا ۱۲ [4] اور لوٹتا ہی ہمسایہ اوس سے بغیر احرام کے ۱۲

رجوع باصل ذکر

اخبار الاخیار سے یہ نہین پایا جاتا کہ آپ کب مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے۔ اور کتنے عرصے تک وہان مقیم رہے۔ اور حالت قیام مین مشغولیت خاطر شریف کس امر مین رہی۔ اور کب وہان سے واپسی ہوئی۔ لہذا اس روئداد کو حیز تسطیر مین لاتا ہون۔

وہ یہ کہ

کتاب زاد المتقین مین آپ تحریر فرماتے ہین۔ کہ در ۹۹۶ سنہ ست وتسعین وتسع مأتہ۔ جاذبہ از غیب در رسید و وحشت در دل پدید آمد۔ چارہ نماند۔ جز دیوانگی کردن و زاد ہمت بخیال سفر بربستن وغیرہ وغیرہ۔

وبعد عزیمت سفر راہے نہ نمود۔ جز بدرگاہ عالم پناہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسعادت قدوم بلد اللہ الحرام وتشرف بزیارت عالی مقام ومشاہدۂ جمال کعبۂ امانی وآمال وادائے مناسک حج۔ الخ

اور کتاب اخبار الاخیار مین لکھتے ہین۔ کہ محرر سطور در وقتیکہ بقصد زیارت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہ احمد آباد گجرات رسید۔ از متاخرین مشائخ آن دیار کہ شیخ وجیہ الدین جامع کمالات وبرکات ومسن ومعمر ومرتاض مشغول تدریس علوم وتصنیف کتب وترتیب وارشاد طالبان بود۔ بملاقات شریف مستسعد شد۔ سعادت جو ہند ۱۳۰ وببعضے اذکار واشغال بسلسلہ عالیہ قادریہ مشرف گردید۔

تو اس رو سے نہضت فرما ہونا آپکا دہلی سے ۹۹۶ھ مین (یعنی پانچ سال بعد اپنے والد ماجد کی وفات سے) بعہد جلال الدین اکبر بادشاہ (کہ جب عمر شریف ۳۸ اڑتیس سال ہو گئی تھی) احمد آباد گجرات (یعنی ملک مفتوحہ اپنے حضرت آقا محمد جد اعلیٰ مین) ہو کر تشریف لیجانا مکہ معظمہ کو مسلم الثبوت ہے۔

اور رسالہ صلوۃ الاسرار مین لکھا ہے۔ کہ ہمارے جہاز پر ایک درویش قادری سوار تہا صبحدم جب لنگر جہاز کا اٹھایا جاتا تہا۔ اور روانگی ہوتی تہی۔ وہ درویش ایک طرف جہاز کے بیٹھا ہوا پکارا کرتا تہا۔ یَا جِیلَانِی شَیْئًا لِلّٰہ۔ یَا گِیلَانِی شَیْئًا لِلّٰہ۔ یَا عَبْدَ الْقَادِر شَیْئًا لِلّٰہ۔ اور یہ کہنا اوسکا اچھا معلوم ہوا کرتا تہا۔ مگر یہ تحریر نفرمایا کہ کس بندر سے جہاز پر سوار ہوے۔ لیکن اس قیاس سے۔

(کہ اون ایام مین سواے بندر سورت کے اور کوئی بندر چلتا ہوا نہین تہا) چنانچہ جہانگیر بادشاہ وشاہجہان کے وقت مین مسٹر طامس رو سفیر انگلستان ڈاکٹر برنیر فرانسیسی اسی بندر سے ہندوستان مین آنے تہے (کہ کتب تاریخ مین درج ہے) تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ آپ اسی بندر سے راہی سفر بحری ہوے۔

جیساکہ تاریخ اور ماہ روانگی حضرت کا دہلی سے پایا نہین گیا۔ ویسا ہی پہونچنا مکہ معظمہ کا معلوم نہین ہوا۔ مگر از روے زاد المتقین اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ آپ ماہ رمضان سے اتنی مدت پیشتر پہونچے کہ صحیح مسلم۔ وصحیح بخاری اوس بلاد شریفہ کے علماے محدثین سے حاصل فرما چکے تہے۔

اور ماہ رمضان سے رجوع بحضور جناب عبد الوہاب متقی قطب مکہ مکرمہ لاے۔ اور انہین کے ساتہ سنت اعتکاف عشرۂ اخیرۂ رمضان ادا کی۔ تب سے تا قیام مکہ معظمہ بلکہ تا واپسی وطن بغرض حصول ہر نعمت ظاہری و باطنی انکی ہی خدمت مین رہے۔ اور آغاز علم ظاہری کا انکے حضور مین مشکوۃ شریف سے ہوا۔

مناسک حج سنہ ۹۹۶ ہجری بہی انہین کے ساتہ ادا کیے گئے۔ اور موقف عرفات مین حاضری رہی۔ اور ببرکت انہین کے بمقام مزدلفہ حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کے جمال سے بہی مشرف ہوے۔

بعد حج ومولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہین کی اجازت مورخہ ۲۳ ماہ ربیع الثانی

سنہ ۹۹۷ ہجری سے (یعنی بعد قیام دس ماہ کے روانہ مدینہ منورہ ہوے) اور وہان پہونچکر زیارت و معانقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوے۔ کہ جسکی کیفیت تامہ معاینہ زاد المتقین سے معلوم ہوسکتی ہے۔ اور مین بہی آگے اس سے ایک موقع مستلزمہ پر ظاہر کرونگا۔

یہان آپ تا آخر ماہ رجب سنہ ۹۹۸ ہجری قیام پذیر رہے۔ یعنی ایام حج سنہ ۹۹۷ھ اسی مقام گذر گئے۔ ۱۸/۱۷ ماہ رجب سنہ ۹۹۸ ہجری کو شب پنجشنبہ پہر زیارت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوبارہ ہوئی۔ اور چند روز ہی بعد سنہ یارہ بعد ہوجانے رجبی کے جو شب ۲۷ ماہ رجب کو عرس حضرت سید الشہدا امیر حمزہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ یہان آپ لکھتے ہین۔ کہ لیلۃ المعراج بقول مختار نیز بست (یعنی بعد قیام پندرہ ماہ کے) آپ روانہ مکہ معظمہ ہوے۔ اور وہان پہونچکر بحضور جناب ممدوح اتمام مشکوۃ شریف کا کیا۔ اور پہر جس جس کتاب کے مطالعہ کے واسطے انہون نے فرمایا ویسا ہی عمل مین لایا گیا۔ بعدہ اونہون نے فرمایا کہ الحمد للہ نسبتی باین علم شریف بوجہ اتم حاصل شدہ است۔ واین مقدار شدہ است۔ کہ از عہد خدمت این علم تو انید آمد اکنون چند روز بکار دیگر ہم پردازید۔ واندکے لذت خلوت و ذکر اللہ نیز دریابید۔ پس این فقیر را۔ آداب۔ واوضاع ذکر۔ و تقلیل طعام۔ وآداب خلوت فرمودہ۔ در خلوت خاص خود کہ در حرم شریف متصل باب جیاد و مقابل ما بین حجر اسود و رکن یمانی است بنشاندند۔ الخ

بہر جمعہ حسب عادت در حرم شریف آمدہ۔ فقیر را نیز دران خلوت مشرف می ساختند و پرسش احوال میکردند۔ ومیفرمودند۔ کہ الحمد للہ ظہور احوال موافق مقصود است۔

فائدہ خلوت مراد اوس مکان سے ہے۔ کہ پچھلے دالان ہاے حرم شریف مین واسطے نشست و ذکر و شغل ایسے ہی بزرگوارون کے بنے ہوے ہین۔ کہ اونکو وہان

خلوت - اور یہان حجرہ کہتے ہین - اور وہ باجازت خاص شریف مکہ کسی کو ملتے ہین۔
بعداز اتمام این خلوت بر نسخۂ صحیح مسلم کہ قرأت آن پیش ازین ارادہ کردہ شدہ بوُد
گذرانیدہ آمد - فرمودند - اکنون عزیمت ہندوستان بکنید - وبخانۂ خود بروید - کہ والدہ
وفرزندان شما بسیار پریشان حال وبجانب شما نگران خواہند بود -
عرض کردہ شد - کہ فقیر را نیت اقامت این مقامات شریفہ بسیار ہست - وبعد ازان
نیت سیر بغداد وزیارت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ ہست -
فرمودند - شما را بعد ازین گنجایش ندارد - کہ این جا باشید یا جاے دیگر روید - اِلا
بوطن اصلی خود -
حق شرع بر ہمہ مقدم ہست - وحضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ با شما اند - ہر جا کہ باشید
محبت واعتقاد وتوجہ بایشان درست دارید - وقصد اتباع ایشان بکنید - وبر فرمودۂ
ایشان روید - ایشان ہرگز راضی نیستند - کہ ایذاے والدہ وزوجہ وفرزندان صغیر
بکنید - وشما خود می گفتند - کہ والدۂ من مرا رضاے حرمین دادہ - وگفتہ ہست کہ جاے ثالث
نروی - پس چون می توانید رفت -
عرض کردم - کہ فقیر نیت کردہ ہست - کہ از ہمان راہ ببغداد رسیدہ - بہندوستان رود -
چہ این راہ وچہ آن راہ پس گویا جاے ثالث نرفتم -
فرمودند - این چنین اگر کنید درست ہست - اما میتوانید - کہ در بغداد یک ماہ یا چہل روز
باشید - بعدہ از انجا برآئید - نمیتوانید - این نسبت کہ شما بجناب ایشان دارید - برآمدن شما
از انجا مشکل ہست نمیتوانید - از انجا برآمد - سفر ممتد میشود - جماعۂ شما در انتظار ہلاک میشوند
وایذا می کشند -
عرض کردم کہ توجہ فرمایند - کہ ہر چہ خیریت بندہ ہست پیش آید -
فرمودند - انشاء اللہ تعالے خیریت ہست - استخارہ بکنید - اکنون در ظاہر خود خیریت

منحصر است - درانکہ بجانہ خود روید۔

روزے دیگر بخدمت ایشان عرض کردہ شد۔ کہ شیخ عبداللہ بلیانی بزرگیست از ارباب احوال سنیہ در نفحات ذکر مناقب ایشان کردہ است۔ وے فرمودہ است۔ کہ شرط طالب این راہ آنست کہ بداند۔ کہ ہیچ حقے از حقوق بالاتر از حق باری تعالیٰ نیست۔ و پیشتر از تحصیل معرفت وے سبحانہ تعالیٰ ہیچکس رابروے حقی نیست۔ خواہ مادر و پدر باشند۔ یا زوجہ و فرزندان ترک ہمہ باید گفت۔ و طالب معرفت مولے باید بود۔ و تکمیل نفس باید کرد۔ اندکی متوقف ماندند و فرمودند ہمچنین خود نیست۔ کہ ایشان گفتہ اند۔ حقوق شرع حقوق اللہ اند۔ و رعایت آن مورث معرفت حق تعالیٰ و موجب قرب رضای وے تعالیٰ است۔ اگر از طلب حق و دین اسلام مانع آیند آن دیگر است۔ عرض کردہ شد۔ دیگر ہمین بزرگ گفتہ است۔ کہ طلب رزق و کسب معیشت نباید کرد۔ زیراکہ حق سبحانہ تعالیٰ گفتہ است۔

نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔

فرمودند این مسئلہ مختلف فیہ است تفصیلی دارد مطلق نیست۔ بہ شیب و تجرد ہر دو طریق قرب و وصول است۔ دیگر گاہ گاہے در اوقات از مقولہ سفر بغداد بخدمت ایشان سخنی کردہ میشد۔ ہر بار کہ مذکور ساختہ میشد۔ تغافل می زدند۔ و خاموش می ماندند یا میفرمودند خیر باشد ببینید تا چہ شود۔

واز غرائب تصرفات ایشان کہ درین باب مشاہدہ کردہ میشد۔ آن بود کہ چون این فقیر بمنزل خود می آمد۔ و تنہا می بود بخود قرار میداد۔ کہ بہندوستان نرود و مطلق این عزیمت فسخ می نمود۔ باز چون در خدمت ایشان رفتہ میشد۔ تا استشارہ و استخارہ درین باب نماید اصلا مجال آن نمی شد۔ کہ ازین مقولہ حرف تواند زد۔ یا آن را تصور تواند کرد ہمین معقول میشد کہ میباید رفت۔ و اصلا زہرہ آن نبود کہ برخلاف آن دم زند۔ تا آنکہ دیگر موسم حج در آمد

یعنی جب وقت حج ۹۹۸ ہجری آیا تو حج ادا کیا گیا۔ اور بعد حج مکہ معظمہ میں واپس آئے

تو بشب ۱۲ ذی الحجہ سنہ مذکورہ بار دیگر بسعادت مشاہدہ جمال حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطرز عجیب و غریب مشرف ہوے۔ کہ کیفیت حال اس
مشاہدہ کی آپنے پانچ صفحہ پر زاد المتقین مین لکھی ہے۔ کہ جسکا انتخاب بکمال اختصار مین آیندہ
اس سے زیر عبارت زیارت اول کے تحریر مین لاونگا انشاء اللہ تعالے
اور پہر اسی شب مین زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام سے شرفیاب ہوے۔
یعنی بعد حج اول آپ زیارت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے بمقام مزدلفہ
(کہ جہان بعد حج میدان عرفات سے تین کوس ہٹکر شب باش ہوتے ہین) سعادت یاب
ہوے تہے۔ اور اس دفعہ بعد حج ثانی زیارت جناب حضرت امام حسین علیہ السلام سے بمقام
مکہ معظمہ بمحلہ سوق اللیل قریب مکان مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستفید ہوے۔

اب پہر بر سر اصل ذکر آتا ہون

بعد حج پہر آپ نے حضرت عبد الوہاب متقی ؒ سے عرض کیا۔
فقیر میخواہد کہ ہمراہ قافلہ بغداد برود۔ آن روز صریح منع کردند۔ وگفتند ما راضی نیستیم۔
کہ شما جائے بروید۔ مگر بوطن مالوف کہ عزیمت سفر سست شد۔ زیرا کہ باوجود صریح
بے رضاے ایشان اقدام بہ فعلے گنجائش نداشت۔
بعد از رسیدن موسم حجیہ در سال دوم (یعنی ۹۹۸ھ) از خدمت ایشان استیذان عزیمت
مدینہ مطہرہ نمودہ شد۔ ومکنون ضمیر این حقیر آن بود۔ این بار کہ بمدینہ منورہ بروم ہمانجا
باشم۔ واگر نصیب باشد بجاے حج بیایم والاخیر ہم از انجا عزیمت بغداد نمودہ بزیارت
حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سفر کنیم۔ این معنی در باطن مصمم و مجزوم بود۔
وبخدمت شیخ اظہار کردہ نمی شد۔ ناگاہ در خاطر ترددے در عزیمت این سفر افتاد۔
وچنان محسوس شد کہ چیزے مثل کلوخ از بالا در دل از غیب افتاد۔ وقلقی واضطرابی بباطن

راہ یافت۔ وتا وقت صبح حال ہمین منوال گذشت۔ بعد ازان بخدمت ایشان رفتہ
عرضہ کردہ شد۔ کہ فقیر را در ضمن عزمیت آن سو مدینہ این معنی مکنون خاطر بود۔ کہ از شما نوید شدہ
میداشتم۔ امروز وقت سحر یکایک تردد بخاطر راہ یافت۔ تا حقیقت حال چیست۔ از ین سخن
کہ گفتہ شد۔ بسیار خوشحال شدند۔ فرمودند بسیار خوب شد رضاے ماہم درین است
وخیریت شما نیز انشاء اللہ درین باشد۔

عرض کردہ شد۔ پس اگر عزمیت این سفر انفساخ یابد۔ ویکسال دیگر ہمدرین مقام شریف
در ملازمت شما گذرانیدہ شود۔ سعادت است۔ بعد از یکسال برخصت عالی متوجہ وطن مالوف
شدہ آید۔ زیرا کہ این فقیر در صحبت شما ہر روز فائدہ جدید در خود مے یابد۔ وآن فائدہ
محسوس ومعلوم من میشود۔ خدمت شما غنیمت است۔

فرمودند۔ اکنون فائدہ شما درین است۔ کہ بوطن خود بروید۔ واہل حقوق را بملاقات خود
مسرور سازید۔ این نیز عبادت است۔ وامتثال امر است۔ وفرمودند انچہ مقتضاے
استعداد فطری شما بود۔ از ین مقامات ودیگر انچہ از صحبت ما بالفعل حاصل کردہ آید نتیجہ آن
بظہور خواہد رسید۔ آخر آن گل خواہد گرد۔ وبر خواہد داد۔ ہر چہ نصیب شما بود رسید۔ ودیگر
انچہ نصیب است نیز خواہد شد۔ اکنون فائدہ شما (پہل ۱۲) درین است۔ کہ بوطن خود بروید۔
وشکر کنید کہ حق تعالے شما را باین مقامات شریف مشرف ساخت۔ وسالماً وغانماً
بوطن باز گردانید۔ این مقدار کہ بتوفیق الٰہی میسر شدہ است بسیار است۔

پس در آخر شہر شعبان سنہ ۹۹۹ھ بسوے طائف حجاز براے زیارت سیدی عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما رخصت گرفت۔ ودر وقت رجوع از میقات قرن احرام بستہ
غرۂ ماہ رمضان بمکہ معظمہ رسید۔

بعد تشریف آوری طائف شریف سے جوار شاہ پنگاہ حضرت عبد الوہاب متقی
قطب مکہ معظمہ سے تا آخر ماہ رمضان المبارک صدور ہاے۔ اور اونکا تعمیا آنکہ طرف سے

ہوئی - یا جن جن امورات خاص مین اسناد اور اجازت عطا ہوئین - یا ہدایات فرمائی گئین - (کہ جو بچند اوراق ہین) اونکا تفصیلاً معلوم ہونا منحصر بملاحظہ کتاب زاد المتقین ہے مگر بروقت مرخص ہونے آپکے جو کچھ اونھون نے فرمایا اور عطا کیا اوسکی بابت آپ یہ لکھتے ہین -

تا ماہ شوال شد - و موسم کشتی رسید - و روا روسفر ہندوستان پیش آمد - حیرتے در وقت پیش آمد - گویا کہ این ہمہ خواب و خیالے بود - کہ گذشت و چنان نمود - کہ گویا یک روز اینجا اقامت نہ نمودہ بود -

و در وقت وداع پیراہن خاصہ عنایت کردند - و فرمودند این خرقہ حضرت شیخ عبد القادر است و دیگر مشائخ نیز بایشان میرسند -

و فرمودند کہ بیکار نباشید - و ازینجانب امداد انوار انشاء اللہ متوالی خواہد بود -

و فقیر در جدہ بود کہ خریطہ متقیہ کہ آنرا سالہا خود استعمال کردہ بودند - فرستادند والسلام والحمد للہ علی اتمام النعمۃ و نعمۃ التمام -

واضح ہو - کہ فہرس التوالیف مین حضرت شیخ الاجل علیہ الرحمۃ نے مجمل احوال اپنا ابتدائے عمر سے تا واپسی از مکہ معظمہ مفصل لکھا ہے - گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے اور اوسکا اظہار اسی جگہ پر ہونا مناسب ہے - چنانچہ بجنسہ اوسکو لکھتا ہون -

نقل عبارت موصوفہ

بدانکہ چون صانع پروردگار از اول فطرت این غریب خاکسار را بہ نشاء خاص مخصوص گردانیدہ بود - ہم در عنفوان جوانی کہ اوان نشو و نما و کامرانی است - اتمام علوم عقلی و نقلی تحصیل کردہ و تکمیل نمودہ و بعد از تحصیل و استفادہ بدرس و افادہ مشغول شدہ ہم درین ایام بتوفیق و تائید الٰہی بحفظ قرآن مجید مشغوف ماندہ - و بجاذبہ غیبی ترک یار و دیار و مفارقت

اہل و عیال گفتہ۔ در وادی طلب و غربت افتادہ بوطن ارواح و مستقر قلوب کہ بیت
رب العالمین و درگاہ سید المرسلین است روے آوردہ بانعام عام و خاص بطریق عموم
و اختصاص ازان حضرت مشمول و مخصوص گشتہ۔ و بسعادت لقاے شریف وے
صلی اللہ علیہ وسلم مکرر مشرف شدہ۔ و استماع حدیث در منام از حضرت سید علیہ الصلوۃ
والسلام بیواسطہ نمودہ۔ و بشارتہا بمقصود یافتہ وبتعلم تجوید قرآن عظیم و علم قراءت و خدمت
علم حدیث رسول کریم مشغول شدہ۔ و باجازت نامہ عام شامل و کامل تمامہ کتب احادیث
و سائر علوم دینیہ از علماے کرام آن عالیمقام علیہم رحمۃ اللہ الملک العلام خصوصاً از حضرت
شیخ اجل و اکرم اوحد و اعدل عبد الوہاب متقی قادری شاذلی قدس اللہ روحہ و اوصل الینا
فیوضہ و فتوحہ بتلقین ذکر و ایثار خلوت و خلافت و برکت مشرف و فائز شد۔
و نعمتہا و بشارتہا از خدمت وے در حصول انوار و آثار نتائج و ثمرات برکت در التزام
مقام صدق و استقامت در نشر علوم دینی و حصول مواہب یقینی مشرف و مستبشر گشتہ
برجوع و عود بوطن مالوف مامور و مکلف شد۔
اسی جگہ اس ذکر کا بھی ہو جانا واجب ہے۔ کہ جو آپ نے رسالہ وصیت میں
مندرج فرمایا ہے (کہ بعد انقضاے مدت مذکورہ شیخ عبد الوہاب متقی قطب
مکہ معظمہ حسب بشارت حضرت خاتمۃ الرسالت بامن فرمودند کہ بدہلی واپس
باید رفت۔ زیرا کہ دہلی بفراق شما نالان است۔
ایک مضمون مندرجہ کتاب فتح المنان فی تائید مذہب النعمان بھی (جو متعلق
جناب عبد الوہاب متقی ممدوح بالا سے ہے) اسی مقام پر قابل لکھنے کے ہے

وہ یہ کہ

جب میں حرمین شریفین زادہما اللہ تشریفاً و تعظیماً میں کتاب مشکوۃ پڑھتا تھا۔ تو میرے
خیال میں آیا کہ ابھی مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں داخل ہو جاؤں۔ تو میں نے

یہ ماجرا اپنے شیخ ابو المواہب صفی الدین عبد الوہاب متقی قادری شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے
روبرو (کہ صاحب استقامت و فاضل اجل تھے) پیش کیا۔ فرمایا تم اس خیال مین کیسے
پڑ گئے۔ شاید تمنے جو مشکوۃ بالاستعجال پڑھی اسبات نے تمکو اس خیال مین ڈالا ہے۔
اور درحقیقت بات یہ ہے۔ کہ شافعیونکو بعد تلاش جو جو احادیث اپنے مذہب کے موافق
ملین اپنی کتابون مین بکر جمع کردین۔ حالانکہ یہانپر اور حدیثین ہین۔ کہ اون حدیثونپر راجح ہین۔
کہ اونسے حنفی مذہب کی ترجیح قرار واقعی پایۂ ثبوت کو پہونچی ہے۔ پھر حضرت شیخ نے
مناقب حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بیان کرنے شروع کیے۔ اور کہا کہ یہ امام رفیع الشان
سب ائمہ سے قدیم الزمان ہین۔ شاگرد تابعین و تبع تابعین علما متقین ارباب ورع و فقاہت
و تحقیق بنسبت اور ائمہ و مجتہدین زیادہ تر تھے۔ حاصل کلام اس مقام پر شیخ علیہ الرحمہ نے
بہت بیان تقریر تمام فرمائے۔ کہ جو صلِ تحقیق مرام تھے۔ کہ وہ خیال میرا جاتا رہا۔
پھر شیخ قدس سرہ سے بوقت رخصت وطن مین سنے التماس کی کہ کچھ عرصہ مجھے اپنی
خدمت بابرکت مین اور رکھین۔ کہ ان مذاہب اربعہ مین بحث و تحقیق کرون خصوصاً
دو مذہب حنفی و شافعی مین۔ تاکہ امر محقق اور حق ظاہر ہو جاوے۔
فرمایا یہ بات تمھین وہانپر حاصل ہو جاویگی۔ سوا اونکی ذات بابرکات کی توجہ و برکت سے
یہ بات مجکو شرح مشکوۃ کی تحریر مین حاصل ہو گئی۔ اسلیئے کہ کل امر مرہون باوقاتہا۔
اور جو سبب اپنے شافعی المذہب ہو جانیکا آپ نے لکھا ہے۔ وہ بجنسہ صفحہ ہے
اور راقم کے پاس ترجمہ اوسکا بزبان اردو مع اصل عبارت عربی موجود ہے۔ مگر چونکہ یہ ارادہ
آپکا ظہور پذیر نہین ہوا۔ اسلیئے اوسکے لکھنے سے اس کتاب مین درگذر کیا گیا۔
الحاصل بماہ شوال ۹۹۹ھ جدہ شریفہ سے آپ روانہ ہندوستان ہوے۔ اور پہونچنا
آپکا بمقام دہلی اسی سال ۹۹۹ھ مین ازروے قطعۂ تاریخ اختتام کتاب اخبار الاخیار
ہے جسکا مادہ (ذکر الاولیا) ہے صاف ظاہر ہے۔ اور یہ قطعہ آپ نے خاتمہ
۹۹۹

کتاب پر اِن الفاظ سے درج فرمایا ہے۔

قال بعض اصحابنا فی تاریخ ہذا الکتاب ؎

طیب اللہ حقی انفاسک	زادک اللہ قوۃ و غنیً	نام تاریخ این کتاب عزیز	گرکنی (ذکر الاولیا) احسن

مگر پھر اسکو تین دفعہ تین طرح پر ترقیم و ترتیب فرمایا۔ جیسا کہ آپ رسالہ فہرس التوالیف مین لکھتے ہین۔

(و منہا اخبار الاخیار احوال الابرار در ذکر مشایخ و علماء و صلحاے این دیار) نسخہ اول بقدر پانزدہ ہزار بیت۔ و متوسط دوازدہ ہزار بیت۔ و منتخب آخر کہ قرار یافتہ نہ ہزار و کسرے زائد۔ و مثبت درین مجموعہ نسخہ متوسط است۔ و این اول تصنیفے است۔ کہ رقم زدۂ کلک این مسکین شدہ است۔ الخ

یعنی اول جو یہ کتاب آپ نے لکھی تخمیناً پندرہ ہزار بیت کی تھی۔ اوس مین سے انتخاب بارہ ہزار بیت کا کرکے دوسری کتاب مرتب کی۔ پھر اوسمین بھی نو ہزار کسرے زائد انتخاب فرما کر تیسری کتاب ترتیب فرمائی۔ اور نسخہ دوم کو بنام متوسط قرار دیا۔ اور اوسی کو برقرار رکھا۔ کہ جو اب شایع ہے۔

پس اب یہ معلوم ہونا چاہئے۔ کہ تینوں ترتیب کب کب عمل مین آئین۔ سو وہ یہ ہے کہ صفحہ نمبر ۱۸۵ جو بذیل ذکر حضرت شیخ سعد الدین خیرآبادی مرید شیخ مینا کے ذکر شیخ اللہ دیا خیرآبادی انکے مرید کا ہے۔ کہ جو نسخہ اول سے منتخب ہو کر اسمین تحریر ہوا ہے۔ اوسمین مندرج ہے۔ کہ (ہمدرین سال نہصد و نود و سہ ۹۹۳ وفات یافت) تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ نسخہ اول ۹۹۳ھ مین تصنیف ہوا یعنی سفر حج سے (کہ جو ۹۹۶ھ مین ہوا) تین برس پہلے۔ نسخہ دوم بلقب متوسط کہ جو منتخب نسخہ اول کا ہے اوسکو حضرت نے ماقبل یا مابعد حج کے ۹۹۷ھ یا ۹۹۸ھ مین بمقام مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ یا جہاز مین بہنگام واپسی باضافہ ذکر حضرت شیخ وجیہ الدین احمدآبادی مندرجہ صفحہ نمبر ۱۵۷ (کہ جنسے آپ بحالت

جانے مکہ معظمہ کے ۹۹۶ھ میں ملے تھے) مرتب فرمایا۔ اور بعد واپسی مکہ معظمہ سے سنہ ۹۹۹ھ میں بمقام دہلی خاتمہ کتاب پر احوال جانے اور آنے مکہ معظمہ و دیگر کوائف متعلقہ کا از صفحہ نمبر ۲۹۸ تا صفحہ نمبر ۳۰۶ یعنی نو صفحہ پر تحریر فرما کر تمام کیا۔

اور نسخہ سوم جو نسخہ دوم سے منتخب کیا گیا۔ اوسکا سنہ ترتیب کہین کسی ایما تحریر سے حضرت کے پایا نہین جاتا۔ مگر بہر حال ترتیب اوسکی بعد سنہ ۹۹۹ھ کے ہی ہوئی ہوگی۔ درین صورت واضح ہے۔ کہ دوران اس سفر خیر اثر آمد و رفت و قیام حضرت کا اندر چار سال کے ہے اس تفصیل سے۔

قیام بہ مکہ معظمہ بدفعہ اول	سفر آمد و رفت مدینہ منورہ	قیام بمقام مدینہ منورہ	قیام مکہ معظمہ بدفعہ ثانی
تخمیناً دس ماہ	تخمیناً ایک ماہ	تخمیناً پندرہ ۱۵ ماہ	تخمیناً چودہ ماہ

سفر خشکی و تری آمد و رفت ہندوستان
تخمیناً آٹھہ ماہ

اور قیام حضرت کا بہر دو دفعہ بمقام مکہ معظمہ تا مدت دو سال خود مندرجہ ذیل تحریرات حضرت سے ثابت ہے۔

اول یہ کہ بزمانہ روانگی واپسی اپنی کی بہ نسبت حضرت عبد الوہاب متقی رضی اللہ عنہ آپ نے لکھا ہے (کہ درین مدت دو سال ہرگز ایشان را در طواف نیافتہ بود)

سوم یہ کہ دیباچہ زاد المتقین مین آپ لکھتے ہین کہ تا مدت دو سال و کسرے بحالت قیام مکہ معظمہ انچہ دیدم یا شنیدم ضبط کردم۔

ذکر مریدی حضرت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ

تحریرات حضرت علیہ الرحمۃ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اتفاق دست بیع ہونیکا بزرگان وقت سے چار مرتبہ ہوا۔

اول	بزمانہ طفولیت آپ مرید والد بزرگوار خود (یعنی حضرت شیخ سیف الدین) طریقہ قادریہ مین تہے چنانچہ رسالہ وصیت مین آپنے لکہا ہے (کہ والدم برمن حق پدری واستادی ودوستی وپیری جمع است جزاہ اللہ خیراً۔
دوم	بعمر اٹھائیس سالہ سید موسے اولاد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے (کہ جنکا مزار معروف بہ سید موسے پاک شہید بمقام اوچہ نواح ملتان ہے جیسا کہ آپ اسی رسالہ مین لکھتے ہین) کہ باہر مدیر مرید حضرت سیدی سندی کلیم الٰہی الشیخ موسے گیلانی ام۔ وے درین سلسلہ علیہ عالیہ (یعنی سلسلہ قادریہ) مطلع انوار ومہبط اسرار تجلی بود۔ وجمال صورت ومعنی داشت۔ ودرین صفت (یعنی خوش جمالی) وارث امام مجتبےٰ حسن بن علی علیہ السلام بود۔ نمایت نسبت بمن داشت۔ ومرا بفرزندی قبول کرد۔ وتلقین نمود۔ وخلافت داد۔ وبنسبت معاملات باسم سیادت مشرف گردانید جزاہ اللہ خیراً۔ یہ ذکر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار مین بکمال توضیح چند صفحات پر درج فرمایا ہے۔ اور ہاتہ اپنا اونکے ہاتہ مین دینا یکم شوال ۹۸۵ھ کو بمقام دہلی لکھا ہے۔
سوم	حضرت عبدالوہاب متقی مکہ معظمہ سے (کہ جنکی نسبت آپ رسالہ موصوفہ مین تحریر فرماتے ہین) کہ بعد شرفیابی از سید موسے گیلانی بمکہ رفتم۔ وبخدمت شیخ ولی اجل اعز واکرم قطب الوقت عبدالوہاب متقی رضی اللہ عنہ مشرف شدم۔ وے نیز مرا قبول کرد۔ ومہمان عظیم داشت۔ وعلم ظاہر وباطن تربیت فرمود ووے در انتساب قادری۔ ودر سلوک وارشاد شاذلی وازسلسلہ مدنیہ چشتیہ کہ از راہ بابا بجناب ولایت مآب شیخ مودود چشتی میرسد نیز خلافت داشت مرا نیز بخلافت این سلاسل مشرف گردانید۔

یہ حال حضرت شیخ نے اخبار الاخیار مین بچند ورق و زاد المتقین مین بحسب جزو لکھا ہے۔

فائدہ۔ ارشاد شاذلی کی شرح یہ ہے۔ کہ سلسلۂ شریفۂ قادریہ مین ایک بزرگ سید حسنی شیخ ابو الحسن شاذلی تھے۔ رہنے والے قصبۂ شاذل کے (جو یمن کی طرف یا دیار بکر کے قریب ہے) وہ حضرت مصر مین رہتے تھے۔ اونکے حج کے جانے کا ایک ماجراے عجیب زاد المتقین مین بحسب بیان حضرت عبدالوہاب متقی اسطرح پر لکھا ہے۔

کہ ایشان قریب موسم حج با یاران خود خبر دادند۔ کہ درین سال انشاء اللہ تعالی وقوف بموقف عرفات مارا میسر ہست۔ زود باشید و تہیۂ اسباب سفر واز کشتی بسازید عرض کردند۔ کہ موسم کشتی بآخر رسید۔ و وقت سفر دریا نماندہ۔ وایام حج قریب شد۔ حالا چہ وقت سفر ہست۔ فرمودند ما خود در انجا دیدہ ایم شک و تردد نکنید۔ از امتثال حکم ایشان چارہ نبود پس کشتی پیدا شد شکستہ و بے ساز و بیسامان۔ فرمودند ہمین را بسازند بسم اللہ غم نیست چنانچہ بر ہمین کشتی سوار شدند۔ و بدریا روان ساختند۔ طوفانہا و موجہا کہ لازم غیر وقت موسم ہست پیدا شد کہ در قیاس نیاید۔ ہم در اثناے این حال از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم حزب کبیر را تلقین نمودند۔ میگویند۔ کہ کشتی بر بالاے موج در جو سما میرفت و ایشان ہمین حزب را میخواندند۔ پس در اندک مدت کہ موافق معتاد نبود بموسم حج رسیدند۔ صاحب کشتی از جنس نصاری بود۔ وے نیز بمشاہدۂ این کرامت مسلمان شد و مرید شیخ گشت۔

اِن بزرگوار نے کہ قادریہ طریقہ مین سے تھے۔ اپنے مریدون کو جو ایجادی اعمال و اشغال بتاے۔ یا جس طرح ہو اونکے مریدون اور اہل سلسلہ کو نظر اونکی نسبت

شاذلی کہتے ہین۔
جیسے چشتیہ حضرت نظام الدین اولیاء کے سلسلہ والے نظامی ہین۔ جس طرح
سب نظامی چشتی ہین۔ اور سب چشتی نظامی نہین ہین۔ اسیطرح سب شاذلی
قادری ہین۔ مگر سب قادری شاذلی نہین ہین۔
ہمارے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قادری شاذلی ہین۔ آپ کو شاید
سات واسطے درمیان ہوکر حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی سے حزب البحر کی
اجازت ہے۔
مگر زاد المتقین سے واضح ہے کہ بار دوم اسکی اجازت آپکو حضرت شیخ عبد الوہاب
متقی قطب مکہ معظمہ سے بھی ہوئی یعنی جبکہ آپ مکہ معظمہ سے عازم ہندوستان
ہوتے تھے۔ اور حضرت ممدوح نے نعمت ہاے ظاہری و باطنی آپ کو
عطا فرمائین۔ کہ جنکا ذکر آپکے بیان واپسی مین اوپر ہوچکا ہے۔ تو یہ بھی دریافت فرمایا
کہ حزب البحر شمارا از جاے سند ہست۔ گفتم ہست ولیکن اگر در ملازمت شما
سند کردہ شود سعادتے دیگر ہست کہ با اجازت مقرون گردید۔ عرض کردم کہ بعضے
مردم این حزب کبیر را حزب البر گویند چہ معنی دارد۔ فرمودند۔ ہرگاہ کہ آن حزب البحر
شد۔ این حزب البر ہم شد۔ حزب البحر بدان جہت است۔
کہ ورود آن بر حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ در حالت رکوب بحر شد۔
عرض کردہ شد کہ این اشارات و رموز کہ در خواندن این حزب میکنند۔ اصلے دارد
فرمودند۔ داشتہ باشد۔ اینہا اسرار ہست۔ ولیکن شما ہمین حزب خالص را
بخوانید۔ حاجت باین رموز و اشارات نیست۔ الخ

چہارم حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب دہلوی سے۔ چنانچہ اسی سالہ مین آپ لکھتے ہین
چون بہندوستان آمدم (یعنی واپس از حرمین شریفین) صحبت افتاد۔

مرا با خواجہ محمد باقی نقشبندی۔ مدتے مشق نسبت خواجگان (یعنی حضرات نقشبندیہ) کردہ۔ طریقۂ ذکر۔ و مراقبہ۔ و رابطہ۔ و حضور۔ و یادداشت حاصل نمودہ۔

یہ پانچون اعمال سلسلۂ نقشبندیہ کے معمولات مین سے ہین۔ ذکر۔ و مراقبہ مشہور ہے۔ رابطہ تصور قلب بشیخ مرشد۔ و حضور ضد غیبت ہے۔ و یادداشت بھی اعمال قلبی مین سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت خواجہ باقی باللہ نے ۱۰۱۲ھ ہجری مین وفات پائی حضرت شیخ نے قطعہ تاریخ لکھا ہے۔ کہ جسکا مصرع اول و آخر یاد ہے۔ دوسرا اور تیسرا یاد نہین آتا آتا ہے۔ خدا کرے کہ کہین سے حضرت شیخ کا دیوان غزلیات و اشعار بہم پہونچے۔ تو وہ دونون مصرع معلوم ہون۔ اسواسطے یہ دونون مصرع اس انداز سے لکھے گئے ہین۔ کہ جب وہ میسر آوین تو اپنے اپنے مواقع پر لکھدیئے جاوین۔

قطعہ

خواجہ باقی مطلعِ شمس ہدایت روے او	
	گشت تاریخ وفاتش الصراط المستقیم

یہ چار مرتبہ تو مرید ہونا آپکا عالم ظاہری مین ہوا۔ اور پانچوین مرتبہ بعالم باطنی یعنی خواب مین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے۔ کہ یہ ذکر حضرت شیخ نے حاشیہ پر کتاب زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار کے باین نمط رقم فرمایا ہے۔

کہ مجھے بحکم جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب غوث الاعظم نے حضور مین آنحضرت کے مرید کیا۔ اور بعد مرید ہو جانے کے آنحضرت صلعم نے بزبان فارسی مجکو بشارت دی۔ ان الفاظ مین کہ (بزرگ خواہی شد)

اور یہ زبدۃ الآثار حضرت شیخ کی ہی تصنیف ہے۔ کہ بہجۃ الاسرار سے آپ نے

انتخاب فرمایا ہے۔

اور کتاب بہجۃ الاسرار بزبان عربی مصنفہ شیخ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی ہی

کہ اونکے اور جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان فقط دو واسطہ ہین۔ یعنی

اونہون نے جن صاحب سے روایت کی ہے۔ اونہون نے دوسری صاحب سے

اور دوسرے صاحب نے جناب غوث پاک سے۔ تو اس صورت مین بہت

قریب العہد حضرت سے ہین۔ یہ بڑے عالم اور قادری طریقت رہنے والے شنطوق

کے تھے۔ اسلیے شیخ نور الدین شنطوقی کہے جاتے ہین۔ علم قرات مین بڑے مشہور اُستاد

ملک مصر مین تھے۔ بمقام قاہرہ تخت گاہ ملک مصر مین ۶۴۴ھ مین پیدا ہوے تھے

اور شنبہ کے دن ظہر کے وقت ۱۹ ذی الحجہ ۷۱۳ھ مین وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

(یہ سب حال خود حضرت شیخ نے زبدۃ الآثار مین رقم فرمایا ہے)

واضح ہو۔ کہ یہ کتاب بہجۃ الاسرار جناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے حالات

وکرامات مین ہے۔ اور ہمارے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اوسکا انتخاب عربی مین

کیا ہے۔ اور اوسکا نام زبدۃ الآثار رکھا ہے۔

اور بعدہ بفرمایش شاہزادہ داراشکوہ ولیعہد شاہ جہان بادشاہ کے (کہ وہ قادری

طریقت مین مرید تھے) حضرت شیخ نے اوس انتخاب عربی کا ترجمہ فارسی مین فرمایا

کہ یہ دونون منتخب و ترجمہ ۱۳۰۴ھ ہجری مطابق ۱۸۸۶ء مین بمقام بمبئی چھپ گئے ہین

اور ابھی بماہ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ یعنی ماہ اگست ۱۹۰۰ء مین ایک کتاب فروش کی

فہرست مطبوعہ مین دیکھا گیا۔ کہ زبدۃ الآثار کا اردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ بنام تحفۃ الابرار

اور چھپ بھی گیا ہے۔

ذکر اشغال حضرت علیہ الرحمہ بعد آنے کے حرمین الشریفین سے

بعد تشریف لانے وہان سے کے آپ ہمہ تن مصروف و متوجہ باشاعت علوم وخصوص

علم حدیث شریف کے زیادہ تر ہوے اور ایسی کتابین صحیح اور معتبر اس فن مین تصنیف فرمائین کہ پہلے اس سے کبھی علماے متقدمین ومتاخرین سے نہ ہو سکی تھین۔ اور تمام بلاد وامصار ہندوستان مین علم حدیث شریف کا شایع کر دیا۔ کہ جس سے ملقب بہ محدث ہوے۔ ورنہ پہلے اس سے ہند مین کوئی محدث نہین ہوا۔ اور جو محدث ہوے بعد مین آپ کے وہ سب مقلد اور پیرو آپ ہی کے ہوے۔ لہذا آپ امام المحدثین ومستند المحدثین ہین۔

اور ایسی ہی کتابین فاخرہ دیگر علوم مین تصنیف کین۔ کہ جنپر علماے زمانہ فخر کرتے ہین۔ اور اونکو اپنا دستور العمل جانتے ہین۔ اور علم باطنی سے بھی بہت لوگونکو مستفید فرمایا پس اس صورت مین آپ جامع علوم ظاہری وباطنی مستند ہر اہل اسلام کے ہین۔

اگرچہ خاص علم فقہ مین مطابق روش فقہا کے حضرت نے کوئی کتاب نہین لکھی۔ مگر شرح مشکوۃ شریف مذکورہ بالا کے ہر باب وفصل کے ذیل احادیث شریف مین کوئی معاملہ فقہ کا حضرت نے مسائل لکھنے سے باقی نہین چھوڑا۔ اور شرح سفر السعادت بھی مسائل سے بھری ہوئی ہے۔ اور فقہ بالحدیث کی کتاب فتح المنان فی تائید مذہب النعمان بھی عربی مین اسی قسم کی ہے۔ کہ اسمین حضرت شیخ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ کہ تمام معتبر حدیثین کتب احادیث کی طرح جمع کی ہین۔ اور پھر ہر باب کے آخر مین تنبیہ کر کے محاکمہ کیا ہے۔ مثلاً وضو کے باب مین ایمہ اربعہ مین ان مسائل مین اختلاف ہے۔ بعدہٗ لکھا ہے کہ اس امام کے ماخذ ومنشا کے اختلاف مین فلان حدیث ہے۔ اور اس امام کی فلان۔ غرض چارون امامونکا ماخذ بیان کیا ہے اور آخر مین امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے ماخذ کی قوت کو دیگر ائمہ کے ماخذ پر ترجیح ثابت کی ہے۔

مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین کہ جو فارسی مین مخلوط بعربی ہے۔ وتحصیل التعرف خالص

عربی ہے ۔ انکے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جامع ہین فقہ اور تصوف کے۔
غرضکہ باون ۵۲ سال تک اسی ذوق وشوق اور تکمیل و تعمیل مین رہے ۔ اور باعث یادگار
عالم تا یوم قیام ہوے ۔

اس موقع پر مضمون مندرجہ شاہجہان نامہ کے لکھدینے کا بھی عین موقع ہے ۔
واضح ہو ۔ کہ شاہجہان نامہ کئی مصنفون نے علیحدہ علیحدہ لکھے ہین ایک منشی محمد امین
قزوینی نے بابت دہ سال ابتدائی یعنی سنہ ۱ جلوس تا ۱۰ ۔ دوسرا ملا عبد الحمید لاہوری نے
بابت بست سال یعنی سنہ ۱۱ جلوس تا تیس ۳۰ ۔ تیسرا محمد طاہر ملقب بخطاب عنایت خان
بن ظفر خان وزیر جہانگیر بادشاہ نے اس طور پر کہ شاہجہان نامہ مرتبہ عبد الحمید سے
بیس ۲۰ سال کا حال سہل عبارت مین نقل کیا ہے ۔ اور دو ۲ سال ۲ ماہ چھبیس ۲۶ روز کا حال
خود لکھا ہے ۔ کہ مدت سلطنت شاہجہان کی اتنی ہی تھی یعنی بتیس ۳۲ سال ۲ ماہ چھبیس ۲۶ روز
منشی محمد امین کا شاہجہان نامہ حضرت شیخ کے زمانہ حیات مین لکھا گیا ۔ خواہ پورا یا تکمیل
بعد مین ہوا ہو ۔ وہ لکھتے ہین کہ بالفعل ایک ہزار سینتالیس ۴۷ ہجری مین حضرت شیخ کی عمر نوے ۹۰
برس کی ہو گئی ہے ۔ باوجود اسکے آپ کے حواس ظاہری و باطنی مین کچھ فتور
اور کوئی خلل نہین پڑا ہے ۔ اور التزام عبادات ۔ و اوراد ۔ و ذکر ۔ و تلاوت قرآن ۔
و تعلیم فرزندان و شاگردان ۔ و تصنیف ۔ و تصحیح کتابونکی ایام جوانی کی طرح فرماتے ہین ۔
اور آپکے بیٹے اور بیٹیان اور پوتہ و نواسے (بلفظ اولاد و احفاد از ذکور و اناث لکھا ہے)
مرد اور عورتین سب ملا کر پچاس نفر سے زیادہ ہین ۔ چھ سات آدمی حضرت کی اولاد مین سے
فارغ التحصیل ہین ۔ اور لوگون کو پڑھاتے ہین ۔

التماس راقم

کہ یہ مضمون شاہجہان نامہ کا حضرت کی کمال پیرانہ سالی ہین آپکی ہمت و قوت علمی

اور مشغلۂ درس تصنیف و تصحیح کتب و کثرت اولاد امجاد - اور فرزندون اور عزیزون کے ذی علم ہونے پر ایک ہمعصر مورخ کی عمدہ شہادت ہے -

ذکر توالیف و تصانیف حضرت علیہ الرحمہ

تحریرات بالا سے ظاہر ہے کہ حج سے آنیکے بعد آپ باون[۵۲] برس تک یعنی تا حیات خود ہمہ تن تبوالیف و تصانیف کتب مصروف رہے - لہذا اونکی تعداد اور اسما کی صراحت ضرور ہے

وہ یہ کہ

آپ نے ایک مستقل رسالہ اپنی تالیفات کی فہرست کا لکھا ہے - اور چند فصل فہرست اوپر بھی تحریر فرمائی ہین - اصلی نام اوسکا یہ ہے - تَالِیفُ قُلُوبِ الْاَلِیفِ بِذِکْرِ فِہرِسِ التَّوَالِیفِ - (یعنی الفت دلانا محبت والے دل کو ساتھ ذکر کرنے اپنی تصنیفات کے) مگر مین اسکا مخفف کر کے صرف نام فہرس آیندہ ہر جگہ پر لکھونگا -

فائدہ - فہرست لفظ فارسی ہے - عربی والے اوسے اپنی بولی مین معرّب کر کے فہرس لکھتے اور بولتے ہین چنانچہ اوس فہرست مین چہل و ہشت جلد علحدہ علحدہ مع تعداد ہر ایک کتاب کے مندرج فرمائین -

بعدہ - زیر فہرست موصوفہ ایک دوسری فہرست تحریر فرمائی - اور اوسمین اڑسٹھہ کتابونکا نام بتعداد ہشت ہزار بیت درج فرما کر یہ لکھا - (کہ این ہمہ را یک صحیفہ سازند - و در یک جلد شیرازہ بہ بندند)

و اگر انہا را جدا جدا بشمارند و رسم دکانداری در میان آرند دانی کہ عدد آن بچند رسد - و ہنوز سلسلۂ سخن دراز ست و در فیض الٰہی باز - بکجا رسد و بکجا رساند -

اور ایک مضمون بطور دیباچہ لکھکر سر ورق ان اڑسٹھہ رسائل کا ذکر کر کے نام اوسکا ارسال المکاتیب و الرسائل الی ارباب الکمال و الفضائل رکھا - کہ مطابق اسی کے

عمل مین آیا یعنی یہ اڑسٹھہ [68] رسائل بعد طبع ہونے کے بہی ایک ہی جلد مین ہین - مراد اس عبارت مندرجۂ حضرت سے (کہ ہمہ را یک صحیفہ سازند - الخ) اوس مقام پر یہی خیال کیجاتی ہے - کہ یہ اڑسٹھہ [68] عدد ایک ہی عدد متصور ہو -
کہ اس روسے اڑتالیس [48] وہ اور ایک یہ ہگین اونچاس [49] ہوتے ہین - لیکن آخر فہرست مین جو حضرت نے میزان کل اپنی تصانیف کی دی ہے - تو انکو جدا جدا شمار مین لائے ہین یعنی اڑسٹھہ [68] ہی اعداد محسوب فرماتے - نہ کہ ایک - تو اس صورت مین اڑتالیس [48] وہ اور اڑسٹھہ [68] یہ - جملہ ایک سو سولہ [116] ہوئین -
اور در حقیقت جبکہ ہر ایک رسالہ کئی کئی اجزا کا ہے - اور ہر ایک کا علحدہ نام ہے اور علحدہ مضمون ہے - تو وہ ایک کتاب کیونکر سمجہی جاسکتی ہے -
رہی یہ کتاب فہرس التوالیف - کہ اڑتالیس [48] اور اڑسٹھہ [68] کے علاوہ ہے - اور اقسام جداگانہ سے ہے - لہذا اسکو اڑتالیس [48] کتب جداگانہ مین داخل کیا گیا - تو اب بجای اڑتالیس [48] کے اونچاس [49] ہو کر مع اڑسٹھہ کے ایک سو سترہ [117] ہوگئین - اور نسبت تعداد بیت ہاے جملہ کتب مندرجۂ ہر دو فہرست مذکورۂ بالا کے حضرت نے خاتمۂ کتاب پر یہ لکہا (کہ عدد ابیات اینہا قریب بپانصد ہزار و اصل ہست - اگر چیزے ازان بمرتبۂ قبول یافت الحمد للہ وگرنہ ہمہ ہیچ مقصود رضاے حق و عطاے اوست -
فائدہ - یہان لفظ ابیات کا بمعنی اشعار کے نہین ہے - بلکہ مراد سطور سے ہے کہ جو مطابق اصطلاح کاتبون کے ایک مقدار معین کا نام بیت ہے - کہ اوسپر کاتب لوگ اجرت کتابت لیتے ہین - اور وہ بقدر ایک سو حرف کے معین ہے -

ذکر توالیف آیندہ

اور بعد اختتام فہرست موصوفہ جو بمضمون اس فقرہ کے (کہ ہنوز سلسلۂ سخن در از است

و دَرفیض الٰہی باز بجار سد و بجار ساند) اور کتابین تصنیف فرمائی گئین۔ اونکی تعداد
بالتحقیق معلوم نہین ہو سکتی۔
کہ وہ بطور تتمہ اس فہرست مین مندرج ہوئین۔ اور نہ دوسری فہرست علیحدہ
نسبت اونکے مرتب ہوئی اور جو ہوئی تو وہ پائی نہین جاتی۔
مگر چونکہ وقت دریافت سے کے موجودگی گیارہ کتاب کی کتب خانہ مولوی انوار الحق دہلوی
برادر جدی راقم مین پائی گئی۔ اسلیے یہی تعداد قائم رکھی گئی۔ (کہ اونکا نام بشمول اونچاس
کتاب مذکورۂ بالا آیندہ بیان ہوگا۔
تو آب بایزادی ان گیارہ جلدون جداگانہ کے بجاے اونچاس ۴۹ جلد علیحدہ علیحدہ کے
ساٹھہ جلدین ہوئین۔ اس صورت مین کل مجموعہ تصانیف صغیر و کبیر حضرت حسب صراحت
بالا ایک سو اٹھائیس ۱۲۸ باین تفصیل ہوا۔

مندرجہ فہرس التوالیف	غیر مندرجہ فہرست موصوفہ	ارسال المکاتیب و الرسائل	فہرس التوالیف
۴۸	۱۱	۶۸	جز ان ۱

فائدہ۔ فتح المنان فی تائید مذہب النعمان متذکرۂ بالا عربی مین کیسی کچھہ کتاب ضخیم
آپکی تصنیفات سے مشہور ہے (کہ جسمین حضرت شیخ نے تمام معتبر حدیثین کتب
حدیث کی طرح جمع کی ہین۔ اور پھر ہر باب کے آخر مین تنبیہ کر کے محاکمہ کیا ہے)
یہ کتاب بعد تصنیف شرح مشکوٰۃ کے جو مسائل ضروری حنفیون کے مثل عدم رفع یدین
وتامین بالسر باقی رہگئے تھے لکھی ہے۔ وہ منجملہ انھین گیارہ جلد غیر مندرجہ
فہرس التوالیف کے ہے۔

التماس راقم

فہرست چہل و ہشت ۴۸ کتاب علیحدہ علیحدہ کی جو حضرت نے مرتب فرمائی وہ نہ باعتبار
تقدم و تاخر زمانۂ تالیف کی ہے۔ نہ برعایت اسکے کہ کتب عربی یکجا ہون اور کتب

فارسی یکجا - اور نہ بلحاظ اسکے کہ ہر ایک علم کی کتابین یکجا مندرج ہون - سب تقدیم
و تاخیر کے ساتہ مخلوط با یکدیگر ہین -
معلوم ہوتا ہے کہ ہنگام ترتیب فہرست جملہ تصانیف بلا لحاظ بالا یکجا جمع کر کے
اول سے آخر تک جس جس پر نظر یکے بعد دیگرے پڑی اوسکو لکہتے گئے -
چنانچہ اس خیال کی تائید مین دو تین مثالین بمعرض تحریر لاتا ہون -

اول | یہ کہ آپ لکہتے ہین کہ تین کتابین ذیل کی نحو اور مناظرہ مین باثنای طالب علمی لکہی گئین -

نمبر	نام کتاب	تعداد بیت	کیفیت
۱	نکات العشق و المحبۃ	بمقدار ۵ ہزار ۵	در زمان کودکی و بازی نوشتہ شد -
۲	الافکار الصافیہ	آٹہہ ہزار و کسرے	در عنفوان سن با بتدای طالب علمی بعمر یازدہ یا شانزدہ سال بتسوید رسیدہ شد
۳	نظم آداب المطالعہ (مثنوی)	ہفتصد و کسرے	در ایام تحصیل نوشتہ شد -

تو اس صورت مین یہ تینون کتابین از نمبر ۱ تا نمبر ۳ مندرج فہرست ہوتین
مگر نمبر ۱ نمبر ۴۴ پر اور نمبر ۲ نمبر ۴۲ پر اور نمبر ۳ نمبر ۴۳ پر ثبت ہے -
اور اوسی تحریر بالا کے ہی ساتہ آپ لکہتے ہین - کہ بعد انفراغ طالب علمی
سب سے پہلے دو کتابین ذیل کی قبل از جانے حج کے تحریر پائین -
اور دیگر کتب بعد آنے حج سے کہ واپسی آپکی حج سے آخر ۹۹۹ھ مین ہوئی -

نمبر	نام کتاب	تعداد بیت	کیفیت
۴	اخبار الاخیار	پندرہ ہزار	یہ کتاب ۹۹۳ھ مین بمقام دہلی لکہی گئی اور آپ حج کو ۹۹۶ھ ہجری مین گئے
۵	آداب الصالحین	تین ہزار و ربع	اسکا سال تصنیف پایا نہین جاتا -

تو اس رو سے یہ دونون کتاب بنمبر ۴ و نمبر ۵ ہوتین لیکن نمبر ۴ بنمبر ۱۰
اور بنمبر ۵ بہ نمبر ۳ درج ہے -
پھر آپ نسبت دو کتاب ذیل کے لکھتے ہین -

نمبر	نام کتاب	تعداد بیت	کیفیت
۶	جذب القلوب	ہفت ہزار بیت	مسودہ این حروف در سنہ ۹۹۸ ہجری در مدینہ مطیبہ بود و تبیض آن بہ سنہ ۱۰۰۱ھ در بلدۂ دہلی یافتہ -
۷	زاد المتقین	چار ہزار	احوال این کتاب بمکۂ معظمہ ضبط کردم و بسنہ ۱۰۰۱ھ آنرا بتفصیل ختم

اس صورت مین یہ دونون کتابین بہ نمبر ۶ و نمبر ۷ قابل اندراج تہین مگر بنمبر ۱۰
بنمبر ۱۲ اور بنمبر ۷ بہ نمبر ۱۵ درج فہرست موصوفہ ہین -

دوم یہ کہ ترجمۃ الاحادیث برائے شاہجہان بادشاہ تالیف شدہ بنمبر ۲۲ مندرج ہے
اور رسالہ نورانیہ سلطانیہ برائے جہانگیر بادشاہ تالیف شدہ بنمبر ۲۹ درج ہے
یہ کیسا اختلاف پیش کا ہے کہ رسالہ متعلقہ جہانگیر بادشاہ جو ما سبق شاہجہان کے قابل رقم تہا - وہ مابعد شاہجہان کے لکہا گیا - اور نسخہ متعلقہ شاہجہان جو مابعد جہانگیر کے ثبت ہوتا - وہ ماقبل جہانگیر کے تحریر پایا -
آداب الصالحین متذکرہ بالا جو قبل سنہ ۹۹۶ ہجری تصنیف پائی - وہ بعد رسالہ نورانیہ متعلقہ جہانگیر بادشاہ (کہ جسکی سلطنت مابین سنہ ۱۰۱۴ و سنہ ۱۰۳۷ تہی) درج فہرست متذکرہ ہوئی -
ذکر ملوک تاریخ سلاطین ہند بہ سنہ ۱۰۱۶ھ تصنیف ہوئی - یہ نمبر ۱۹ ہے -
اور شرح فتوح الغیب جو بہ سنہ ۱۰۲۳ھ لکہی گئی - وہ بنمبر ۱۵ ہے - حالانکہ موخر مقدم ہونی چاہیے تہی -

سوم یہ کہ یہی حال نسبت اجتماع کتب عربی و فارسی کے ہے - کہ اسماء الرجال عربی کے

آگے اشعۃ اللمعات فارسی ہے - احوال ائمۂ اثنا عشر فارسی کی آگے زبدۃ الآثار عربی ہے تعلیق الحاوی عربی کے آگے ہدایۃ الناسک مخلوط بعربی و فارسی ہے - علی ہذا و غیرہ و غیرہ -

اگرچہ مجکو فہرست مذکورہ اسجگہ پر نقل کر دینے مین بہت آسانی تہی - مگر بلحاظ اختلاف بالا اسکی نقل کرنے مین تامل ہوا - اور یہ چاہا کہ ترتیب اس فہرست کی بلحاظ مقدم و موخر زمانۂ تالیف کے دیجاوے - تو بوجہ اسکے کہ نہ فہرس التوالیف مین ہر ایک کتاب کی نسبت حضرت نے سال تصنیف لکہا ہے - اور نہ بجز معدودے چند ہر ایک کتاب کے دیباچہ یا آخر مین تاریخ تالیف تحریر فرمائی ہے - لہذا اسکی بجاآوری سے معذوری رہی -

اور جو یہ چاہا کہ بلحاظ اقسام علوم اسکو مرتب کیا جاے - تو یہ امر مانع ہوا - کہ بعض بعض کتاب مشتمل بہ دو - دو علم ہے - مثلاً چند کتابین خالص علم حدیث مین ہین اور بعض علم فقہ و حدیث - یا چند کتابین صرف بعلم تصوف ہین اور بعض بعلم فقہ و تصوف - یا یہ کہ بعض کتابین بشمول علم شریعت و طریقت کے ہین - کہ انکا یکجا کرنا کسی ایک علم کے ساتہ ہو نہین سکتا بدین نظر اسکی تکمیل سے بہی مجبوری ہوئی -

پس مرتب کیا جاتا اسکا از روے حروف تہجی مناسب معلوم ہوا - کیونکہ ترتیب فہرست سے کچہ تو کوئی بات پیدا ہونی چاہیے - اسمین ایک تو یہ فائدہ ہوگا - کہ اگر کسی کو کسی غرض سے کسی کتاب کا دیکہنا منظور ہو - تو وہ اوسی ردیف مین دیکہلے - اول سے فہرس التوالیف کے دیکہنے کی تلاش اوسکے محنت نکرنی پڑے - دوسرے یہ کہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے - کہ اتنی اتنی کتابین اس اس ردیف مین حضرت نے تالیف فرمائی ہین -

گوکہ اسطرح کی ترتیب مین مجکو کسیقدر دقت ہوئی۔ اور صرف اوقات کا ہوا۔ مگر وہ مین نے
گوارا کیا۔ اور اسی ترتیب کو عمل مین لایا۔ اور آخر خاتمہ فہرست مین پتا بہی ہر ایک
کتاب کا موافق ترتیب حضرت مندرجہ فہرس التوالیف بنام و نمبر اس غرض سے
لکھدیا گیا۔ کہ حضرت نے باستثناء بعض کتاب کے نام ہر ایک کتاب کا (خواہ
وہ عربی ہے یا فارسی) عربی مین بالفاظ مقتضے طوالت کے ساتہ لکھا ہے۔ اور
مین نے اوتنے ہی لفظ لکھے ہین کہ جتنے الفاظ کے ساتہ وہ عام مشہور ہے۔
اور نیز اکثر کتابون کے نام کے آگے چند چند سطور عربی و فارسی تحریر فرمائی ہین
یعنی عربی کتابونکی نسبت عربی مین۔ اور فارسی کی بابت فارسی مین۔ اور اونمین حال
اوس کتاب کا لکھا ہے۔ اور مین نے ماخذ اوسکا دو تین لفظونمین ہی ادا کردیا ہے۔
مگر واضح ہو کہ فہرست موصوفہ مین حضرت نے نہ مدات قائم کیے ہین۔ اور نہ اعداد شمار
ہر ایک کتاب کے۔ صرف سیدہی سطرون مین نام ہر ایک کتاب کا مع حالات متعلقہ
اوسکے مسلسل لکھتے چلے گئے ہین۔ ہان اتنی علامت سے ہر ایک کتاب کا نام معلوم
ہوتا ہے۔ کہ شروع نام پر اوسکے لفظ (منہا) بخط جلی لکھا ہے۔ سب سے اول
کتاب لمعات التنقیح اسطرح پر لکھی ہے۔ فمنہا لمعات۔ اور آگے اسکے جو کتابین ہین
وہ بحرف (و) بدین نمط لکھی ہین۔ ومنہا اسماء الرجال ومنہا جامع البرکات وغیرہ وغیرہ
تا چہل و ہشت۔
پس جو کتاب جس کتاب کے آگے شروع سے آخر تک مندرج ہے۔ وہی نمبر
اوسکا ایک سے اڑتالیس تک سمجھا جاتا ہے۔ بدین نظر مین نے اپنی مرتبہ فہرست کے
خاتمہ اخیر مین اسی خیال کو نمبر ہر ایک کتاب مندرجہ فہرست موصوفہ کا قرار دیکر اس
غرض سے لکھدیا ہے۔ کہ اگر کسی اہل شوق کو نسبت کسی کتاب کے جملہ مضمون
نوشتہ حضرت کا دیکہنا منظور ہو تو قریب قریب اسی انداز کے لفظ (منہا) پر

نظر انداز ہو و بتقدیم و تاخیر دو ایک لفظ منہا کے کتاب مقصود کو دیکھ لے۔
اور بنظر مصلحت اظہار اسکا بھی مناسب ہوا۔ کہ باستثناء تیرہ[۱۳] کتابون کے جو ایام
غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ ضایع ہوگیئن۔ اور سب کتابین مندرجہ فہرست ہذا
قلمی کتب خانہ مولوی محمد انوار الحق ہین (کہ جو اولاد امجاد حضرت شیخ الاجل محدث
دہلوی سے ہین۔ اور بمقام ترایہ بہرم خان رہتے ہین۔ اور اکابر او رمشاہیر دہلی سے
او رخطاب یافتہ خان بہادر گورنمنٹ انگریزی سے ہین) موجود ہین۔ اور اکثر
انمین اوسی عہد کی لکھی ہوئی ہین۔ کہ منجملہ اونکے چند کتابونکا حاشیہ بعض بعض جگہ
حضرت شیخ کے قلم خاص سے لکھا ہوا ہے۔ اور ایک کتاب موسومہ انوار الجلیہ
بہ اتمام حضرت کے بیٹے ہی دست مبارک کی لکھی ہوئی ہے۔ کہ جو مثل تبرک سمجھی جاتی ہے
اور نیز جو کتابین کہ انمین سے چھپ گئی ہین۔ اونکی بھی ایک ایک جلد اونکے
کتب خانہ مین موجود ہے۔

جملہ

قبل از غدر مذکورۂ بالا انکے ہان بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ جو بزرگون کے عہد سے
مجتمع ہوتا چلا آتا تھا۔ مگر اب بھی بفضلہ تعالے کل مجموعہ کتب و رسائل کا۔ انکے
کتب خانہ مین مع مکررات قریب سولہ سو[۱۶۰۰] کتابون کے ہے۔
افسوس اتنا ہے۔ کہ باوصف ہونے خود عالم و فاضل مستطیع کامل کے طبع کرانے
کتب غیر مطبوعہ مولفہ حضرت شیخ الاجل مین ہمت کو کار فرما نہین ہوتے۔ یعنی ان ساٹھ[۶۰]
کتابون مندرجہ فہرست آیندہ سے کوئی ایک بھی کتاب اونھون نے اپنی
طرف سے نہین چھپوائی۔ اور جو منجملہ اونکے کسیقدر طبع ہوئی ہین۔ وہ دیگر اشخاص
ذی مقدرت و عالی ہمت نے طبع کراکے شایع کی ہین۔ خدا تعالے اونکو بھی
ہمت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

ذکر اصطلاحات فہرست ہذا

پس اب اصطلاحات ترتیب اس فہرست کی بیان کرتا ہون - کہ جو حروف مفرد بخانہ ۴ - ۵ - ۶ - مندرج ہین - وہ باین ایما ہین -

م	اس سے یہ مراد ہے - کہ یہ کتاب حضرت کے رسالہ فہرس التوالیف مین مندرج ہے - اور جس کسی خانۂ ذیل مین اسکے نقطہ پایا جاے تو یہ سمجھنا چاہیئے - کہ یہ کتاب بعد فہرس التوالیف کے تالیف ہوئی -
ص	اس سے یہ مقصود ہے - کہ یہ کتاب مولوی محمد انوار الحق دہلوی کی کتب خانہ مین موجود ہے - اور بذیل اسکے جس خانہ مین نقطہ ہو - تو یہ تصور کیا جاوے - کہ یہ کتاب کتب خانہ موصوفہ مین نہین ہے -
ط	اس سے یہ مطلب ہے - کہ یہ کتاب طبع ہوگئی ہے - اور بذیل اسکے جس خانہ مین نقطہ دیکھا جاوے - تو عدم مطبوع ہونا اوس کا خیال کرلیا جاوے -

خانۂ دوم مین جو آگے نام ہر ایک کتاب کے حروف لکھے ہین اونکا منشا یہ ہے -

ع	حرف (ع) سے یہ اشارہ ہے - کہ یہ کتاب بالتمام عربی مین ہے -
ف	حرف (ف) سے یہ کنایہ ہے - کہ دراصل یہ کتاب فارسی مین ہے -
عف	حرف (عف) سے یہ اظہار ہے - کہ یہ کتاب مخلوط بعربی و فارسی ہے -

فہرست تالیفات حضرت شیخ الاجل ابو المجد شاہ عبد الحق محدث دہلوی البخاری قدس اللہ سرہ العزیز بترتیب حروف تہجی

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۱	اجازات الحدیث فی القدیم والحدیث ع	۱	م	ص	۰	اسمین نقول اسناد احادیث کی ہین جو حضرات اساتذہ و شیوخ سے حضرت شیخ کو عنایت ہوئین جنمین اجازت و لیسا حادیث کی سند درج ہے	۷
۲	اجوبۃ الاثنا عشر فی توجیہ الصلوۃ علی سید البشر ع	۱	م	ص	۰	اسمین درود شریف - اللھم صل علی محمد الخ کما صلیت علی ابراہیم - الخ - کی توجیہ درباب تشبیہ ساتہ حضرت ابراہیم کے درج ہے -	۲۵
۳	احوال ایمہ اثنا عشر خلاصۃ اولاد سید البشر ف (یعنی حضرات دوازدہ ۱۲ امام علیہم السلام)	۱	م	ص	۰		۱۳
۴	اخبار الاخیار فی احوال الابرار ف {در ذکر احوال مشائخ و علماء و صلحاے این دیار}	۱	م	ص	ط	اسمین ذکر دو صد و ہفتاد و نہ ۲۷۹ بزرگان دین کو اور پانچ نساء صالحات کا درج ہے - اور یہ کتاب چند بار چند مطبع مین طبع ہوئی ہے نسبت اس کتاب کے حضرت شیخ لکھتے ہین - کہ اگرچہ بحسب لفظ و عبارت نہ دران مرتبہ است لیکن بسبب اشتمال بر احوال و حکایات و کلمات بزرگان بغایت شیوع و اشتہار موسوم گشتہ است	۱۸

١	٢	٣	۴	۵	٦	٧	٨
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۵	آداب الصالحین منتخب از ربع العادات از کتاب ف احیاء علوم الدین دربیان آداب اکل و شرب و منام و معاشرت و مصاحبت باضیاف انام و ازواج و اولاد و اصحاب و خدام (خوابگاہ ١٢ — باہم زیست کردن ١٢ — مہمانان ١٢ — مخلوق ١٢)	١	م	ص	ط	اسکا ترجمہ اردو مولوی نواب قطب الدین صاحب دہلوی مرحوم و مہاجر نے کیا تہا۔ کہ وہ چہاپہ ہوگیا ہے۔ اور اوسکا نام تاریخی (ہادی الناظرین) ہے۔ ١٢٩٢ھ	٣٠
٦	آداب اللباس ف (بیان طریق سنت در ملبوسات)	١	٠	ص	ط	یہ اور اسکا ترجمہ بہی اردو مین چہاپہ ہوگیا ہی اور یہ کتاب فہرس التوالیف سے باہر ہے	٠
٧	آداب المطالقہ والمناظرہ (گفتگو ١٢) (بیان طریق مطالقہ و مناظرہ ف) (مثنوی)	١	م	٠	٠	یہ کتاب منجملہ اون تینون کتابون کے ہے جو حضرت نے بایام تحصیل علم تالیف فرمائی	۴۳
٨	اسماء الاستاذین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ع	١	م	٠	٠	اسمین حضرت نے اپنے استادون کے نام لکہے ہین۔	٨
٩	اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی کتاب المشکوۃ ع	١	م	ص	٠	اسمین نامہاے راویان احادیث مسطورہ کتاب مشکوۃ شریف حضرت نے تحریر فرمای ہین	٢
١٠	اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ ف (در علم حدیث شریف)	۴	م	ص	ط	یہ کتاب طبع ہوگئی ہے۔ تینتس ہزار ایک سو بیتین اسکی ہین۔	٣٠

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۱۱	افکار الصافیہ فی ترجمۃ کتاب الکافیہ ف (در علم نحو)	۱	م	۰	۰	یہ کتاب منجملہ اون تینون کتابون کے ہے جو حضرت نے بایام تحصیل علم تالیف فرمائین	۴۲
۱۲	انتخاب المثنوی المولوی المعنوی ف (در علم تصوف)	۱	م	۰	۰	افسوس کہ یہ کتاب کتب خانہ موصوفہ مین موجود نہین ہی۔ اسمین بڑی بڑی نکات و مطالب حضرت نے حل کئی ہونگی۔ دو ہزار تین سو (۲۳۰۰) بیتین اسکی ہین	۴۷
۱۳	انوار الجلیہ فی احوال مشائخ الشاذلیہ ف (دربیان احوال مشائخ سلسلۂ شریفہ شاذلیہ)	۱	م	ص	۰	یہ کتاب حضرت شیخ کے قلم متبرک و دستخط خاص سے لکھی ہوئی کتب خانۂ موصوفہ مین موجود ہے قریباً چہار ہزار بیت۔	۱۶
۱۴	بناء المرفوع فی ترصیص مباحث الموضوع ع (در علم حکمت)	۱	م	۰	۰	یہ کتاب کتب خانۂ موصوفہ مین موجود نہین ہے۔	۳۸
۱۵	تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف ع (در فقہ و تصوف)	۱	م	ص	۰	فقہ اور تصوف کے مطالب عالیہ اسمین درج ہین۔	۳۴
۱۶	تحقیق الاشارۃ الی تعمیم البشارۃ ع م (اس بیان مین کہ حضرات عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے سوائے اور بھی حضرات صحابہ مبشر بدخول جنت ہین)	۱	م	ص	۰		۲۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد تصانیف	نام کتاب	تعداد جلد	م	ص	ط	کیفیت	نمبر فہرست
۱۷	ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین ف	ا	م	ص	۰	چالیس حدیثین در باب نصیحت بادشاہان کہ انکا ترجمہ واسطے شاہجہان بادشاہ کے لکھا گیا	۲۲
۱۸	ترجمۃ زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار ف (در احوال حضرت غوث الاعظمؓ)	ا	۰	ص	ط	یہ ترجمہ بفرمائش شاہزادہ دارا شکوہ ولیعہد شاہجہان بادشاہ عربی سے فارسی مین فرمایا اور اصل کتاب زبدۃ الآثار دیکھو بہ نمبر ۱۴۲ مندرجہ فہرست ہذا۔	۰
۱۹	ترغیب اہل السعادات علی تکثیر الصلوۃ علی سید الکائنات ف	ا	م	۰	۰	درود شریف زیادہ پڑھنے کے فضائل و ترغیب۔ یہ کتاب کتب خانہ موصوفہ مین موجود نہین ہے۔	۲۴
۲۰	تسلیۃ المصاب بنیل الاجر والثواب ف (دربیان صبر برمصائب و بلایا)	ا	م	ص	۰	اسمین مصیبت زدہ کی تسلی اجر و ثواب پانے سے تحریر فرمائی ہے۔	۳۵
۲۱	تعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی ع (در علم تفسیر)	ا	م	۰	۰	حضرت نے حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف پر لکھا ہے۔	۲۷
۲۲	تکمیل الایمان و تقویۃ الایقان ف (در علم عقائد)	ا	م	ص	ط	اسمین حضرت نے بیان عقائد اہل سنت و جماعت و با یراد عبارت عربی و شرح آن بزبان فارسی باذکر فوائد شریفہ و نکات لطیفہ و بسط کلام در بعضے مسائل خصوصاً مسئلہ خلافت فرمایا ہے یہ اصل کتاب اور اسکا اردو ترجمہ بھی طبع ہو گیا ہے	۳۲

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد شمار	نام کتاب	تعداد مجلد	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۲۳	تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف ع	۱	م	ص	۰	سبب تصنیف اور وجہ التسمیہ کتاب ہذا یہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی نے رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی یہ میرا قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ یہ ذکر اخبار الاخیار میں اور بہت سی کتب فن میں درج ہے اسپر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ نے اپنی کتاب مسمّٰی عوارف المعارف میں ایسا تحریر فرمایا ہے۔ کہ جناب غوث الاعظم کا یہ فرمانا۔ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ بحالت مستی و جذبہ سکر کے تھا کہ ایسے احوال حضرات مشائخ عظام کو پیش آتے ہیں (جیسے حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ سبحانی ما اعظم شانی یعنی میری کیسی بڑی شان ہے۔ ایسے الفاظ ہیں۔ کہ جناب رب العزت کے لئے خاص ہیں۔ مگر حضرت نے بحالت سکر فرمائے تھے حضرت شیخ محدث دہلوی نے عوارف المعارف کے اوس مضمون تحریر بالا کا جواب تحریر فرمایا ہے۔ کہ وہ سکر نہ تھا۔ بلکہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بحکم الٰہی مامور ہو کر فرمایا تھا۔ اس جواب کا نام ہے تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف	۱۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	تعداد مجلد	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۲۴	توصیل المرید الی المراد عف بہ بیان الاحزاب والاوراد دربیان علوم وقواعد متعلقہ باوراد وادعیہ واحزاب وتوفیق میان مذہب محدثین ومشائخ۔	۱	م	ص	ط	یہ کتاب آگرہ مین طبع ہوئی ہے۔ فائدہ۔ توفیق بمعنی چیزی را بچیزی برابر کردن و باصطلاح موافق گردانیدن۔ خدا اسباب را موافق خواہش بندہ۔ تا آن خواہش او سرانجام یابد۔ واستعمال لفظ توفیق در بہم رسیدن اسباب امور خیر باشد نہ امور شر	۳۴
۲۵	جامع البرکات منتخب شرح المشکوۃ عف (درعلم حدیث شریف)	۲	م	ص	۰	مقدار کتابت این کتاب سی و دو ہزار ۳۲۰۰۰ بیت است۔	۴
۲۶	جذب القلوب الی دیار المحبوب ف (علم تاریخ۔ دراحوال مدینہ مطہرہ)	۱	م	ص	ط	کلکتہ ولکھنو و دہلی مین تین چار بار یہ کتاب طبع ہوئی۔ اور اسکا اردو ترجمہ بھی چھپ گیا۔	۱۲
۲۷	جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوم الدین ع (درعلم حدیث شریف)	۱	م	ص	۰	ترجمۂ فارسی اسکا برعایت حروف تہجی اس سے اوپر نمبر ۱۷ مین درج ہے۔	۲۱
۲۸	جواب بعض کلمات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ف (درتصوف)	۱	۰	ص	۰	یہ کتاب فہرست التوالیف سے باہر ہے	۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۲۹	حاشیۃ الفوائد الضیائیۃ (حاشیۂ شرح ملا) ع (در علم نحو) بہ ہشت ہزار بیت	۱	م	۰	۰	یہ کتاب کتب خانۂ موصوفہ مین موجود نہین ہے۔	۴۱
۳۰	حسن الاشعار فی جمع الاشعار ف (دیوان) (در علم شعر)	۱	م	۰	۰	ایضاً	۴۸
۳۱	دُرّۃ البہیہ فی اختصار الرسالۃ الشمسیہ ع (در علم منطق)	۱	م	ص	۰		۳۹
۳۲	دُرّۃ الفرید فی قواعد التجوید ع (در علم قراءت)	۱	م	ص	۰	فہرس التوالیف مین تو اس کتاب کا نام دُرّۃ الفرید ہی لکھا ہی۔ جسکے معنی یکتا موتی وہ جو سیپ مین سے تنہا نکلتا ہی۔ کلانی اور آبداری مین بیش از رفیق ہوتا ہی اون موتیون سے کہ جو ایک سیپ مین سے ایک وقت مین دو نکلین یا زیادہ اوس سے لیکن اس کتاب کی ایک نسخہ پر دُرّۃ النضید لکھا دیکھا۔ وہ شاید کاتب نے لکھدیا ہی جسکے معنی ہین پرویا ہوا موتی۔ مگر غالباً وہی نام صحیح ہی کہ جو حضرت نے فہرست موصوفہ مین لکھا ہے	۳۷
۳۳	ذکر ملوک تاریخ سلاطین ہند ف ۱۰۱۶ھ (در علم تاریخ)	۱	م	ص	۰	حضرت شیخ لکھتے ہین کہ (ذکر ملوک) نام تاریخی اوست ۱۰۱۶ھ اصل مسودہ مقدار سہ ہزار بیت بود بعد از ضم احوال سلاطین کنافت اطراف ایں ولایت کہ بہ جمع سابق ناقص ماندہ بود بہ چہار ہزار بیت شدہ	۱۹

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۳۴	رسالۂ اقسام حدیث ع (در علم حدیث)	۱	۰	ص	۰	یہ کتاب فہرس التوالیف سے باہر ہے۔	۰
۳۵	رسالۂ شب برات ف (در علم حدیث)	۱	۰	ص	۰	ایضاً	۰
۳۶	رسالۂ صلوٰۃ الاسرا ف (در تصوف) بہ بیان نماز غوثیہ	۱	۰	ص	۰	ایضاً	۰
۳۷	رسالۂ عقد انامل ف {اونگلیوں پر شمار اعداد کا بیان متعلق باوراد}	۱	۰	ص	۰		۰
۳۸	رسالۂ نورانیہ سلطانیہ عف {دربیان قواعد وارکان سلطنت بنام نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ ہندوستان}	۱	م	۰	۰	یہ کتاب کتب خانۂ موصوفہ مین موجود نہین ہے۔	۲۹
۳۹	رسالۂ وجودیہ عف (در علم تصوف)	۱	۰	ص	۰	یہ کتاب فہرس التوالیف سے باہر ہے۔	۰
۴۰	رسالۂ وظائف عف (در علم اشغال و اوراد)	۱	۰	ص	۰	ایضاً	۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد شمار	نام کتاب	تعداد جلد	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۴۱	زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین ف اس کتاب کے دیباچہ مین نام کے پہلے حضرت شیخ لکھتے ہین کہ اگر صراط المستقیم و منہج قویم نیز نام آن کنم شاید- و میزان عدل و دین حق لقب وے نہم تواند- وگمان آنست کہ اگر سالکی باین رفتار رود بمنزل مراد برسد اگر این رسالہ را حاکم وقت و دستور حال خود سازد از جادہ بیرون نیفتد	۱	م	ص	۰	اور فہرس التوالیف مین نام کتاب سے پہلے مختصراً یہ تحریر فرمایا ہے- (کہ رسالہ ایست بسی مفید و نافع مر قاصدان صراط المستقیم و سالکان طریق قویم را) افسوس کہ با اینہمہ صفات یہ کتاب ابتک طبع نہین ہوئی شاید کہ ہنوز کسی علم دوست فیاض کی استطاعت و باہمت کے مطالعہ مین نہین آئی کہ جو تا حال چھپنے سے باز رہی- فائدہ- قویم بمعنی سیدہا راست استوار-	۱۷
۴۲	زبدۃ الآثار ع منتخب بہجۃ الاسرار در احوال برکت اشتمال جناب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	۱	م	ص	ط	یہ کتاب سنہ ۱۳۰۳ھ مطابق سنہ ۱۸۸۶ع مع ترجمہ فارسی مندرجہ نمبر ۱۸ فہرست ہذا بمقام بمبئی طبع ہو گئی- اور اردو ترجمہ بھی اسکا طبع ہو گیا معتقدین جناب غوث پاک کو ضرور ہے کہ جس زبان مین وہ مہارت یافتہ رکھتے ہون منگا کر ضرور اوسکی مطالعہ سے مشرف ہون	۱۴
۴۳	شرح سفر السعادت ف (در علم سیرت و فقہ)	۱	م	ص	ط	حضرت شیخ لکھتے ہین- کہ نام این کتاب در اصل سفر السعادت است و مشہور میان مردم بصراط المستقیم شدہ- واضح ہو- کہ یہ اصل کتاب تصنیف شیخ مجد الدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب قاموس کی ہے- حضرت شیخ الاجل قدس اللہ سرہ نے بہ سنہ ۱۰۲۵ھ شرح اوسکی لکھی ہے اور تعداد کتابت اس شرح کی قریب تین ہزار بیت کے درج فرمائی ہے یہ کتاب کلکتہ اور لکھنؤ مین دو تین مرتبہ طبع ہو چکی ہے	۱۱

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبرشمار	نام کتاب	تعداد جلد	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۴۴	شرح شمسیہ ع (درعلم منطق)	۱	م	ص	۰		۴۰
۴۵	شرح صدور تفسیر آیت نور عف (درعلم تفسیر)	۱	م	ص	۰	یعنی آیت نورالسموات والارض کی تفسیر ہے مقدار کتابت ہزار بیت کسر سے۔	
۴۶	شرح فتوح الغیب عف نام تاریخی (مفتاح فتوح)	۱	م	ص	ط	یہ لاہور وغیرہ مین حامل المتن طبع ہوئی ہے حضرت شیخ لکھتے ہین۔ این کتاب از تصانیف عظیمہ حضرت غوث الاعظم است۔ (کہ درتحقیق مقالات دین وکمالات اہل یقین موافق لسان رسالت وزبان نبوت است چنانکہ شان معارف صدیقان است فرمودہ اند)	۱۵
۴۷	صحیفۃ المودۃ ف	۱	م	۰	۰	حضرت شیخ نسبت اسکے تحریر فرماتے ہین صحیفۃ المودۃ مثنوی کہ درمراسلت ومکاتبت بہ برادر عزیز ویاران ودوستان واصحاب ارباب تمیز نوشتہ شدہ بود۔ شہر آشوب عالم محبت خالی از سلاستی (نرمی) وملاستی (ہمواری) نیست وکسی کہ مطلع باشد براحوال جماعہ مکتوب الیہم۔ داندکہ درضمن بیان معانی آن چہ نکتہا ظرافتہا رعایت کردہ شدہ است چندصدبیت۔ یہ تالیف بھی قابل دید ہے افسوس کہ کتب خانہ موصوفہ مین موجود نہین ہے	۴۶

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۴۸	فتح المنان ع فی تائید مذہب النعمان کتاب ضخیم (علم فقہ یا حدیث)	۱	۰	ص	۰	یہ کتاب فہرس التوالیف سے باہر ہے اور اسکی فضیلت کا ذکر دوجگہ اوپر آچکا ہے۔	۰
۴۹	فصول الخطب عف للفیلی اعالی الرتب	۱	م	۰	۰	چونکہ یہ کتاب کتب خانۂ موصوفہ مین نہین ہے، لہذا بعینہ معلوم نہین ہوسکتا۔ مگر قیاساً وغالباً اسمین خطبہ ہای جمعہ وعیدین وحج وغیرہ ہونگے۔	۹
۵۰	فہرس التوالیف عف کہ جسکا نام دراصل (تالیف قلب الالیف) ہے یعنی تصنیفات حضرت شیخ کی فہرست ہے۔	۱	م	ص	ط	یہ کتاب مطبع مجتبائی واقع دہلی مین ۱۳۰۹ھ طبع ہوئی ہے۔ الا کمیاب ہے۔ واضح ہو۔ کہ بلحاظ ردیف اصل نام کی اسکا لکھنا جانا ردیف (ت) مین چاہیے تہا۔ مگر چونکہ میری زبان پر لفظ فہرس التوالیف چڑہا ہوا ہے اسواسطے وہ ہی لکہدیا گیا۔ اور یہ لفظ فہرس التوالیف زود فہم بہی ہے جسکا استخراج آسان ہے۔	۰
۵۱	لمعات التنقیح ع فی شرح مشکوۃ المصابیح	۲	م	ص	۰	فہرس التوالیف مین حضرت شیخ نے یہی کتاب بنمبر اول لکھی ہے۔ اور تعداد بیت ثمانین الف یعنی ہشتاد ہزار تحریر فرمائی ہے۔	۱
۵۲	ماثبت بالسنۃ ع فی ایام السنۃ (در علم حدیث شریف) یہ بیان اعمال ماہانہ تمام سال	۱	م	ص	ط	یہ کتاب مع ترجمہ اردو دہلی مین طبع ہوگئی ہے۔	۲۶

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۵۳	مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ عف (در علم سیر) یعنی در سیر حضرت سید مختار و امام الثقلین و الابرار صلی اللہ علیہ وسلم مقدار چہل و دو ہزار بیت	۲	م	ص	ط	یہ کتاب لکھنؤ مین دو تین مرتبہ طبع ہو گئی ہے۔	۵
۵۴	مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین عف (جامع فقہ و تصوف) در جمع میان شریعت و حقیقت و ذکر بعضی از اوضاع و افعال مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم مع اخذ تقیما بینہما	۱	م	ص	ط	یہ کتاب کلکتہ و کانپور مین طبع ہو چکی ہے۔	۳۱
۵۵	مطلب الاعلی فی شرح اسماء اللہ الحسنی عف (شرح اسماء الٰہی و بیان خواص) بتعداد ایک ہزار پانسو بیت	۱	م	ص	۰		۲۳
۵۶	مطلع الانوار البہیہ فی الحلیۃ النبویہ عف (حلیہ شریف جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) بمقدار ایک ہزار بیت	۱	م	ص	۰		۶

۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
[illegible]	کیفیت	ط	ص	م	تعداد جلد	نام کتاب	[illegible]
۴۵	یہ کتاب طبع ہوگئی ہے۔	ط	ص	م	۱	نکات الحق والحقیقۃ ف من باب معارف الطریقۃ (متفرق مسائل تصوف وغیرہ) بمقدار ۳ ہزار بیت	۵۷
۴۴	یہ کتاب منجملہ اون تینون کتابون کے ہے جو حضرت نے بایام تحصیل علم تالیف فرمائی تہین نمبر ۱۷ و نمبر ۱۱ اوپر لکھی گئے۔ تیسرا نمبر ۵۸ یہ ہے۔	۰	۰	م	۱	نکات العشق والمحبۃ ف	۵۸
۰	اسمین وصایا سے حضرت شیخ قدس سرہٗ درج ہین۔	۰	ص	۰	۱	وصیت نامہ ف	۵۹
۴۸	آگے نام اس کتاب کے حضرت شیخ لکھتے ہین کہ رسالہ ایست مضبوط متضمن زبدۂ مناسک حج وآداب زیارت بجہت بیان لکان این راہ وقاصدان این درگاہ ذکر کردہ شدہ نزدیک بدو ہزار بیت۔	۰	ص	م	۱	ہدایت الناسک الی طریق المناسک عف {در اعمال حج وزیارت حرمین شریفین}	۶۰
	از روی نمبر شمار در اصل ساٹھ کتابین ہین۔ مگر چونکہ اسکے نمبر ۱ چار جلدون مین ۱ و نمبر ۲۵ و نمبر ۵۱ و نمبر ۵۳ دو دو جلدون مین ہین۔ لہذا شمار جلدون مین یہ چہ جلدین بڑہ گئین [illegible] جلدین مین میزان چہیاسٹہ جلد کی آئی۔	۱۵	۴۵	۴۹	جلد ۶۶	میزان	۰

ہرچند کہ اس فہرست مین اُن تیرہ۱۳ کتابون غیر موجودہ کتب خانۂ متذکرۂ بالا کی نسبت اور نیز اون گیارہ۱۱ کتب مولفۂ مابعد فہرس التوالیف کی بابت محاذی نام ہر ایک کتاب کے خانۂ کیفیت مین لکھدیا گیا ہے۔ کہ یہ موجود نہین ہین۔ یا یہ فہرس التوالیف سے باہر ہین۔ مگر ناظرین کو شاید اونکے دریافت کرنے مین کچھ دقت ہو۔ لہذا احقر ہی اونکے نمبرون کا انتخاب کیے دیتا ہے۔

وہ یہ ہے

تیرہ۱۳ کتاب غیر موجودہ کتب خانۂ موصوفہ			گیارہ۱۱ کتاب مولفۂ مابعد فہرس التوالیف		
۱	۲	۳	۱	۲	۳
نمبر شمار	نام کتاب	نمبر فہرست	نمبر شمار	نام کتاب	نمبر فہرست
۱	آداب المطالقہ والمناظرہ	۷	۱	آداب اللباس	۶
۲	اسماء الاستاذین	۸	۲	ترجمہ زبدۃ الآثار	۱۸
۳	افکار الصافیہ	۱۱	۳	جواب بعض کلمات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ	۲۸
۴	انتخاب المثنوی	۱۲	۴	رسالہ اقسام حدیث	۳۴
۵	بناء المرفوع	۱۴	۵	رسالہ شب برات	۳۵
۶	ترغیب اہل السعادات	۱۹	۶	رسالہ صلوۃ الاسرار	۳۶
۷	تعلیق الحاوی	۲۱	۷	رسالہ عقد انامل	۳۷
۸	حاشیۃ الفوائد	۲۹	۸	رسالہ وجودیہ	۳۹
۹	حسن الاشعار	۳۰	۹	رسالہ وظائف	۴۰
۱۰	رسالہ نورانیہ سلطانیہ	۳۸	۱۰	فتح المنان	۴۸
۱۱	صحیفۃ المودۃ	۴۷	۱۱	وصیت نامہ	۵۹
۱۲	فصول الخطب	۴۹	۰	۰	۰
۱۳	نکات العشق	۵۸	۰	۰	۰

تعداد کتب بہ ہر ردیف

الف	ب	ت	ج	ح	د	ذ	ر	ز	ش	ص	ف	میزان حروف
۱۳	۱	۱۰	۴	۲	۲	۱	۷	۲	۴	۱	۳	۱۷
ل	م	ن	و	ہ								میزان کتب
۱	۵	۲	۱	۱								۶۰

تفصیل اس امر کی کہ کتنی کتابین کس کس زبان مین ہین

۱ عربی	۲ فارسی	۳ عربی و فارسی آمیز	۴ میزان
۱۹	۲۷	۱۴	۶۰

مین نے ترتیب اس فہرست مین حتے الوسع خود بتنقیح کل تعداد کتب۔ وتصحیح نام۔ وتصریح زبان۔ وتشریح علوم۔ وتوضیح ماحصل مطلب وغیرہ وغیرہ ہر ایک کتاب کے کوئی دقیقہ لکھنے سے باقی نہین چھوڑا۔ گویا کہ اس جدول کو آئینہ کل تصانیف حضرت شیخ علیہ الرحمہ کا بنا دیا ہے۔ اور سوائے کتابون مشہورہ کے جو جو کتابین کہ عام طور پر ظاہر نہین تہین۔ اور نظرون سے پوشیدہ تہین۔ انکو رونماے عوام کر دیا ہے۔ صاحبان حق بین اگر مطابق اس قول میر حسن دہلوی کے ؎

جو دیکھین گے منصف کہین گے یہی		نہ ایسی ہوئی ہے نہ ہوگی کبھی ؎

نہ فرمائین گے۔ تو البتہ اتنا تو ضرور فرمائین گے۔ کہ یہ بطرز عمدہ و پسندیدہ لکھی ہے کہ اتنا ہی فرمانا اونکا میرے حق مین موجب فلاح دارین ہوگا۔

چونکہ شمار اعداد اس فہرست مرتبۂ احقر کی ساٹھہ [۶۰] تک ہے۔ آگے اس سے نمبر اکسٹھہ [۶۱] پر کتاب المکاتیب والرسائل کو اسواسطے نہین لکھا۔ کہ وہ مجموعہ ہے اڑسٹھہ [۶۸] رسائل کا۔ اور اوسکی فہرست حضرت نے از نمبر ایک تا نمبر اڑسٹھہ علیحدہ لکھی ہے۔ کہ وہ شامل اوسی جلد کے ہے (جیسا کہ مین اوپر اس سے مفصلاً لکھہ چکا ہون) اور وہ

مطبع مجتبائی واقع دہلی مین طبع بہی ہوچکی ہے۔ تو اوسکے اعداد شمار بسلسلۂ اعداد
اسمعں فہرست سکے آسکتے نہ تھے۔ مگر نقل اوس فہرست کی تبرکاً و تیمناً واسطے
ملاحظۂ ناظرین ذیل مین لکھتا ہون۔ اس فہرست مین حضرت علیہ الرحمۃ نے اعداد
اور اسماے کتب مع ماحصل کتاب بعبارت مقفٰے عربی مین تحریر فرمائے ہین
حالانکہ عربی مین صرف تین ہی کتاب نمبری ۲ و ۵۶ و ۵۷ ہین اور اور سب
کتابین فارسی مین ہین۔ اس لیے مین مثل فہرست بالا نہ تخفیف نام کتاب مین
کر سکتا ہون۔ اور نہ اوسکے ماخذ مین۔ جیسا کہ لکھا ہے بجنسہ ویسا ہی
تحریر مین لاتا ہون۔ مگر قبل از تسوید فہرست موصوفہ نسبت اس کتاب
مستطاب کے یہان یہ لکھدینا ضرور بلکہ واجب ہے۔ کہ حضرت نے
واسطے مطالعہ اس کتاب کے بہت تاکید اور صراحت سے وصیت
فرمائی ہے۔ تہوڑی عبارت اوسکی یہ ہے۔

نقل عبارت

خوب ہمنشینے ست۔ اگر این مجموعہ را نگاہ می کردہ باشند۔ گاہے چہ وصیت
می کنم۔ کہ یک بار از اول تا آخر حرف بحرف بخوانند۔ کہ روے بجانب
راہِ راست دارد۔ و در طبیعت انصاف گوارا دارد۔ و اگر در اوقات خلوت
جلیسِ وقت و انیس حال سازند۔ ذوقے دیگر و لذتے دیگر خواہد آورد

فہرس المکاتیب والرسائل حضرت سند المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی البخاری قدس سرہ

نمبر شمار	اعداد کتب زبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۱	الرسالۃ الاولے	سلوک طریق الفلاح عند فقد التربیۃ بالاصلاح	بحضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
۲	الرسالۃ الثانیۃ	اصول الطریقۃ لکشف الحقیقۃ	ایضاً
۳	الرسالۃ الثالثۃ	تبیین الطریق لاہل الارادۃ بالتزام وظائف الخیر والعبادۃ	ایضاً
۴	الرسالۃ الرابعۃ	تنبیہ اہل العلوم والنہا بتفاوت حال الابتداء والانتہا	بحضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
۵	الرسالۃ الخامسۃ	تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقر المحمدی	ایضاً
۶	الرسالۃ السادسۃ	قرع الاستماع باختلاف احوال المشائخ واقوالہم فی السماع	ایضاً
۷	الرسالۃ السابعۃ	ورود الامداد بالاستقامۃ علی الاوراد	ایضاً
۸	الرسالۃ الثامنۃ	رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیۃ من ارباب الاحوال	بشیخ عبداللہ نیازی رحمۃ اللہ علیہ
۹	الرسالۃ التاسعۃ	ایراد العبارات الفصیحۃ فی شرح قول النبی علیہ السلام الدین النصیحۃ	
۱۰	الرسالۃ العاشرۃ	اقامۃ المراسم فی اعمال المواسم	
۱۱	الرسالۃ الحادیۃ عشر	تطریۃ الاسماع لمناصحۃ الخلان	
۱۲	الرسالۃ الثانیۃ عشر	اختیار التخلی لانتظار التجلی	بنواب خانخانان سپہ سالار

نمبر شمار	اعداد کتب بزبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۱۳	الرسالة الثالثة عشر	تحصیل المطلوب بانتظار المحبوب ورعایة الاعتدال فی العلم والحال	بہ رکن السلطنت نواب مرتضی خان
۱۴	الرسالة الرابعة عشر	تذکیر اولی الاحلام بان لذات الدنیا کلها آلام ورفع التعب والعنا بالجمع بین الفقر والغنا	بنواب خانخانان سپہ سالار۔
۱۵	الرسالة الخامسة عشر	رفع صوت الحبیب بالتمام ضعف المشیب	بشیخ ابوالخیر مبارک
۱۶	الرسالة السادسة عشر	تقسیم الانام علی اربعة اقسام	بنواب فرید مرتضی خان
۱۷	الرسالة السابعة عشر	تنبیه الغافلین لعناء الدنیا وار بابها واغترار الجاهلین بزخارفها واسبابها	این رسالہ در وقت جلوس جلال الدین اکبر بادشاہ برکن السلطنت بنواب سید فرید مرتضی خان برای اطلاع و آگہی نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ فرستادہ شدہ
۱۸	الرسالة الثامنة عشر	سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بنواب خانخانان
۱۹	الرسالة التاسعة عشر	صدق التعطش والدوام فی طلب المقصد والمرام	ایضاً
۲۰	الرسالة العشرون	تثبیت القدم علی الاصطبار بترک صحبة الاضداد والاغیار	بشیخ ابوالفیض
۲۱	الرسالة الحادیة والعشرون	تجرید الذکر فی بیان حقیقة الشکر	بنواب فرید مرتضی خان
۲۲	الرسالة الثانیة والعشرون	اتحاف الاحبة ببیان حدیث المحبة	بنواب خانخانان سپہ سالار

نمبر شمار	اعداد کتب بزبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۲۳	الرسالة الثالثة والعشرون	حفظ الوقت بترک الاختلاط والمجانبة عن صحبة الاخلاط	بشیخ اسمعیل
۲۴	الرسالة الرابعة والعشرون	تسبیب الخیر لدفع الضیر ودوام الالتجاء بالخوف والرجاء	بنواب سید فرید مرتضی خان
۲۵	الرسالة الخامسة والعشرون	کشف استار الظلم عن لسان الحال والقال والقلم	برکن السلطنت سید فرید مرتضی خان
۲۶	الرسالة السادسة والعشرون	سلوک الطریق النجاح بالاجتناب عن الانحراف والاعوجاج	
۲۷	الرسالة السابعة والعشرون	کشف الاستار عن تحقیق معنی الکسب والاختیار	
۲۸	الرسالة الثامنة والعشرون	ترک الاختیار والتدبیر بالاکتفا بتدبیر العلیم الخبیر	
۲۹	الرسالة التاسعة والعشرون	تحقیق الیاس عن قول ایمان الباس	
۳۰	الرسالة الثلثون	وجود الغنا فی احدیة الذات بالغیبة عن جمیع النسب والجهات	در بیماری خود نوشته اند
۳۱	الرسالة الحادیة والثلثون	سلوک طریق التعلیم ببیان حقیقة الرضا والتسلیم	ایضاً
۳۲	الرسالة الثانیة والثلثون	مشاهدة الابرار بین التجلی والاستتار	
۳۳	الرسالة الثالثة والثلثون	التعظیم لامر الله والشفقة علی خلق الله	بنواب فرید مرتضی خان

نمبر شمار	اعداد کتب بزبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۳۴	الرسالة الرابعة والثلثون	ہدایة الانام الی التمسک بالشرائع والاحکام	
۳۵	الرسالة الخامسة والثلثون	تنبیہ اولے الالباب بالمواظبة علی الادعیة والاحزاب	
۳۶	الرسالة السادسة والثلثون	استیناس انوار القبس فی شرح دعاء الُنس	
۳۷	الرسالة السابعة والثلثون	تجلیة القلوب بقدس الملکوت بشرح دعاء القنوت	
۳۸	الرسالة الثامنة والثلثون	تحصیل البرکات بہ بیان معنی التحیات	
۳۹	الرسالة التاسعة والثلثون	تثبیت الفواد بتصور عظمة رب العباد	بشیخ نور الحق رح
۴۰	الرسالة الاربعون	دفع الکسل بالمواظبة علی العمل	
۴۱	الرسالة الحادیة والاربعون	تنویر القمر لیلة البدر فی تصور معنی شرح الصدر	
۴۲	الرسالة الثانیة والاربعون	تدقیق البیان فی ایجاب الشکر المزید واستلزامه بحصول المحبة والتوحید	
۴۳	الرسالة الثالثة والاربعون	تحقیق الدعاء والاستمداد بلسان القال والحال والاستعداد	
۴۴	الرسالة الرابعة والاربعون	طی لسان القلم ببیان معنی قولهم لا راحة الا فی القدم او العدم	
۴۵	الرسالة الخامسة والاربعون	اظهار الحسرة والاستبعاد بتقصیر النفس فی اصلاح المبداء والمعاد	
۴۶	الرسالة السادسة والاربعون	حرقة الجنان بتمنی الکشف والعیان	بشاه ابو المعالی قدس سره

نمبر شمار	اعداد کتب بزبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۴۷	الرسالۃ السابعۃ والاربعون	طیب المذاق بوجدان الذوق فی مقام الاطلاق	
۴۸	الرسالۃ الثامنۃ والاربعون	حراسۃ الایمان عن مکائد النفس والشیطان	
۴۹	الرسالۃ التاسعۃ والاربعون	توصیۃ الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب	
۵۰	الرسالۃ الخمسون	تنبیہ اہل العسکر برعایۃ آداب الذکر	
۵۱	الرسالۃ الحادیۃ والخمسون	تذکیر اہل الذکر ببیان فضیلۃ علی الفکر	
۵۲	الرسالۃ الثانیۃ والخمسون	الاعتصام بحبل الصبر والثبات عند اجتماع اسباب اللذات والشہوات	الشیخ نور الحق علیہ الرحمۃ
۵۳	الرسالۃ الثالثۃ والخمسون	لتسویۃ الادنٰی والاعلیٰ بالخوف والسکوت فی حضرت الاعلیٰ	
۵۴	الرسالۃ الرابعۃ والخمسون	تذکیر اہل المجاہدہ بان المکاشفۃ عین المشاہدہ	
۵۵	الرسالۃ الخامسۃ والخمسون	تبصرۃ الاغنیا بان الفقر مرآت جمال الغنا	
۵۶	الرسالۃ السادسۃ والخمسون	اسقاط اعتبار الاجساد والاشباح عند ملاقاۃ القلوب والارواح	
۵۷	الرسالۃ السابعۃ والخمسون	فی ذکر الاحوال والاقوال علی رعایۃ طریق الاستقامۃ والاعتدال	
۵۸	الرسالۃ الثامنۃ والخمسون	تحصیل الغنائم والبرکات بتفسیر سورۃ والعادیات	

نمبر شمار	اعداد کتب زبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۵۹	الرسالۃ التاسعۃ والخمسون	ترجمۃ مکتوب النبی الاجل فی التعزیۃ ولد معاذ بن جبل	
۶۰	الرسالۃ الستون	ایراد العبارات بلسان الاشارات	بشاہ ابوالمعالی قدس سرہ
۶۱	الرسالۃ الحادیۃ والستون	طلاق اللسان بشکایت حال الهجران	
۶۲	الرسالۃ الثانیۃ والستون	اظهار التعلق والاضطراب فی حصول المطلوب بلا ارتیاب	
۶۳	الرسالۃ الثالثۃ والستون	توصیۃ الاخوان بالصبر علی جفاء اهل الزمان	
۶۴	الرسالۃ الرابعۃ والستون	طلب الغور فی قصۃ سفر لاهور	بشیخ نور الحق رح
۶۵	الرسالۃ الخامسۃ والستون	سلوک الطریقۃ علی نهج المجاز بنظرۃ الحقیقۃ	
۶۶	الرسالۃ السادسۃ والستون	تسلیۃ السائل ببیان المسائل	
۶۷	الرسالۃ السابعۃ والستون	وجدان البرد باشتمام الورد	
۶۸	الرسالۃ الثامنۃ والستون	جمع الکلمات العارفین من اهل الصدق والیقین	

انتباہ	عند المقابلہ فہرس التوالیف ونیز سرنامہ ہر ایک رسالہ مشمولہ اصل کتاب کے دو اختلاف پاے گئے۔
ایک	یہ کہ بعض اعداد و اسماے رسائل مندرجہ فہرست موصوفہ کے کتاب مین پیش و پس لکھے گئے ہین یعنی اس کتاب کے دو حصہ ہین۔ سو حصہ اول مین از نمبر ۲۹ تا نمبر ۳۳ اور حصہ دوم مین از نمبر ۵۴ تا نمبر ۶۸ ہمگین بیس نمبر مین اتنا اختلاف ہوا ہے۔ مثلاً فہرست مین جس نمبر پر جو نام کسی نسخہ کا لکھا ہے۔ کتاب مین وہ دوسرے نمبر پر مندرج ہے۔
دوسرے	یہ کہ فہرست از نمبر ۱ تا نمبر ۶۷ ہے۔ اور کتاب از نمبر ۱ تا نمبر ۶۸ پایا جاتا ہے۔ کہ ایک رسالہ کسی سبب سے فہرست مین لکھنے سے رہ گیا اسلئے مین نے موافق اعداد و اسماے رسائل یہ فہرست مرتب کی کیونکہ تبدل اعداد شماریہ مندرجہ فہرست سے یا فروگذاشت ہو جانے ایک عدد کے کچھہ حرج کسی نوع کا نہین ہے جبکہ ہر ایک نسخہ مطابق منشا اسم اپنے کے موجودہ کتاب ہے۔

ہر چند کہ مجھکو اس مضمون کے لکھنے کی چندان ضرورت نہین تھی۔ مگر اس خیال سے کہ شاید کوئی اہل مطالعہ از روے نمبر مندرجہ فہرس التوالیف کے دیکھنا کسی نسخہ کا اصل کتاب مین چاہے۔ اور اوس نمبر پر آسمین نہ پاوے۔ تو مجھپر معترض نہو۔

قابل الاظہار

اس موقع پر یہ بات بھی قابل الاظہار ہے۔ کہ حضرت نے جو تعداد ابیات اپنی کُل تصانیف کی فہرس التوالیف مین قریب پانچ لاکہ کے تحریر فرمائی۔ وہ بہ ثبت اونہین کتابون کے ہے۔ کہ جو قبل از فہرست موصوفہ تالیف ہوئین۔ مگر بعد مین اوسکی جو گیارہ

کتابین مولفۂ حضرت کی اوریائی گئین - اونکی تعداد ابیات بسبب نہونے اونکی فہرست کے معلوم نہین ہوتی - لیکن مین بلحاظ اونکی ضخامت کے کہ جنمین فتح المنان سب سے زیادہ ضخیم ہے - اور اوراوس سے کمتر کچھہ سکتا ہون - کہ ایک لاکہ سے کم نہونگے - بلکہ کچھہ زیادہ ہی ہون تو بعید نہین - تو اس صورت مین مجموعہ کل ابیات کا بتعداد چھہ لاکہ کے ہوتا ہے -

جملہ

فردوسی علیہ الرحمۃ نے ایک حساب سے پچاس ہزار اور ایک حساب سے اسی ہزار ابیات شاہنامہ کے تیس برس مین لکھے ہین - اور اونکے لکھنے مین بہت ہی رنج ومحنت ظاہر کی ہے - اور اس تصنیف پر بہت کچھہ خودستائی کی ہے - چنانچہ آخر شاہنامہ جو ہجو سلطان محمود کی لکھکر شامل کی ہے اوسمین ایک مقام پر فرماتے ہین -

بسے رنج بردم درین سال سی	عجم زندہ کردم بدین پارسی
جہان از سخن کردہ ام چون بہشت	ازین پیش تخم سخن کس نکشت
سخن گستران بیکران بودہ اند	سخنہای اندازہ بیہودہ اند
ولیک ارچہ بودند ایشان بسے	ہمانا نگفت است زین سان کسے

دوسرے مقام پر فرماتے ہین -

بہ سی سال اندر سرای سپنج	چنین رنج بردم بامید گنج
زابیات غرا دو دہ سی ہزار	مر آنجملہ در شیوۂ کارزار

یعنی اگر دو دس اور ایک تین سمجھے جائین تو پچاس ہزار - اور جو دو دس اور دو تیس تصور کیے جائین تو اسی ہزار ابیات ہوتے ہین - پھر فرماتے ہین -

چو سی سال بردم بہ شہنامہ رنج	کہ شاہم بہ بخشد بپاداش گنج
مرازین جہان بے نیازی دہد	میان یلان سرفرازی دہد
چو عمرم بنزدیک ہشتاد شد	امیدم بیکبارہ برباد شد

بہ پاداش رنج مراد ر کشاد *		بمن جز بہائے بقائے نداد

اور ہمارے حضرتِ شیخ نے چہہ لاکہ ابیات چورا نوے ۹۴ سال کی عمر تک لکھہ ڈالین اور کبھی ایک حرف تک بہی رنج و محنت کا زبانِ قلم پر نلائے۔ اور خودستائی تو کیسی۔

ذکر تصنیفاتِ نظمِ حضرتِ شیخ الاجل رحمۃ اللہ علیہ

واضح ہو کہ ہر طرح کی نظم حضرت کی مثل دیوان غزل و قصائد وغیرہ بقدر دو یا ڈہائی ہزار شعر کے ہے۔ اور حقی آپکا تخلص ہے۔ اونمین سے چند اشعار جو میری نظر سے گذرے وہ یہ ہین۔ ایک مطلع اور مقطع ایک غزل کا لکھتا ہون۔

دو شش از کثرتِ اغیار نجاتم دادند		رہ بسوے حرم وحدتِ ذاتم دادند
حقی از گوشۂ دہلی نہ نہم پا بیرون		خود گرفتیم کہ ملکِ گجراتم دادند

مطلع مین مضمون تصوف کا ہے۔ اور حضرت کے مقام فنا فی اللہ سے خبر دیتا ہے اور مقطع حضرت کے تمکن دہلی۔ اور حضرت کے جدِ اعلی کے تاریخی مضمون سے مطلع کرتا ہے یعنی حضرت آقا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے گجرات اور بندر ہاے سمندر متعلقہ گجرات فتح کیے۔ اور اون حدود کے سردار و حاکمِ اعلے تہے۔ اگر اونکی میراث مین مثلاً حضرتِ شیخ کو ملکِ گجرات قبضہ مین دیا جاوے۔ تو بہی حضرت کا یہ عزم بالجزم ہے کہ موافق ارشاد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے (کہ آپکے حق مین یہ حکم فرمایا تہا کہ دہلی سے آپ باہر قدم نہ نکالین) نہ جاؤن۔ اور ایک یہ خوبی اس شعر سے نکلتی ہے کہ بود و باش آپ کی کنارۂ آبادی دہلی کہنہ پر تہی۔ تو لفظ گوشہ سے حضرت نے گویا پتہ بہی اپنے مقامِ سکونت کا ظاہر کر دیا۔

شعر

حقی کجا و صحبت کس کز خیالِ دوست		دارد بخود چو مردم دیوانہ عالمے

رباعی

حقی ز پئے قصّۂ وافسانہ شدی — چون مردم روزگار فرزانہ شدی
درویش ترا ز ذکرِ شاہان چہ غرض — مفتونِ سخن گشتی و دیوانہ شدی

یہ اشعار بھی مثل مطلع اول متصور ہین۔ اور ایک قصیدۂ نعتیہ تمام وکمال یہ ہے۔

قصیدہ

بیا ایدل دمے از ہستیِ خود ترکِ دعوے کن — میفگن چشم بر صورت نظر در عینِ معنےٰ کن
فگندی چون نظر در عینِ معنی بعد ازان ایدل — چو عنقا از سرِ عزت بقافِ فقر ماوے کن
ز چاکِ سینہ ہردم صد نواے دردِ دل بشنو — بدین قانونِ محنت ترک بزمِ اہلِ دنیا کن
چو زین دارِ فنا قصدِ سفر سوے دگر داری — چرا غافل نشینی ایدل اسبابش مہیّا کن
بصد خونِ جگر در زیرِ ران کش توسنِ نفست — بدینسان زاد و راحل گیر و قصدِ راہِ عقبےٰ کن
پس آنگہ بر سر کویِ فنا نہ پاے استغنا — وجودِ خویش را گم در شہودِ نورِ مولےٰ کن
اگر خواہی تماشاے جمالِ شاہدِ معنی — نخست این چشمِ صورت بین مثلِ چشمِ اعمیٰ کن
بشاگردی برآ در مکتبِ جان پس بلوحِ دل — بتعلیمِ دبیرِ عشق حرفِ شوق املا کن
مبند ای خفتہ دل چشمِ تماشا سر فرو مفگن — بعینِ عبرت آخر سیرِ صنعِ حق تعالےٰ کن
چہ حاجت کز پئے خلوت روی در کنجِ تنہائی — بیا دوست خود را از خیالِ غیر تنہا کن
بیا در انجمن خلوت گزین و از رہِ دیگر — بچشمِ دل جمالِ دوست را ہردم تماشا کن
بسش غیرِ را محرم مگردان بلکہ در خلوت — چنان پوشیدہ کن ذکرش کہ از دل نیز خفا کن
چو نفیِ ماسوی کردی چہ دل گو جان ہمہ ہیچ اند — دلیلت کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ را کن
چو فرق از صبح آمد میانِ مہلک و ہالک — ہلاک و نیستی را حکم بر ہر چیز جالا کن
کش از پرگارِ لا خطِ عدم بر صفحۂ عالم — بسانِ دائرہ آنرا محیطِ جملہ اشیا کن
پس آنگہ نقطۂ ذات ست کا مد مرکزِ ہستی — برون زین دائرہ آن نقطہ را ثابت بالّا کن

برون از روی صورت شو و از معنی درین اندیش — میان نقطه و آن دائره غیرت با فنا کن
همان نقطه تحرک کرد و آمد دائره پیدا — مثال از بهر این از نقطه جیم الله پیدا کن
چو بینی نور مطلق خویشتن را در میان تا ری — هو الحق از انا الحق بعد ازین مختار اولی کن
مسمی واحد و اسمای او از حد و عد بیرون — بهر اسمی شهود نور ذات آن مسمی کن
در اسمای حقیقی شد مسمی عین هر اسمی — عجب مشکل حدیث است این بگوش هوش اصغا کن
معماییست مشکل در حساب عاقلان وحدت — بتحصیل کمال نفس حل این معما کن
کمال نفس در تهذیب اخلاق بدست آید — وگر این را هوس داری بنای شرع برپا کن
حقیقت از شریعت نیست پیش عارفان بیرون — مثال آن تو کشتی ساز و تشبیه آن بدریا کن
برین کشتی نشین تا بگذری زین بحر بی پایان — نه چون فرعون خود را غرق بحر کفر و اغوا کن
زبان مگشا بنا فرموده شارع سخن نیست — پی اسمای توقیفی زبان عجز گویا کن
دهان را قفل خاموشی نه و بر بسته دار آن در — کلید امر شش آور و آن در سربسته را وا کن
وگر خواهی زبان بگشائی و راه سخن پوئی — ثنای پادشاه یثرب و سلطان بطحا کن
سر آرای ملک آفرینش احمد مرسل — که پیش از وی نشد در ملک هستی کار فرما کن
نشد تا بر سر منشور عالم خاتم حکمش — ز دیوان ازل نامد بران منشور طغرا کن
بیان قربت او قاب قوسین است او ادنی — بمقدار علو قدر او این نیز ادنی کن
قیاس رتبه و مقدار فضل از انبیا تا وی — ز قطره تا بدریا یا ز ذره تا به بیضا کن
حبیب الله بود او انبیا را دان محب الله — قیاس کار از اسری بعبده جای موسی کن
بخود میرفت موسی لیکن او را حق بخود بردش — ز رفتن تا بردن فهم فرق آشکارا کن
چو خود بردند او را حق او قد رآی گفتند — بموسی لن ترانی فهم تفضیلش ازینجا کن
خطاب با عتاب ان تولیتم اگر خواندی — باین والی والا قدر ملک دین تولا کن
اگر از حسرت دنیا و عقبی آرزو داری — بدرگاهش بیا و هرچه میخواهی تمنا کن

بیا ایدل قدم نه بر سر کوی وفا وانگه
زراه صدق جان را خاک راه آن کف پا کن

سر و تن را براه جلوهٔ آن سرو بالا کش
دل و جان را فدای حسن آن رخسار زیبا کن

ثنایش گو ولی چون نیست ایفایش ز تو ممکن
باین یک بیت مدحش را علی الاجمال اکتفا کن (کافی ۱۲)

مخوان او را خدا از بهر امر شرع و حفظ دین
دگر هر وصف کش میخواهی اندر مدحش انشا کن

چو از انشای تفصیل صفاتش عاجزی ایدل
بیا و عرض حال خویش بر خدامش آنها کن

خرابم در غم هجر جمالت یا رسول الله
جمال خود نما رحمی بجان زار شیدا کن

اسیران تو جان دادند در هجر لب لعلت
دهان بگشا و از راه کرم احیای موتی کن

جهان تاریک شد از ظلمت ظلم سیه کاران
بیا و عالمی را روشن از نور تجلی کن

زیان کاران ببازار هوا سودای زر دارند
شکست رونق و گرمی این بازار سودا کن

همه بی همتان دهر بخل آیین خود کردند
بلطف امعان مبین از کرم احیای سخا کن (زنده کن)

ز ظلم ظالمان شور است و غوغا هر طرف آخر
بعدل و رافت خود برطرف این شور و غوغا کن (دور کن ۱۲)

بسنگ سیم و زر جاهل گران بار است از عالم
بمیزان عدالت قدر هر یک را هویدا کن

بصدیق صداقت پیشه فرما تا قدوم آرد
طریق صدق و آیین وفا را باز پیدا کن

عمر را باز بنشان بر سر معدلت آیین
بدین آیین میان خلق رسم عدل احیا کن

همه کس مست از عجب و تکبر دعوی اندر سر
ز سر بفرست عثمان را و قطع امر شورا کن

بدفع حیلهٔ این و بهان بفرست شیر حق
بفرمایش که قلع باغیان و قمع اعدا کن

بزور بازوی خیبر گشا بنیاد جهل افگن
رواج رونق بازار علم و کار تقوی کن

وگر نایی تو با یاران بظلم آباد این دنیا
بدفع ظالمان حکم نیابت را بعیسی کن

بهر صورت که باشد یا رسول الله کرم فرما
بلطف خود سر و سامان جمع بی سر و پا کن

محب آل و اصحاب توام کار من حیران
بلطف خویش هم امروز هم در روز فردا کن

بیا حقی مده تصدیع خدام جنابش را
که احوال تو معلوم است اظهارش مکن یا کن

بقسمت باش راضی دم مزن الا بشکر حق	سکونت ورزو تسکین دل خود از قسمنا کن

چنانچہ یہ قصیدہ حضرت نے اخیر میں اخبار الاخیار کی درج فرماکر لکھا ہی
کہ تسوید این قصیدہ اگرچہ درین دیار صورت یافتہ بود - ولیکن بعد از وصول سعادت
زیارت مدینہ مطہرہ در حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات خواندہ شدہ
بموقف اجابت وصول یافتہ - موجب مامول حقیقی گشتہ والحمد للہ علی ذلک
اور زاد المتقین میں یہ تحریر فرماتے ہیں -

عبارت زاد المتقین

بعد ازانکہ این حقیر بوصول مدینہ مطہرہ وسعادت حضور مسجد سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مشرف شد - شب جمعہ کہ پردہ از عمارت داخل مرقد شریف بر میدارند -
قصیدہ پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گردانید - چون بدین بیت رسید - **بیت**

خرابم در غم ہجر جہالت یا رسول اللہ	جمال خود نما رحمی بحال زار شیدا کن

چندان تکرار کردہ شد - کہ گریہ زار زار در گرفت - غالب آنست کہ بسمع رضائے
موقف اجابت رسیدہ باشد و موجب حصول مقصود گشت - بعلامت آنکہ در مدینے
قریب بسعادت بشارتے از جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کہ شیخ عبد الوہاب متقی
در وقت وداع اشارتے کردہ بودند) فائز و مستسعد گشت -

ذکر زیارت بار اول

می بینم کہ بابے از مسجد شریف کہ درمیان اسطوان سریر و اسطوان محرس کہ آنرا
اسطوان علی گویند - دران وقت کشادہ ست - و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بران استادہ اند - وفقیر حقیر از باب روضہ شریف کہ قریب محراب آنحضرت است در آمدہ

آنحضرت مقدار دہ دوازدہ قدم بلکہ بیشتر برائے استقبال بندہ خود بنعت شوق و عنایت
چنانکہ مہمان عزیز را کنند۔ آمدند۔ و این ضعیف در پائے آنحضرت افتادہ۔ پس سر بندہ خود را
برداشتہ و در کنار گرفتہ و معانقہ فرمودند۔ و تبسم و استبشار نمودند۔ و آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم دران وقت بصورت یکے از فقہائے مالکیہ کہ در مسجد شریف درس میگفت بودند

ذکر زیارت بارِ دوم

آپ نسبت اس زیارت ثانی کے یہ لکھتے ہین

وکان ذلک وقت السحر من لیلۃ الخمیس السابع عشر او الثامن عشر واللہ اعلم من شہر رجب الاکبر
سنۃ ثمان وتسعین وتسع مائۃ (یعنی شب پنجشنبہ ۱۷ یا کہ ۱۸ رجب ۹۹۸ھ ہجری) بمسجد
قرب جبل اُحد علی باب مشہد سید الشہداء عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمزہ
ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ۔ والحمد للہ علی ذلک۔

فائدہ۔ یہ جبل اُحد مدینۂ طیبہ سے تین کوس ہے۔ اور اُحد نام ایک مقام کا ہے
چونکہ یہ پہاڑ قریب اوس مقام کے ہے۔ اسواسطے بنام جبل اُحد مشہور ہے۔
اور اس پہاڑ سے بفاصلہ نصف میل مشہد جناب امیر حمزہ عم رسول اللہ صلعم سید الشہدا
غزوۂ احد کا بالعمارت عالی بنا ہوا ہے۔ اور متصل اوسکے ایک مسجد بھی ایسی ہی تعمیر عمدہ
کی ہے۔ پس وہ یہی مسجد ہے۔ کہ جسمین زیارت شریف کا ہونا حضرت شیخ علیہ الرحمہ
لکھا ہے۔ اور راقم اس مسجد مین نماز پڑھ آیا ہے۔

ذکر زیارت بارِ سوم

بذیل زیارت دوم ذکر زیارت بارِ سوم آپ یہ لکھتے ہین

ویک شب دیگر نیز کہ باحیائے آن در روضۂ مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مشرف شد۔ و در حقیقت آن لمحہ بیش نبود۔ چنانکہ گفتہ اند ستہ الوصال سنتہ۔ وزان شب نیز مقدار لمحہ بادراک لذتے مخصوص شد۔ کہ تعبیر ازان از حیطۂ تقریر و بیان و حیز امکان بیرون است۔ فَلِلّٰہِ الْمِنَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ

ذکر زیارت بار چہارم مقام مکۂ معظمہ

یہ زیارت بار چہارم بمقام مکۂ معظمہ ۱۲ ذی الحجہ ۹۹۸ ہجری بطرز عجیب و غریب ہوئی کہ کیفیت حال اس مشاہدہ کی آپ نے پانچ صفحہ پر زاد المتقین مین لکھی ہے۔ کہ بکا انتخاب بکمال اختصار لکھتا ہون۔

التماس این حقیر از حضرت وے بعد از تشریف بروئیت جمال شریف کہ در کرت اولٰے بصورت یکے از فقہاے مالکیہ دیدہ بود (آن بود کہ بار دیگر بحلیۂ مخصوص و جمالے خاص مشرف سازند۔ کہ بحلیۂ شریف آنحضرت کہ منقول و مسطور ست موافق باشد) این بار آنچنان بود۔ و حصول این نعمت بعد از آمدن مدینہ و گزاردن حج ثانی در مکۂ معظمہ شد۔ دیدم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بر سریرے نشستہ درس علم حدیث شریف میفرمایند و انوار جمال و جلال از وجہ شریف وے متلالی ہست و باحسن صورت متجلی است۔ کہ فوق آن تصور نتوان کرد۔ و خیال بست۔ وغیرہ وغیرہ پس بیدار شدم و تجدید وضو نمودم۔ و آنچہ خدا خواستہ بود۔ از نماز گزاردم و بر آن حضرت تحفۂ صلوات فرستادم و در ہمین شب باز بخواب می بینم۔ کہ حضرات امام شہید سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابی عبد اللہ الحسین بن امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہما قائم اند۔ و تجویز جیش برائے مقاتلہ اعداے دین از یزیدیان می نمایند۔ الخ۔ والحمد للہ علی ذلک۔

بعد در آخر ہمین شب قبل طلوع فجر یکے از مشائخ را کہ شیخ محمد طاہر نام داشت و حاج الحرمین بود وغیرہ وغیرہ مے بینم کہ در خلوت کہ در دہلی داشتہ ہست۔ قدرے بیماری وارد۔ من بقصد

عیادت بخدمت او در آمدہ ام الخ۔ پس بیدار شدم۔ و بنماز فجر بحرم شریف حاضر شدم۔
والحمد للہ و الصلوٰۃ و السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحبہ اجمعین۔
وکانت ہذہ الواقعات لیلۃ الحادی والعشرین من ذی الحجۃ الحرام من السنۃ المذکورۃ بسوق اللیل
فی جوار مولد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ یعنی یہ واقعات بشب ۲۱ ذی الحجہ سنہ ۹۹۸ ہجری
بمحلہ سوق اللیل کہ جو نزدیک مکان مولد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہے وقوع مین آئی۔

ذکر مکتوبات شریف

سوائے تصنیفات نثر و نظم جو مکتوبات حضرت کے دیکھنے مین آئے تو عجب طرز تحریر
اونکا پایا۔ کہ آغاز نامہ مین نہ القاب ہے اور نہ نام مکتوب الیہ کا۔ غالباً لفافہ پر لکھا جاتا
کتاب مجموعہ مکتوبات شریف کے اول حصہ مین منجملہ چالیس رسائل کے چوبیس مکتوب
باسماے ذیل ہین۔

نمبر	نام مکتوب الیہ	تعداد مکتوب	کیفیت
۱	حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ	۷ قطعہ	
۲	شیخ عبد اللہ نیازی رحمۃ اللہ علیہ	۱ قطعہ	
۳	نواب خانخانان سپہ سالار	۵ قطعہ	
۴	رکن السلطنت نواب سید فرید مرتضےٰ خان	۷ قطعہ	
۵	شیخ ابو الخیر مبارک	۱ قطعہ	
۶	ملک الشعرا و مشیر سلطنت شیخ ابو الفیض فیضی	۱ قطعہ	
۷	شیخ اسمعیل	۱ قطعہ	
۸	شیخ نور الحق فرزند کلان حضرت شیخ علیہ الرحمۃ	۱ قطعہ	

کسی مین بہی خطوط مین حضرت خواجہ صاحب یا شیخ صاحب یا جناب نواب صاحب نہین ہے، چنانچہ جس طریقہ سے کہ ان صاحبون کے نام خطوط لکھے گئے منجملہ اونکے صرف ایک یا دو دو رسائل کا عنوان مع کسی قدر مضمون ابتدائی بطور نمونہ کے لکھتا ہون مثلاً سات قطعہ بخدمت حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ تحریر کیے اونمین سے اول اور سوم کا عنوان اور آغاز مضمون یہ ہے۔ دوم کو اسواسطے چھوڑ دیا کہ وہ بالکل عربی مین ہے۔

خط اول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱ المکاتیب

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ ہداۃ طریق الحق ومحیی دین اللہ شخصی آمد و رقعہ از انجناب بجانب این ذرہ حقیر آورد۔ ومرا از ان تعجب روے نمود۔ از دو وجہ یکے آنکہ باوجود آن مشغولی وحالت سکوت حضور کہ عنایت حق جل وعلا نصیب ایشان گردانیدہ است چگونہ التفات باین عالم آوردہ اند عجب تر آنکہ۔ الخ۔ اما چون ایشان را باین وادی آوردہ اند بیشک درینجا سرّے خواہد بود۔ یکے از اوصاف صادقان راہ آنست۔ کہ تفید لکل مستفید وتستفید کل مفید۔ فقرہ ثانی اگر مصدوق این بندہ است کلمہ اولے مصداق حال ایشان خواہد بود۔ **بیت** یقین میدان کہ شیران شکاری ❊ درین رہ خواستند از موریاری الخ۔ تا ۵ صفحہ۔

خط سوم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۳ المکاتیب

شیخ امام اجل عارف باللہ علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ تبیین الطریق میفرمایند۔ کہ طریق موصل الی اللہ تعالے عبادت است۔ چنانچہ ناطق ہست بدان قرآن عظیم۔ ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم۔ الخ۔ تا ۳ صفحہ۔ باقی پانچ خطوط کا عنوان مطابق خط سوم ہے

بشیخ عبد اللہ نیازی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۸ المکاتیب

الحمد للہ رب العالمین۔ مکتوب مرغوب نصیحت اسلوب رسید۔ وبمطالعہ آن مشرف شد۔

وازنصائح آن وفوائد کتاب مرآت الصفا کہ مصحوب مکتوب ارسال داشتہ بودند۔ بہرہ مند مستفید گشت۔ وبرنعمت پروردگار کریم جل جلالہ وظیفہ شکرگزاری بجاآوردہ تا صفحہ ۵
نواب خانخانان کے نام پانچ قطعہ ہین۔ اونمین سے خط اول کا یہ عنوان ہے۔ اور باقی چار خط کا بہی یہی عنوان ہے۔

بنواب خانخانان لاآلہ الااللہ محمدؐ رسول اللہ ۱۲ المکاتیب

انوار توفیق ابد۔ واسرار تحقیق ازل۔ شامل احوال سعادت مآل۔ حاصل اوقات بابرکات باد آمین۔ ہرچند خواست کہ بعد از عرض دعا حرفے از حکایت این راہ بگوید۔ وسخنے از سلوک این طریق بنویسد۔ الخ۔ تا ۳ صفحہ۔
نواب سید فرید مرتضی خان کے نام سات رسائل ہین۔ اول باین عنوان وتمہید ہے۔

بنواب مرتضے خان لاآلہ الااللہ محمدؐ رسول اللہ ۱۳ المکاتیب

طلب باید وانتظار بطلب وانتظار۔ بہوس وآرزو مطلوب نتوان رسید۔ الخ۔
دوسرا در واقعہ رحلت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ براے اطلاع وآگہی نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ انکے پاس بہیجا گیا۔

ایضاً لاآلہ الااللہ محمدؐ رسول اللہ ۱۷ المکاتیب

بسحان الملک الحی الذی لایموت ولایفوت غبار محنت وکدورتے کہ از ہیجان این واقعہ عظیمہ وداہیہ شدیدہ بر صفحات خواطر خلائق نشستہ وحیرتے ووحشتے کہ از یکبار واقع شدن این حادثہ روے دادہ از حیطہ تقریر وتحریر بیرونست چہ توان کرد سنت الٰہی برین جاریست تا بود چنین بود۔ چہ شاہ وچہ گدا۔ ہمہ را این راہ است۔ شعر

وآنکہ پایندہ و باقیست خدا خواہد بوُد		ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بوُد

حق جل و علا بدولت و شوکت این پادشاہ گردون شکوہ قوی دولت جوان بخت (مراد از ابو الحق محمد جہانگیر بادشاہ سے ہے) ابد اللہ جلالہ و خلد فی مراضیہ ملکہ و اجبالہ تمامۂ برایا را از خاص و عام خصوصاً زمرۂ اسلام در کنف امن و امان و سایۂ عدل و احسان از جمیع آفات و مکروہات محفوظ و مصون داراد۔ اللّٰھم اصلح الانام والامۃ والراعی والرعیۃ والف قلوبھم فی الخیرات۔ این دعا از عظماے مشائخ قدس اللہ اسرارہم مرویست مداومت بران مثمر سعادت دنیا و آخرت و باعث امن و امان ظاہر و باطن است۔

دیگر این دعا۔ اللّٰھم اصلح امۃ محمدؐ۔ اللّٰھم ارحم امۃ محمدؐ۔ اللّٰھم اغفر لامۃ محمدؐ۔

گفتہ اند کہ ہر کہ بران دوام نماید۔ در مرتبہ بپایۂ ابدال نشیند۔ واللہ الموفق۔ تا ۶ صفحہ۔

بشیخ ابو الخیر مبارک لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ نمبر ۱۵ المکاتیب

اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفاً و شیبۃ یخلق ما یشاء وھو العلیم القدیر۔ آدمی زاد را بعد از طے ادوار و اطوار خلق (مانند[۱۲]) طفلگی و حبیشی از ابتداء بروز و ظہور صورت عنصری وے در عالم کون و فساد (حرکت[۱۲]) سہ درجہ است۔ خردی و جوانی و پیری۔ الخ۔ تا ۳ صفحہ۔

بشیخ ابو الفیض فیضی لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ نمبر ۲۰ المکاتیب

ایام ربیع است طبائع روے بانتعاش نہادہ۔ و مواد طبیعی در آمدہ۔ و مردم را ہواے باغ و سیر صحرا در سر افتادہ۔ و بواعث محرکات صحبت و عشرت بہم رسیدہ گوارا باد۔ و مہنا باد۔ این عیش و این صحبت مر عیش مندان را و صحبت طلبان را (مبارک[۱۲]) الخ۔ بقدر ۱۰ صفحہ۔

بشیخ اسمعیل لاآله الا اللہ محمد رسول اللہ ۲۳ المکاتیب

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ۔ وما نزل من الحق۔ الآن وقت آنست کہ عنان عزیمت بصوب غریب خانہ کہ آنرا بعرف وطن مالوف خوانند بگردانند۔ وخاطر ازاوہام وخیالات فارغ سازند۔ وتوہم مضار اشرار نعوذ باللہ منہا۔ وتوقع منافع اخیار را بتقدیر وارادت پروردگار عز اسمہ بگذرانند۔ الخ۔ تا دو صفحہ۔

بشیخ نور الحق لاآله الا اللہ محمد رسول اللہ ۳۹ المکاتیب

اللہم صغر الدنیا باعیننا وعظم جلالک فی قلوبنا۔ برتو بادا اے فرزند دلبند تصور عظمت وکبریائی حق کہ ہیچ چیز عظیم تر وکبیر تر از ذات وے تعالے نیست۔ وہو العلی العظیم۔ آدمی چون نظر بر ماہیت امکانی خود بیندازد۔ چندان احتیاج نیستی خود دریابد۔ کہ در نظر ادراک متلاشی ومعدوم گردد۔ وخود را ہیچ در نیابد۔ الخ۔ زائد از ۳ صفحہ۔

بعد چالیس مکتوبات فصل اول کے فصل دوم مین بہ نسبت اٹھائیس ۲۸ رسائل یہ طرز تحریر مختصر ہے کا ہے

بشاہ ابو المعالی قدس سرہٗ اللہ ورسولہ ۲۶ المکاتیب

بارہا سینہ جوش زند۔ ودل خروش کند۔ تا از احوال درون چیزے برون افگند۔ وکیفیت احوال کہ نتوان گفت بگوید۔ ساعتی بگذرد۔ کہ شغلے دیگر پیش آید وحال بگردد۔ وآن جوش وخروش فرونشیند۔ الخ۔ تا ۶ صفحہ۔

بشیخ نور الحق فرزند کلان خود اللہ ورسولہ ۶۴ المکاتیب

خود را بحیلہ پیش تو خاموش کردہ ایم		از ما مپرس درد دل ما کہ یک زمان

فرزند سعادتمند ... پیوند - نور دیدهٔ دانش و بینش نور الحق - از جمیع آفات ظاهر و باطن
محفوظ باد - و بر ... که بحضرت حق رساند - و از صحبت اغیار دور دارد توفیق باد
اے فرزند بعد آمدن این سفر - الخ - انتہا آٹھہ صفحہ -

انتباہ - منجملہ اڑسٹھہ مکتوبات کے اس ایک مکتوب مین حضرت شیخ نے نام
مکتوب الیہ کا لکھا ہے - دو ایک خط موسومۂ صاحبزادگان کہ جو علاوہ ان اڑسٹھہ کے
ہین - اور بعد طبع ہو جانے اس کتاب کے خاص دستخطی حضرت شیخ دستیاب ہوے
کہ وہ بھی [illegible] کے آخر کتاب مین شامل کیے گئے - آیندہ اپنے محل متعلقہ پر
لکھے جاینگے - اب ایک جواب خط مرسلہ کسی بزرگوار نامعلوم الاسم کا دربارۂ مرض
طاعون حضرت شیخ نے لکھا اور اوسکا نام تسلیۃ السائل بین المسائل رکھا - بنظر مناسب
تحریر کرتا ہون - کہ جو مدت چار سال یعنی ۱۳۱۵ھ ہجری مطابق ۱۸۹۸ء سے ہندوستان
و نیز دیگر ممالک مین پہیلا ہوا ہے - اور وہ کسی تدبیر سے رفع نہین ہوتا -

اللہ و رسولہ

۶۶ المکاتیب

مکتوب شریف رسید - و احوال معلوم شد - و بر سلامت احوال حق شکر گزاری بجا
آورده شد - الحمد للہ علی کل حال - حال آنکه درباب گریختن از طاعون نوشته اند -
حکم درین باب آنست - از آنجا که دران طاعون افتاده نگریزند - و بآنجا که هست نروند -
کلیه نیست هیچکس را دران خلافے نیست - و در احادیث صحاح ازان نهی واقع شده -
پس ارتکاب آن معصیت باشد - و ازان که در حدیث صحیح از عائشه رضی اللہ عنها واقع
شده است - که آنرا تشبیه بفرار از زحف داده اند ظاهر میشود که گناه کبیره است - واگر
اعتقاد میکند و جزم آرد - که اگر میگریزد نجات مییابد - واگر میباشد هلاک میشود - کافر گردد -
باید دانست که مراد بطاعون درینجا وباست - و مرض عام و مرگ عام - در احادیث
ذکر همه اقسام شده است - و طاعون و وبا یکے است - و در قاموس درباب النون گفته

کہ (الطاعون الوبا) ودر باب ہمزہ گفتہ (الوباء الطاعون) وکل مرض عام وکذا فی الصحاح وسائر کتب اللغۃ۔ یعنی مراد در احادیث ازینجا کہ نہی از طاعون واقع شدہ است وباے مرض عام است۔ واطبا طاعون را تفسیر کردہ اند۔ بمادۂ سمیہ کہ پیدا می آرد۔ ورم را در زیر بغل وگوشہا وجاہاے نرم۔ وسبب آن ورم مادۂ ردی است۔ کہ مستحیل میگردد بجوہر سمی کہ پیدا میگردد از ہیجان دم والضباب۔ الی آخر ما قال الاطباء۔

ودر نہایۂ جزری گفتہ (کہ الطاعون مرض عام یحدث من فساد الہواء) پوشیدہ نماند کہ اگر فساد ہوا بودے ہرگز از روے زمین منقطع نگشتے وتمام بدن گرفتے۔ ومخصوص بموضع در بدن نبودے۔ چہ دریک ولایت ویک شہر ویک محلہ ویک خانہ۔ باوجود عدم معالجہ وتدبیر بعضے سلامت می مانند۔ وبعضی ہلاک میشوند۔ وفساد ہوا مشترک است بیان ہمہ وگاہ پیدا میشود در بلادے کہ ازاصح است ہواے آن۔ واطیب است ماء آن چہ در ہیچ زمانے بعضے بلاد از فساد خالی نبود۔ وگاہے جماعہ را عارض میگردد کہ مزاج آنہا صحیح است از دیگران باہلہ وجود آن در تحت ضابطہ قیاس درنمی آید۔ پس حق آنست کہ گویند بمحض قدرت قادر است وعذابیست کہ بر بندگان خود براے ابتلا وامتحان میفرستد۔ تا صبر کنند وامتثال امر نمایند۔ یا بی صبری نمایند ومعصیت ورزند۔ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (یعنی پیدا کیا موت اور زندگی کو تاکہ آزماوے تمکو کہ کونسا تم مین سے نیک عمل کرنے والا ہے) چنانکہ در حدیث آمدہ۔ الطاعون رجز ارسل علی طائفۃ من بنی اسرائیل او علی من کان قبلکم فاذا سمعتم فلا یدخلوا علیہ واذا وقع بارض وانتم فیہا فلا تخرجوا منہا فراراً منہ۔ (یعنی طاعون عذاب ہے بہیجا گیا اوپر ایک طائفہ بنی اسرائیل کے اور اوپر اونکے کہ جو پہلے تھے تم سے پس جسوقت سنو تم اوسکو پس نہ داخل ہو وہانپر۔ اور جب اوس زمین پر واقع ہو کہ جہان تم رہتے ہو۔ پس نہ نکلو وہان سے بہاگ کر) ونیز بقول وے سبحانہ تعالے۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ (یعنی نڈالو اپنے ہاتہون سے اپنے تئین طرف ہلاکت کے) واین عام است

مرجع مواقع تہلکہ را و شک نیست کہ ایستادن مواقع طاعون سبب القائی نفس در تہلکہ ہست الخ تا صفحہ
ما حصل اس سب تحریر بالا کا یہ ہے۔ کہ طاعون کوئی خاص مرض نہین ہے۔ بلکہ داخل وبا ہے
اور وبا منجملہ عذابہائے الٰہی ہے۔ جو وہ اپنے بندگان گنہگار پر بھیجتا ہے۔ کہ کچھ علاج
اوسکے دفع و انسداد کا تدابیر انسانی نہین ہے۔ بجز اسکے کہ حق سبحانہ تعالیٰ ہی اپنی رحمت سے
ہم معصیت شعاروں کو نجات بخشے اور اس بلا کو دور و مسدود فرماوے چنانچہ گورنمنٹ
انگریزی اس مدت مین بہت کچھ تدابیر اسکے دفع اور انسداد کی بصرف زر کثیر و محنت و تندہی
تمام عمل مین لائی لیکن کچھ کارآمد نہین ہوئی۔ بلکہ اسکو روزافزون پایا۔ بدین نظر اب اوسکے
علاج اور معالجہ سے دست کش ہوئی۔ اور صرف احتیاط بالائی مثل صفائی وغیرہ
برائے نام باقی رکھی۔

اس تحریر سے چند روز بعد ایک مضمون دربارہ طاعون اخبار امرتسر مطبوعہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء
مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ مین مطابق تحریر بالا دیکھا گیا۔ کہ جسکو بجنسہ لکھتا ہون۔ کہ یہ بیماری
ایک عذاب الٰہی ہے۔ جیسا کہ پچھلی امتوں پر خدا کی طرف سے انکی نافرمانی کی وجہ سے
نازل ہوتا رہا ہے چونکہ دنیا مین گناہ کثرت سے ہوتے ہین۔ اسلیے اسکا تمام دنیا مین
پھیلنے کا احتمال قوی ہے امید ہے کہ اگر اب بھی ہم لوگ سچے دل سے توبہ کرکے
پچھلے گناہوں سے معافی مانگین اور آیندہ نیکی کا رستہ اختیار کرین اور خدا و رسول کی
پیروی کرین۔ تو جسطرح خداوند تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر آیا ہوا
عذاب اپنی غفور الرحیمی کی وجہ سے ٹال دیا (حالانکہ حضرت یونس علیہ السلام سے
وعدہ بھی ہوچکا تھا) اب بھی خداوند کریم غفور رحیم اپنا رحم کرکے اس بلا کو دور کردے

ذکر اوراد حضرت

اوراد و وظائف روزانہ حضرت کا با اوقات نماز پنجگانہ۔ و تہجد۔ و اشراق۔ و چاشت۔
وغیرہ وغیرہ ایک رسالہ ہے۔ کہ جنکو حضرت اوقات معینہ پر بے تکلف پڑھتے تھے

کہ جو مجہسے پڑہنے والے اور سرشتہ داری فوجداری وکلکٹری وکمشنری کیے ہوئے
اٹہائیس سالہ سے دوپہر سے کم نہ پڑہا جاوے۔

بیان راقم

مین حیران ہون کہ وہ کون اوقات ہوتے تہے۔ کہ جنمین نوبت تصانیف اسقدر کتب کی
ہوتی تہی۔ اور تعلیم علم ظاہری وباطنی طالبان کو کیجاتی تہی۔ اور وعظ و تلقین عام طور پر ہوتا تہا
اور شب خیزی وعبادت خاص عمل مین آتی تہی۔ اور ضروریات لازمی و دنیوی انجام
پاتی تہین۔ میرے نزدیک سوائے اِسکے اور کچہ سمجہ مین نہین آتا کہ یہ سب حضرت کی
کرامت ہے۔

ورنہ صرف مستعدی اور ذہانت اور قوت حافظہ وفضیلت علمی سے رونما ہونا ان
مہمات کا ممکن نہین۔ اور یہ حضرت پر ہی منحصر نہین۔ جنسے ایسے امور وقوع مین آوین
وہ بیشک داخل کرامت ہین۔ اور کرامتین حضرت کی ظاہر طور پر بہی اِس روایت سے
مبرہن ہین۔ کہ جو نہایت صحیح ہین۔

روایت

نورجہان بیگم نے کسی ضرورت خاص سے حضرت کو طلب کیا۔ آپنے فرمایا کہ فقیر کے
آنے کا بادشاہی محلون مین یا بیگمات کے پاس کچہ کام نہین ہے۔ فقیر کے لائق جو امر ہو
کہلا بہیجیے۔ کہ اوسکے انجام مین حتے الامکان دریغ نہوگا۔ اسپر وہ بہت ناراض ہوئی
اور درپے مضرت وایذارسانی وہلاکت حضرت کی خفیہ طور پر رہی۔

بدفعۂ اول۔ چورون کو واسطے چرالانے مال حضرت کے بہیجا۔ اونہون نے
واپس جا کر کہا کہ وہان سوائے بوریہ کے (کہ جسپر آپ بیٹہکر شب کو مشغول بعبادت
رہتے ہین) اور ایک مٹی کی بدہنی کے (کہ جسمین پانی بہرا ہوا آپکے پاس رکہا ہے)

اور کچھہ نہین ہے۔ کہا کہ اوسی بدہنی کو چھوڑ لاؤ۔ غرض تکلیف رسانی سے ہے۔ اگلے روز
چور نے آکر بدہنی کو اوٹھانا چاہا۔ تو ہاتہ اوسکا بدہنی سے پیوستہ ہو گیا۔ نہ بدہنی زمین سے
علحدہ ہوئی نہ اسکا ہاتہ بدہنی سے چھوٹ سکا۔ صبح کو جب حضرت نے اوسپر نظر ڈالی۔
اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ اوسنے یہ سب حال بکمال معذرت ظاہر کیا۔ فرمایا کہ جاؤ۔
وہ چلا گیا۔

بدفعہ دوم۔ جلاد واسطے قتل کرنے آپکے بہیجا۔ جب اوسنے تلوار کہینچکر ہاتہ اپنا
سر کے اوپر سے نیچے اوتارنا چاہا تو نہ اوتر سکا۔ اور اپنا ہٹنا چاہا تو پاؤن اوسکے زمین
ایسے جم گئے تہے کہ نہ ہٹ سکا صبح تک اوسی حالت سے کہڑا رہا۔ فجر کو حضرت نے
اوسے دیکہکر پوچہا کہ کون ہے۔ تو اوسنے وہی کہا۔

بدفعہ سوم۔ پیام دعوت بہیجا حضرت نے رد دعوت خلاف طریقہ سنت تصور
فرماکر قبول کرلی۔ شب کو مع چند رفقا گئے۔ اوسنے ہر ایک طعام مین زہر ملوادیا تہا
اور وہ کہانا آپ کے سامنے آنے لگا۔ کوئی قاب دسترخوان پر نہین ٹہرتی تہی۔
اوپر کی طرف اوڑجاتی تہی۔ بیگم کہڑکی سے یہ سب حال دیکہتی تہی۔ تو ایما واسطے لانے
طعام بلا زہر آلود کے کیا۔ وہ جب آیا دسترخوان پر ٹہر گیا۔ اور آپ نے تناول فرمایا
یہ خبر اوسیوقت بادشاہ کو پہونچی کہ وہ فوراً آئے۔ اور بیگم کو سخت وسست کہا۔
اور حضرت سے اوسکے قصور کی معافی چاہی۔ آپنے فرمایا کہ فقیر کو حرکات بیگم سے کچھ
مضرت نہین پہونچی ہے۔ کہ جو قصور بیگم کا سمجھا جاوے۔ لیکن بسبب فرمودہ آپکے
لفظ معافی بہی کہا جاتا ہے۔

ذکر ملنے جاگیر کا

بعد در گذر ہونے اس قصہ کے بادشاہ نے نذر کرنا ایک موضع کا چاہا حضرت نے

فرمایا کہ فقیر کو حاجت گاؤن کی نہین ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ فی الواقع آپکو کچہ پروا نہین لیکن یہ واسطے مدد معاش آپکے فرزندون کے دیا جاتا ہے۔ تب بہی آپ نے عذر کیا۔ مگر بادشاہ نے اصرار کہا کہ اسکو فرزندون کے لئے ضرور منظور فرماوین۔ تو آپنے بنظر مصلحت وقت قبول فرمایا۔ چنانچہ جو فرمان شاہی عطا ہوا اوسمین بہی لکہا گیا کہ یہ موضع واسطے مدد معاش فرزندان حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے لیے دیا گیا۔ نام اس گاؤن کا (بکروالا) ہے۔ دہلی سے نو کوس بگوشہ غرب و جنوب قریب سڑک پختہ روندہ منڈوی بہوانی کے واقع ہے۔ رقبہ اوسکا سات ہزار چہ سو بگیہ خام ہے اور اڑتیس۳۸ چاہات پختہ واقع ہین۔ جمع اسکی اوسوقت کثیر تہی چنانچہ بس تمیز میرے آمدنی سالانہ اپنی حصہ ششم کی از روئے بٹائی کے (کہ جو بٹائی نصف لٹائی مشہور ہے) ایک الــ ہزار روپیہ کی ہوتی تہی۔ لیکن اب بموجب بندوبست انگریزی قریب دو ہزار ۲۰۰۰ روپیہ کے رکہی ہے۔ تقسیم اسکی مدت سے چہتیس ۳۶ چاہ پر باسترضائے باہمی چہ حصص پر ہے یعنی ہر حصہ مین چہ چاہ اور اراضی دو چاہ کی شاملاتی ہر شش حصہ داران ہے۔ انہین دونون چاہ سے آبنوشی بہی سکنائے دیہ کی ہوتی ہے یہ گاؤن ابتک ہم لوگون یعنی اولاد در اولاد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے قبض و تصرف مین چلا آتا ہے۔ اور بہت کچہ انقلاب ہوئے اور دیہات معافی گرد و نواح اسکے ضبط ہوئے مگر یہ بدستور محفوظ رہا ہے۔ سو یہ امر بہی داخل تصرف کرامت حضرت ہے۔

ذکر رسالہ وصیت

یہ رسالہ مولفہ حضرت اگرچہ ملقب بوصیت نامہ ہے لیکن ہمین بعض مضمون ایسے درج ہین کہ جو ظاہر اً وصیت سے تعلق نہین رکہتے مثلاً آپ لکہتے ہین (کہ بعد انقضائے مدت مذکورہ (یعنی قیام مکہ معظمہ کے) شیخ عبدالوہاب متقی قطب مکہ معظمہ بحسب بشارت حضرت

خاتم الرسالۃ بامن فرمودند کہ بدہلی واپس باید رفت - زیرا کہ دہلی بفراق شما نالان ست) یا جیسے کہ آپ نے حالات اپنے مرید ہونے کے بزرگواران ممدوحہ بالا سے درج فرمائے - یہ شاید اس سبب سے ہون - کہ اگر کبھی ہماری اولاد در اولاد کو اتفاق ملازمت اون بزرگوارون کی اولاد در اولاد سے ہو - تو تعظیم و تکریم اونسے پیش آوین اور تواضع و مدارات اونکی بخوبی بجالاوین - سوائے اسکے اور کچھ سمجھ مین نہین آتا - واللہ اعلم
اور لکھا جانا اس رسالہ کا کسی ایک وقت خاص مین پایا نہین جاتا - بلکہ بلحاظ اسکے مضامین کے آغاز اس کا بعد حصول علم یا بزمانہ قصد روانگی مکہ معظمہ معلوم ہوتا ہے اور اوسوقت سے تا آخر حیات وقتاً فوقتاً اسکا لکھنا جاری رہا - چنانچہ صراحت اسکی آیندہ کی جاویگی -

ذکر وصیت نسبت ذات خود

اولاً صرف این قدر نوشتند کہ دعا و تمنائے فقیر از درگاہ آلہی است - اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ (ترجمہ - آلہی نصیب ہو مجھے شہادت تیری راہ مین - اور ہو موت میری تیرے رسول کے شہر مین) اگر این دعا قبول افتاد ہیچ حاجت بوصیت نیست - واگر درینجا اجل رسید بالائے حوض شمسی کہ جائے پاکان و مغفوران است دفن کنند -
اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وصیت قبل از نہضت مکہ معظمہ سے ہے -

ذکر وصیت آیندہ

آگے اِس سے چند اوراق کے بعد یہ لکھا ہے - کہ قبر وسیع بکنند - تجاوز از حد اعتدال و درون قبر گنج نکنند - و دیوارہائے او بخشت خام برآرند - و بدیوار بالین طاق بسازند

وشجرۂ پیران دران نهند۔ واین دو بیت عربی واین رباعی فارسی واین کلمات عربی (یعنی جو زیر کفن حضرت شیخ سیف الدین مغفور والد ماجد آپکے۔ آپنے حسب وصیت فرمائے اونکے کاغذ پر لکھکر رکھے تھے۔ کہ اونکا یہان مکرر لکھنا ضرور نہین۔ طالب کو بتذکرہ حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھہ لینا چاہیے) جلی ونمایان نوشتہ بر دیوار یمین ویسار قبر بچسپانند۔ کہ والدین فقیر بنوشتن این سہ چیز وصیت کردہ بودند واگر مصلحت دانند لوحے قائم کنند۔ کہ درو تاریخ ولادت وفوت با برخے از احوال تحصیل وسفر واوقات آنرا باختصار نوشتہ بکنند۔

ونماز (جنازہ) فقیر فرزند عزیز نور الحق (یعنی پسر اول) کند۔ واگر این حاضر نباشد۔ فرزند محمد ہاشم (یعنی پسر سوم) واگر این ہم حاضر نباشد فرزند علی محمد (یعنی پسر دوم) کند۔ یا یکے از فقرائے صالحین۔ کہ ایشان ادعیہ را خوب میدانند۔

بیان راقم

فقرات بالا سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ مضمون تشریف آوری مکہ معظمہ سے بہت مدت سے کے بعد بلکہ قریب زمانۂ رحلت لکھا گیا ہے۔

کیونکہ زاد المتقین مصنفہ حضرت سے واضح ہی۔ کہ جب آپ مکہ کو تشریف لیگئے۔ تو تینون صاحبزادے پیدا ہو چکے تھے اور خرد سال تھے۔ اسواسطے وصیت ابتدائی مین یہ نہین فرمایا۔ کہ ہمارے جنازے کی نماز فلان فرزند ہمارا اوس ترتیب سے پڑھے جیسا کہ اوپر لکھا ہے۔ اسلئے کہ اوسوقت بسبب کم سنی وبعلمی قابل اس تعمیل کے نہ تھے مگر جبکہ آپ مکہ معظمہ سے واپس تشریف لائے۔ اور ہر سہ صاحبزادونکو علوم ظاہری وباطنی سے بہرہ ور مستفید فرمادیا۔ تب علی قدر فضیلت ولیاقت ہر واحد کے ترتیب ادائے نماز جنازہ کی فرمائی۔

واضح ہو کہ دربارۂ تدفین خود اور بنانے قبر وغیرہ کے حضرت نے چند مضمون کہی
جسکہ خوب تصریح کے ساتھہ رسالۂ وصیت مین تحریر فرماتے ہین۔ کہ ہین نے انمین سے
یہ چند فقرے نہایت اختصار سے انتخاب کرکے وہ لکھے ہین کہ جو انجام کار وقوع مین آئے

ذکر مقبرۂ شریف

مقبرہ حضرت کا ایسا سنا گیا ہے کہ نواب مہابت خان سپہ سالار عہد شاہجہان نے
حضرت کی حیات مین کنارۂ حوض شمسی پر (کہ جہان کے واسطے وصیت تہی) بنوایا تہا۔
نواب ممدوح کو حضرت سے عقیدت مفرط تہی۔ معمار یا مہتمم نے حضرت شیخ سے جب
اطلاع کی۔ کہ حضرت مقبرہ تیار ہے۔ فرمایا کہ ہم بہی تیار ہین۔

ذکر وفات حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

چنانچہ ما بین شب ۲۱ و ۲۲ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ ہجری کو چورانوے سال اور دو ماہ کی عمر مین
آپ اس جہان فانی سے رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔ چونکہ مطابق وصیت وصیت ہذا
حضرت کے قبر پہلے سے مقبرہ کے ساتہہ بنی ہوئی تہی۔ بتاریخ ۲۲ ماہ مین جاگزین ہوئے
اور حسب وصیت شجرۂ پیران طاق دیوار بالین قبر مین رکہا گیا۔ اور ہر دو بیت عربی
و رباعی فارسی و کلمات عربی کہ جنکا بیان بتذکرہ حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی
ابتدا کتاب ہذا مین ہوا ہے۔ دو بیت بخط جلی و نمایان لکہکر یمین و یسار قبر کی دیوار و نیز
چسپان کیئے گئے۔ یعنی جو امور متعلقہ اندرونی قبر کے تہے وہ بخوبی تمام تکمیل پائے۔
اور واسطے تعمیل بالائی کے حضرت شیخ نور الحق آپکے فرزند کلان نے موافق ارشاد
حضرت علیہ الرحمۃ یہ عبارت واسطے کندہ ہونے لوح بالین مزار شریف کے لکہی۔
کہ اوسی وقت لوح مصالح اور چونہ سے طاقچہ گنبد مین جانب بالین مزار مرکب اور

مرتب ہوکر بہت پائدار اور بہروان حروف سے منقوش کی گئی۔ کہ اب تک اوسی
خوبی اور شان سے موجود ہے ۱۲۷۰ھ مین مولوی محمد انوار الحق نے اپنے قلم سے
اوسپر روشنائی پھیر کر زیادہ تر مجلے کردیا۔ کہ نیچے سے کھڑا ہوا آدمی تمام عبارت
بے تکلف پڑہ سکتا ہے۔

نقل عبارتِ موصوفہ

سب مجملے از احوال کرامت منوال این شیخِ وقت مقتدرائے زمان صاحب المفاخر ابو المجد
عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً آنکہ از مبادی شعور بطاعتِ حق وطلبِ علم کمر
بستہ۔ نزدیک باوانِ بلوغ اکثر علومِ دین تحصیل کرد ودرسن بست و دو سالگی از ہمہ آن
فارغ شدہ۔ وکلامِ مجید از بر گرفتہ۔ بر مسندِ افادہ نشست۔ وہم در عنفوان جوانی جاذبۂ آلہی
در رسید۔ بیکبار دل از یار و دیار برکندہ متوجہ حرمین محترمین گشت۔ مدتے مدید بآن
مقامات شریفہ اقامت ورزیدہ باقطابِ زمان واولیائے کبار صحبتہا داشتہ
بودائع ارجمند ورخصت ارشاد طالبان اختصاص یافت۔ وعلاوۂ آن تکمیل فنِ حدیث
نمودہ بابرکات فراوان بموطن مالوف مراجعت فرمود۔ ومدت پنجاہ و دو سال بجمعیت
ظاہر وباطن تمکن یافتہ تکمیل فرزندان وطالبان بجا آورد۔ ونشر علوم سیما علم شریف
حدیث پرداختہ بنہجیکہ در دیار عجم احدے راز علمائے متقدمین ومتاخرین دست
ندادہ است۔ ممتاز ومستثنے گردید۔ ودر فنون علمیہ خاصۃً فنِ حدیث کتب معتبرہ تصنیف
کرد چنانچہ علمائے زمان اعتنا بآن ورزیدہ دستور العمل خود دارند۔ واہل دانش
از خواص وعوام بجان خریداری می نمایند۔ تصانیف این فیاضِ والاگہر از صغیر وکبیر
بصد مجلد وبحسب شمار ابیات بپانصد ہزار رسیدہ است۔
در محرم ۹۵۸ھ این نور اتم پرتو ظہور بعالم عنصری داد۔ ودر سنہ ۱۰۲۱ھ بتمام آگہی وکشادہ پیشانی

بعالم قدس خرامید۔ تاریخ ولادت شیخ اولیا (۹۵۸)۔ و تاریخ رحلت فخر عالم است (۱۰۲۱)۔

(بعہد شاہجہان بادشاہ)

نسبت تسلیم چہار الفاظ مندرجہ عبارت بالا یعنی عنفوان جوانی و مدتے مدید و تصنیف مجلد و پانصد ہزار ابیات کے مجھکو جائے کلام ہے۔ کہ یہ مطابق واقعہ کے نہین ہین چنانچہ واسطے اثبات اس اپنے قول کے دلائل ذیل ترتیباً پیش کرتا ہون۔

اول یہ جو لکھا ہے (در عنفوان جوانی جاذبہ الٰہی در رسید۔ بیکبار دل از یار و دیار برکندہ متوجہ حرمین محترمین گشت) اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ بفور پہونچنے جاذبہ الٰہی کے حضرت شیخ اجل علیہ الرحمۃ عنفوان جوانی مین تشریف فرمائے حرمین شریفین ہوگئے۔ سو اس لفظ کی نسبت حضرت شیخ فہرس التوالیف مین اسطرح پر تحریر فرماتے ہین (در عنفوان جوانی کہ اوان نشو و نما و کامرانی است اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کردہ۔ و تکمیل نمودہ۔ و بعد از تحصیل و استفادہ بدرس و افادہ مشغول شد) بعدہ بحفظ قرآن مجید مشرف شدہ۔ زان بعد بجاذبہ غیبی ترک یار و مفارقت اہل و عیال گفتہ۔ روے بہ بیت رب العالمین و درگاہ سید المرسلین آوردہ۔

اس مقام پر تو حضرت نے زمانہ پہونچنے جاذبہ غیبی کا نہین لکھا۔ مگر کتاب زاد المتقین مین تحریر فرمایا ہے۔ کہ در سنہ ۹۹۶ھ ست و تسعین و تسع مائۃ یعنی نوسو چہیانوے ہجری مین جاذبہ از غیب در رسید۔ و بجز عزیمت سفر حرمین محترمین و اداے مناسک حج راہے ننمود۔ الخ۔ چنانچہ آپ روانہ مکہ معظمہ ہوگئے چونکہ پیدائش آپکی بماہ محرم سنہ ۹۵۸ھ ہوئی۔ تو سنہ ۹۹۵ھ نوسو پچانوے کے آخر تک اڑتیس سال کی عمر حضرت کی ہوگی۔ اور سنہ ۹۹۶ھ مین بروقت پہونچنے جاذبہ الٰہی کے عمر شریف کا اونتالیسوان سال تہا۔ اور تینون صاحبزادے حضرت کے پیدا ہوچکے تہے۔ کہ ہنگام پہونچنے مکہ معظمہ کے آپ نے

حال اہل وعیال اپنے کا حضرت شیخ عبدالوہاب متقی سے کہا تہا۔ اور اوس ۹۹۶ھ بعد دو سال کے آپ سے فرمایا۔ کہ اکنون عزیمت ہندوستان بکنید وبخانہ خود بروید۔ کہ والدہ وفرزندان شما بسیار پریشان حال وبجانب شما نگران خواہند بود تو اوسوقت عنفوان جوانی کہان تہا۔ بلکہ عنفوان پیری تہا۔ چونکہ ربط لفظ عنفوان کا جوانی کے ساتہ رکہا گیا ہے۔ اسلیئے بجاے لفظ پیری عنفوان کے آگے لفظ جوانی سہواً رقم ہوجانا معلوم ہوتا ہے۔

دوم یہ جو قلمی ہے۔ (مدتے مدید بآن مقامات شریفہ اقامت ورزیدہ بموطن مالوف مراجعت فرمود۔ وبمدت پنجاہ ودو سال تمکن یافتہ به ۱۰۵۲ھ ایک ہزار باون بعالم قدس خرامید) اسکی نسبت مین اوپر اس سے بطور روزنامچہ کے مفصلاً وتوضیحاً لکہہ چکا ہون۔ کہ یہ سفر آمد ورفت حضرت ممدوح کا مع اقامت مقامات شریفہ وہان کے چہار سال سے زیادہ ہرگز نہین ہوا یعنی آغاز ۹۹۶ھ نوسو چہیانوے مین آپ تشریف لے گئے۔ اور آخر ۹۹۹ھ مین واپس بموطن مالوفہ پہونچ گئے۔ تو لفظ مدتے مدید چہار سال کے واسطے موزون نہین ہے۔ کیونکہ لغت مین مدّ کے معنے ہین کشیدن اور مدید بصیغہ مفعول بمعنی کشیدہ شدہ یعنی دراز۔ پس مدتے مدید کو عرفی معنی پر (کہ تیس چالیس برس یا پچاس ساٹہہ برس سمجہے جاتے ہین) اس جگہ پر قائم رکہا جاوے۔ اور حضرت شیخ کا قیام مکہ معظمہ مین بلحاظ اس لفظ کے تا مدت دراز یعنی زائد از چہار سال قرار دیا جاوے۔ تو بعد واپس آنے حضرت کے مدت باون سال ۵۲ ومانی کی ہوئی۔ تو اسی تفصیل سے اوسکی میزان برابر آسکتی ہے۔ کہ شروع سنہ ۹۵۸ھ نوسو اٹھاون یعنی روز پیدائش سے تا آغاز سنہ ۹۹۶ھ نوسو چہیانوے یعنی اڑتیس ۳۸ سال دہلی مین رہے ہے۔ اور ۹۹۶ھ نوسو چہیانوے سے تا آخر سنہ ۹۹۹ھ

یعنی تخمیناً چہار سال اِس سفر مبارک مین گذرے۔ اور ۱۰۰۰ھ سے تا اوائل ۱۰۵۲ھ
ایکہزار باون یعنی باون سال اقامت گزین دہلی رہے کہ جسکا مجموعہ چورانوے
سال ہوا۔ اور دو مہینہ کی کسرات آمد و رفت مین سمجھنے چاہئین۔
ہان اگر بخلاف خیال و استعمال زمانۂ حال کے اتنی مدت قلیل یعنی چہار سالہ بھی
اوس زمانہ کے محاورہ مین بلفظ مدتے مدید مستعمل ہوتی ہو تو کچھ جاے کلام نہین ہے۔

سوم

یہ جو رقم ہے (کہ تصانیف اِین فیاض والاگہر از صغیر و کبیر بصد مجلد و بحسب شمار
ابیات بپانصد ہزار رسیدہ است) سو تحریر تعداد ابیات سے معلوم ہوتا ہے کہ
یہ تعداد تصانیف صرف مندرجۂ فہرس التوالیف کی قائم کی گئی ہے۔
اور جو تصانیف کہ بعد فہرست موصوفہ ہوئین وہ قلم انداز کی گئین۔ لہذا مین نسبت
تعداد انہین کتابون کے گزارش کرتا ہون۔ کہ اگر اڑتالیس کتاب جداگانہ
مندرجۂ فہرست اول۔ اور اڑسٹھہ عدد المکاتیب والرسائل مندرجۂ فہرست دوم
(کہ یہ دونون فہرست یکے بعد دیگرے مندرج فہرس التوالیف ہین) شمار مین
آوین تو ایک سو سولہ جلد ہوتی ہین۔ بصد مجلد کسیطرح نہین ہو سکتین۔
یہ لفظ (بصد مجلد) کا غالباً اِسوجہ سے لکھا گیا کہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے زیر سر
فہرست یہ تحریر فرمادیا ہے۔ این کتب و رسائل (یعنی اڑتالیس) کہ نگاشتہ آمد
از چہل متجاوز است۔ و شمار این رسائل (یعنی اڑسٹھہ) از شصت بالا۔
تو بس صرف چہل و شصت پر نظر کر کے سو جلد لکھدی گئین۔ اور لفظ متجاوز و بالا پر
خیال نہین کیا گیا۔ سواے اِسکے اور کوئی سبب لکھے جانے لفظ یکصد کا معلوم
نہین ہوتا۔ اور یہی تعداد یکصد مجلد مولفہ حضرت شیخ اجل قدس سرہ کی احسن التواریخ
مصنفۂ مولوی محمد عبد الاول جونپوری مین بھی لکھی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہونے
بھی اِسی عبارت متذکرہ بالا سے اخذ کی ہوگی۔ زیادہ اِس سہو کی نسبت لکھنا

ضرور نہین -

فائدہ - یہ مولوی محمد عبدالاول بیٹے مولوی کرامت علی مرحوم جونپوری کی ہین کہ جو ایک عالم نامی و گرامی گذرے ہین - اور جنکا فتوے مقبول علماے مکہ معظمہ ہوتا تھا - یہ فرزند اونکے بعمر پانزدہ سالہ مکہ معظمہ کو گئے - اور آٹھ برس تک وہان رہکر تحصیل علم کی کی - اور بعمر پچیس سالہ واپس آئے اب ۱۳۱۱ھ مین عمر اونکی قریب تنتیس ۳۳ سال کے ہو گی چند کتابین دینی عربی و فارسی مین تصنیف کی ہین - اور حافظ و قاری اور واعظ ہین - میلاد شریف بہت خوبی کے ساتھ پڑھتے ہین - اور اسوقت بھی امام جامع مسجد جونپور کے ہین -

اور یہ برادر خرد حافظ حاجی احمد صاحب کے ہین کہ جنکا ذکر کرامات مین مین نے کتاب رہنماے حجاج اپنے رسالہ مولفہ مین بصفحات ۳۶۳ و ۳۶۴ کیا ہے -

چہارم - رہا لفظ (یا نصد ہزار ابیات) سو یہ اوپر اس سے مد سوم مین سطے ہو گیا ہے مین نے جانا تھا کہ یہ تعداد کل تصانیف حضرت کی بابت ہے - مگر معلوم ہوا کہ یہ صرف نسبت مندرجہ فہرس التوالیف ہے - سو یہ صحیح ہے - اور مطابق نوشتہ حضرت کے ہے - جیسے کہ تعداد کتب مصنفہ مابعد فہرس التوالیف قائم نہین کی گئی - ویسی ہی تعداد ابیات بھی اونکی شمار مین نہین لائی گئی - کہ جیسا کہ نام گیارہ کتاب مولفہ مابعد فہرست موصوفہ اور اونکی تعداد ابیات کا بقدر یکصد ہزار شمار مین لایا -

پس اب یہان اتنا ہی ظاہر ہونا چاہتے ہے - کہ تعداد تصانیف مابعد فہرست موصوفہ اس عبارت مین کیون نہ تحریر نہ آئی - سو ظاہر اوجہ اسکی یہی پائی جاتی ہے کہ جس روز صدمہ قیامت خیز یعنی وفات حضرت شیخ اجل قدس سرہ واقع ہوئی اوسی روز بلحاظ وصیت لکھنا اس عبارت کا پیش آیا - کہ اوس عجلت اور رنج

والم مین اونکا خیال نہین رہا جتنی تعداد کہ از روے فہرس التوالیف پہلی سے
معلوم تہی اوتنی ہی لکہدی گئی ۔

واضح ہو کہ مین نے بچند خیال مضمون بالا متعلقہ ان ہر چہار الفاظ کے لکہنے سے احتراز کیا
اور یہ چاہا کہ عبارت مندرجہ لوح کی اس کتاب سے خارج کر دیجاوے ۔ تاکہ ضرورت
لکہنے اس مضمون کی نرہے ۔ مگر معلوم ہوا کہ مولوی انوار الحق نے یہ عبارت کتاب المکاتیب
والرسائل کے ساتہ طبع کرادی ہے ۔ بلکہ اسی عبارت کو سرورق اوس کتاب کا کیا ہے،
کہ اوسکا انسداد اب اختیار سے باہر ہو گیا ۔ اور اس صورت مین نکال دینا اس عبارت کا
کتاب سے عبث متصور ہوا ۔ لہذا مجہکو بجز لکہنے مضمون متذکرہ صدر اور کچہ چارہ
نظر نہ آیا ۔ کیونکہ اسکے نہ لکہنے سے جو حالات آمد و رفت سفر و قیام حرمین شریفین زادہما اللہ
شرفہما و نیز تصنیفات حضرت شیخ کے لکہے گئے ہین ۔ (کہ جنکا ہر حرف مطابق نوشتہ
حضرت ممدوح کے ہے) اونمین بصورت قائم رہنے ہر چہار الفاظ مذکورۂ بالا کے
اختلاف عظیم واقع ہوتا تہا ۔ اور صلیت ہر ایک امر واقعی کی برعکس واقع کے ہوی جاتی تہی
ورنہ میری کیا مجال تہی ۔ کہ کسی لفظ نوشتہ حضرت شیخ نور الحق علیہ الرحمۃ مین (کہ جنکے فضائل
علمی و خصائل حمیدۂ ذاتی آیندہ اپنے موقع پر معرض تحریر لاونگا) کچہ لب کشائی یا سر مو
قلم فرسائی کرتا ۔

اب پہر بر سر ذکر وفات حضرت شیخ اجل قدس سرہ کے آتا ہون ۔ کہ تاریخ پیدائش
و نیز وفات حضرت شیخ سے ظاہر ہے ۔ کہ آپنے چہہ بادشاہونکا زمانہ سلطنت دیکہا ۔

سلیم شاہ بن شیر شاہ بادشاہ	عادل شاہ برادر سلیم شاہ مذکور	ہمایون بادشاہ کا دور دوم	اکبر بادشاہ کا کل زمانہ یعنی
تخمیناً ۳ سال	تخمیناً ۱ سال	تخمیناً ۱۰ سال	۵۱ سال ۲ ماہ ۹ یوم

جہانگیر بادشاہ کا کل زمانہ یعنی	شاہجہان بادشاہ تا سنہ ۲۱ جلوسی	کہ جسکا مجموعہ چورانوے سال ۶ ماہ چہہ یوم ہوا
۲۲ سال ۸ ماہ ۳۱ یوم	۳۱ سال ۹ ماہ ۱۳ یوم	

ذکر عرس حضرت شیخ اجل

چونکہ انتقال آپکا ماہ شب ۲۱-۲۲ ربیع الاول کے ہوا۔ لہذا عرس آپکا ان دونوں تاریخوں پر ہم لوگوں کی طرف سے کیا جاتا ہے یعنی ۲۱ تاریخ کی شام کو تو طعام ہر قسم کا حاضرین کو تقسیم ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی ۲۲ کی صبح کو اور ۲۲ تاریخ کی شام کو یعنی بعد نماز مغرب شیر اور برنج مع چینی اور روٹی روغنی کے تقسیم عمل میں آتی ہے۔ اور یہ کھانا بنام زد توشہ کے کھلاتا ہے۔

قبل از غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ اہتمام اسکا خاص بمقام مقبرہ حضرت شیخ کے ہوتا تھا۔ لیکن بعد از غدر بنظر مناسب جو ہم لوگوں میں سے جہان کہین موجود رہا۔ وہان اپنے مکان پر کرتا رہا۔ مگر اب مدت دو سال سے جو اشخاص اس خاندان کے بمقام دہلی رہتے ہین۔ بدستور وہین جا کر عرس کرنے لگے ہین۔

پتا سکونت حضرت شیخ علیہ الرحمہ کا

اِس بات کا بھی ظاہر کر دینا مین اپنے ذمہ پر ضرور جانتا ہون۔ کہ مکانات سکونت حضرت کے دہلی قدیم مین کہان تھے۔ اور اب کچھ نشان اوس جگہ کا باقی ہے یا نہین۔ تاکہ میری اولاد در اولاد سے کوئی وہان جانا چاہے تو اوس جاے پاک کی زیارت سے مشرف ہو۔ سو وہ یہ ہے۔

کہ شہر دہلی قدیم سے کہ جسکے کھنڈرات دس دس بارہ بارہ کوس تک اور بعض عمارات مثل مساجد۔ و مقابر۔ و مہمان سراے۔ و دیوار دروازہ باغات۔ و باولی۔ و چاہات و پل و حصہ مکانات منہدمہ ابتک موجود ہین۔ آپکے مکانات جانب شمال کنارہ آبادی کے تھے جسطرف شہر شاہجہان آباد واقع ہوا ہے۔ اور غالباً یہان سکونت عہد

حضرت آقا محمد مورثِ اعلےٰ حضرت سے ہوئی - اور یہ مقام دروازہ دہلی شہر شاہجہان آباد
سے بفاصلہ دو میل کے ہے - یہی وجہ تسمیہ اس دروازہ کی ہے -
چنانچہ اس دہلی دروازہ سے عقب جیل خانہ کے مہدیون کے برابر سے رستہ
وہان کو جاتا ہے -

فائدہ - یہ باغ مہدیان ازآن خاندان حضرت مولوی شاہ عبد العزیز قدس سرہ ہے
اجمیری دروازہ شاہجہان آباد سے بفاصلہ نیم میل پس پشت جیل خانہ واقع ہے -
قبرستان اس خاندان عالی کا یہین ہے - اور ایک چبوترہ پختہ پر قبور علی الترتیب برابر
یکسان بنی ہوئی ہین - اور بالین ہر ایک مزار کے نام اہل قبر کا پتھر پر کندہ ہے
وہان کے جانیوالے کو بفحوائے اس مصرع کے یہ خوب معلوم ہوجاتا ہے -
(یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے) اس سے یہ فائدہ ہی کہ ہر ایک
قبر پر جتنا کچھ کسی کو پڑہنا اور ثواب پہونچانا منظور ہو - تو اوس صاحب قبر کا نام لیکر
پہونچا سکتا ہے - قریب چبوترہ موصوفہ کے مسجد و چاہ پختہ موجود ہے - اور
یہ مقام نہایت ہی پُر فضا ہے - اور رونده مقام سکونت حضرت شیخ اجل کو
مستفید ہونا زیارت قبر جناب شاہ عبد العزیز آفتاب ہند و دیگر بزرگان رحمۃ اللہ
علیہم اجمعین سے مفت کی برابر ہے -
اور میری اولاد در اولاد کو تو علاوہ جاننے یا نہ جاننے مقام سکونت موصوفہ بالا کے
علی الخصوص یہان حاضر ہوتے رہنا ضرور ہے - کیونکہ میرے جناب والد ماجد
مرحوم و مغفور نے تحصیل علم خاص مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ سے ہی کی تہی
اور پہر اونکے ہی خط سفارش سے بضلع گوڑگانوہ نوکری پائی - اور حکام وقت نے
عزت دی - کہ یہ حال مفصل میری بیاض یادداشت مین درج ہے -

رجوع باصل ذکر مقام سکونت حضرت شیخ رح

پس اوس موقع پر صرف مسجد حضرت شیخ کی بنی ہوئی اب تک موجود ہے۔ اوسکی مرمت خاندان مفتی اکرام الدین مرحوم سے کہ جو اولاد حضرت سے ہین ہوتی رہتی ہے۔ اور جو مکانات مسکن حضرت و فرزندان و مدرسہ وغیرہ تھے۔ وہ سب مسمار ہو گئے۔ ایک خانقاہ بھی کہ جہان حضرت درس فرماتے اور تعلیم باطنی دیتے تھے۔ قریب مسجد موصوف تھی۔

چنانچہ آخر مین شرح عربی مشکوۃ شریف کے کہ جو بڑی بڑی چار جلد حضرت نے لکھی ہین۔ یہ تحریر فرماتے ہین۔ تَمَّ فِی الْخَانْقَاہِ الْقَادِرِیَّۃِ وَھٰذَا الْفَقِیْرُ یَخْدِمُہٗ وَیَکْنُسُہٗ وَیُوْقِدُ سِرَاجَہٗ کَاَنَّمَا تَمَّ فِیْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ۔ ترجمہ یعنی یہ کتاب خانقاہ قادریہ مین ختم ہو گئی (جہان کہ شروع ہوئی تھی) کونسی خانقاہ قادری۔ کہ جسکی یہ فقیر خدمت کرتا ہے۔ اور اوسمین جھاڑو دیتا ہے۔ اور وہان کا چراغ روشن کرتا ہے۔ گویا کہ یہ کتاب ایک جلسے مین تمام ہو گئی۔

اِن خدمات کو بنظر کسب ثواب و حصول سعادت اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ ورنہ جھاڑو دینے والے اور چراغ جلانے والے بہتیرے درویش و طالب علم وغیرہ حاضر تھے افسوس کہ یہ خانقاہ بھی منہدم ہو گئی۔ لیکن یہ خاکسار اوائل عمر مین اسکی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ کہ اوس وقت تک ایک مکان مسقف لداؤ کا باقی تھا۔ اگرچہ وہ موسم گرمی شدید کا تھا۔ لیکن یہ مثل سرد خانہ تھا۔ دس بجے سے چار بجے تک اوسمین بہت امن و آرام پایا۔ اور دو تین دیوار بھی شکستہ دیکھی تھین کہ اب وہ نشان بھی اور نہ یہ رہین۔ مگر ہان مسجد بدستور سابق ہے۔ بلکہ از روے مرمت پہلی سے بھی بہتر ہے۔

ذکر مسجد حضرت شیخ علیہ الرحمہ

حال تازہ اس مسجد شریف کا یہ ہے - کہ آخر ۱۲۶۱ھ مین تین درویش کہ اونمین ایک مرشد اور دو مرید تھے - بطور سیاحی وہان آکر اس بنا پر ٹھہر گئے تھے - کہ یہان سے بوے حدیث آنحضرت صلعم کی آتی ہے - گھوسیون نے جو کا بے بھینس چراتے تھے مفتی اکرام الدین موصوفہ بالا کو خبر دی - کہ دو دن سے تین فقیر وارد ہین - یہ سنتے ہی وہ خود گئے اور ملے اور اونکا کھانا مقرر کر دیا -
حضرت شیخ کا انتقال انہین مکانات مین ہوا جنازہ قطب صاحب کو گیا - کہ جہان حوض شمسی ہے - اور یہان سے فاصلہ چھہ کوس کا رکھتا ہے - کہ وہ مقام بھی داخل حدود دہلی قدیمہ اور کنارہ آبادی جانب غرب ہے -

ذکر تعداد زمین واقع مکانات موصوفہ

زمین مکانات حضرت کی بقدر چھہ بیگہ و چند بسوہ ہے - خاندان مفتی صاحب مرحوم کے قبضہ سے کبھی نکلی نہ تھی - لہذا سرکار انگریزی نے بھی اونہین کے نام شاید سنہ ۱۸۳۲ء یا ۱۸۳۳ء مین بحال و معاف بلا اخراج رکھی - کہ سند عہد انگریزی کی موجود ہے -

پتا مدرسئہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا

بذیل اسی ذکر کے پتا مدرسہ کا بھی حضرت کے (جسکی نسبت اخبار الاخیار مین آپنے بتذکرہ محنت اپنے تحصیل علوم کے تحریر فرمایا ہے کہ (ہر روز باوجود غلبۂ برودت ہواے زمستان و شدت حرارت تابستان دو بار بمدرسئہ دہلی کہ شاید از منزل ما بعد دو میل داشتہ باشد میل میکردیم - و شبے پیشتر از وقت صبح بمدرسہ میرسیدیم - و در ساعت چراغ

جز و میکشید ہیم -) لکھدینا مناسب ہوا - سو وہ یہ ہے - کہ یہ مدرسہ بعمارت پختہ دو منزلہ
مع مسجد مقابل قلعہ کہنہ لب سڑک دہلی و آگرہ واقع ہے - یعنی دروازہ قلعہ کا بجانب
غرب ہے - اور اوس مدرسہ کا بسمت شرق ہے - یہ مکان مدرسہ ابتک اپنی ہیئت پر
بدستور قائم ہے - سامنے دروازہ سے مسجد اسکی نظر آتی ہے - اور گرد صحن کے
ہر چہار طرف مکانات سے بنے ہوے ہین - اور اس سے بہی زیادہ تر بتایہ ہے
کہ بسمت دکہن جو دیوار مکانات بالائی کی ہے - اوسمین چند دروازے باہر کی طرف
ہین - کہ منجملہ اونکے کوئی دروازہ تپہر اور چونہ سے مسدود شدہ ہے - اور کوئی بدستور
کشادہ ہے - کہ یہ ہیئت پلول سے جانے والونکو دور سے دکہائی دیتی ہے -
اور جانب شمال متصل اس مدرسہ کے ایک ایسا ہی مکان عظیم الشان اوسی زمانہ کا
بنا ہوا ہے - اور اوسکے دروازہ صدر پر سنگ سرخ لگا ہوا ہے - نہ معلوم کہ وہ
کسنے اور کس غرض سے متصل اس مدرسہ کے بنایا - یا کہ یہ مدرسہ بعد مین قریب
اوسکے بنایا گیا - پس میری اولاد در اولاد کو ہنگام آمد و رفت دہلی اوسکی زیارت سے
مشرف ہوتے رہنا مناسب ہے کہ یہ امر خالی از حسنات نہوگا -
فائدہ - بضمن تحریرات بالا ایک رویت مقبرہ سے معلوم ہوا کہ تعلق خاطر حضرت
شیخ کا اس مدرسہ سے ابتک چلا جاتا ہے - اور آپ اسمین تشریف فرما ہوتے ہین
زیادہ اس سے موقع تحریر نہین ہے -

ذکر احاطہ متعلقہ احاطہ مقبرہ شریف

پیش دروازہ احاطہ مقبرہ حضرت کے جو ایک اور احاطہ ہے (جسمین ایک دالان پختہ
جنوب بنا ہوا ہے) وہ متعلق اسی احاطہ کے ہے - اور اوسی احاطہ سے احاطہ
مقبرہ حضرت مین آتے جاتے ہین - اوسمین مزار ایک بزرگوار کا بہت سے پہلے

عہد حضرت شیخ سے ہے - کہ جنکا نام کبھی کسی پر ظاہر نہین تہا - مگر چند سال کا عرصہ ہوا کہ حضرت شیخ کی طرف سے محمد ابراہیم خادم روضۂ شریف کو بدفعۂ اول یہ بشارت ہوئی - کہ نام اس صاحبِ مزار کا سید نیاز محمد ہے - اور بدفعۂ ثانی یہ کہ جو ہمارے اس احاطہ مین آوے - وہ دروازۂ احاطہ سید صاحب کے باہر جوتی اوتار کر آوے جوتی پہنے ہوئے کسی کو اوس احاطہ کے دروازے کے اندر مت آنے دو - اگر کوئی تمہارے کہنے کو نمانے تو ہم اوسکو سمجھ لین گے - بشارتِ اول کا حال تو خود محمد ابراہیم نے مجھ راقم سے بمقام دہلی کہا تہا - اور بشارتِ دوم کا ذکر حافظ محمد اکبر پسر محمد ابراہیم مذکورۂ بالا نے - چنانچہ بعد اسکے سننے کے جو مین دو تین مرتبہ واسطے زیارت روضۂ حضرت شیخ کے گیا - تو دروازۂ احاطۂ سید صاحب سے عملدرآمد برہنہ پا ہو کر جانے کا پایا گیا - کہ مین بھی مطابق اسی کے کاربند ہوا - ورنہ پہلے اس سے جوتی پہنے ہوئے تا بدروازہ احاطۂ مقبرۂ حضرت شیخ کی جایا کرتی تھی -

ضمیمۂ ذکر بالا

اب تازہ حال تحریر مولوی انوار الحق سے یہ معلوم ہوا - کہ عنقریب ایک مرد خدا شب زندہ دار - ذاکر شاغل - صالح - سید برکت علی نامی ساکن دہلی کو خود اہل مزار موصوف نے یہ فرمایا - کہ ہمارے دو فرزند بھی ہمارے پایئن مدفون ہین - اور صحتِ مریض کی دعا ہمارے یہان مستجاب ہوتی ہے -

ضمیمۂ ذکر ثانی

تصدیق و تطبیق اس بشارت کی مجھکو تو از روے صحت یابی چند علیلہ میرے گھر کے متعلقون کے بخوبی ہو گئی - کہ کئی سال سے وہ مبتلاے امراض تہین - اور علاج اونکا

از روے دوا و دعا وغیرہ سب کچھہ ہوا مگر کچھہ فائدہ ظہور مین نہین آتا تھا۔ لیکن جب
بعد معلوم ہونے اس بشارت کے بسال ۱۳۱۷ھ و ۱۳۱۸ھ وہ روبروی مزار شریف کے
حاضر ہوکر خواہان دعاے صحت ہوئین تو بچشم زدن اچھی ہوگئین۔ اگر ان سب کے
امراض کا حال مفصل لکھون تو انکی صحت یابی پر ناظرین و سامعین کو بہت ہی حیرت
ہوگی۔ اور علی الخصوص کیفیت شفایابی ایک مریضہ ناقابل العلاج کی معرض تحریر لاؤ
تو اندیشہ ہے کہ عوام الناس پرستش اس قبر کی کرنے لگین۔ اور مین انکی اس بدعت کا
بانی قرار پاؤن۔ پس اتنا ہی لکھنا کافی ہے۔ کہ مسیحائی جو سنی جاتی ہے۔ وہ اس
قبر شریف سے دیکھہ لی۔

ذکر علوے مرتبہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ

علوے مرتبہ آپکا بعالم ظاہری۔ واقعات مدینہ منورہ سے (یعنی بروقت فاتحہ ہونے
آپ کے مسجد نبوی مین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ روضۂ مقدسہ
سے برآمد ہوکر واسطے استقبال آپکے دس بارہ قدم سے بھی زیادہ آنا۔ اور آپکو
بغلگیر کرکے معانقہ فرمانا۔

اور پھر بار دوم و سوم بمقام مدینہ منورہ زیارت شریف اور تاقیام وہان کے انواع
بشارات سے مشرف فرمانا۔ اور آپ کو عالم خواب مین بیواسطہ احدے خاص
زبان مبارک سے احادیث شریف کا سنانا۔

اور پھر بار چہارم حسب استدعاے انکے بمقام مکہ معظمہ سے اپنے جمال خاص کے مشاہدہ
سے کامیاب فرمانا۔

اور پھر ازروے بشارت معرفت قطب مکہ باین ارشاد مطلع فرمانا کہ (بدہلی بایدرفت
زیراکہ دہلی بفراق شما نالان ست) اور اس سے بخوبی ظاہر ہوچکی ہے۔ کہ یہ رتبہ

علماے متقدمین و متاخرین سے کسی کو سلف سے تاحال نصیب نہین ہوا اسکے علاوے
مرتبہ باطنی کو (جو بعد وفات آپ کے ظہور مین آیا) سناچاہیے ہے۔

وہ یہ کہ

روایت کی دو علماے معتبرین دہلی نے - یعنی مولوی کریم اللہ ساکن حوض قاضی نے
جو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ملنے والون مین سے تھے - اور مولوی
قطب الدین خان نے جناب شاہ محمد یسین دام برکاتہ نارنولی سے کہ جو فقیہ اور محدث
اور نبیرہ حضرت بندگی خواجہ شاہ نظام قدس سرہ کے ہین - اور راونہون نے مجھہ
اضعف العباد راقم الحالات سے بمقام پلول مسکن احقر بتاریخ ۲۴ شعبان ۱۳۱۷ھ
بوجہ اسکے کہ میرے آبا و اجداد بیعت پذیر اسی خاندان اشرف کے ہین - اور یہی
اونکی تشریف آوری کی وجہ اس مقام پر ہوتی ہے -

کہ زمانہ حضرت مولانا محمد اسحاق محدث و مہاجر رحمۃ اللہ علیہ مین ایک عالم خراسان سے
بمقام دہلی آئے - اور مولانا ممدوح کے ہی مکان پر مقیم ہوے - بعد دو ایک روز کے
مولانا کی خدمت مین عرض کی کہ ایک آدمی خاص اپنا مجھکو دیجیے - کہ مین حسب
نشاندہی اوسکے واسطے زیارات مزارات حضرات اولیاء اللہ یعنی سلطان جی
و چراغ دہلی و خواجہ صاحب کے جاؤن - چنانچہ وہ ہمراہی ایک شخص خاص کی گئے
اور بعد واپسی بموجودگی ہم دونون کے حضرت مولانا کے حضور مین اسطرح پر عرض گزار
ہوے - کہ اول مین مزار پرانوار حضرت نظام الدین سلطان الاولیا علیہ الرحمۃ کے
حاضر ہوا - اور نزدیک مزار شریف کے بیٹھکر مکاشفہ کیا - تو کیا دیکھتا ہون -
کہ قبر مبارک سے پچاس ساٹھہ گز تک نور کی ایک لاٹ کھڑی ہے -
وہان سے رخصت ہوکر حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
حاضر آیا - اور مراقب ہوا - تو نور کی لاٹ اوس سے کم درجہ کی دیکھی - پھر درگاہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ مین حاضر ہوا۔ اور مکاشفہ کیا۔ دیکھا کہ نور کی لاٹ قبر مبارک سے بقدر اسّی نوّے گز کے کھڑی ہے۔ پھر وہان سے بمقام مزار حضرت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کی حاضر ہوا تو وہان عند المکاشفہ دیکھا کہ لاٹ نور کی قبر مبارک سے آسمان تک قائم ہے۔ بعد بیان کرنے اس سب ماجرا کے یہ کہا۔ کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہ ان تینون حضرات اولیاء اللہ کی قبر پر نور کی لاٹ باندازہ گزون کے ہے۔ اور حضرت شیخ کے مزار پر سے آسمان تک۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ کیونکہ بذریعۂ کشف قبور جو مین نے معلوم کیا۔ تو مراتب ہر سہ حضرات بالا کے بہت بڑھے ہوے ہین۔ حضرت مولانا نے جواب دیا۔ چونکہ حضرت شیخ خادم حدیث شریف کی تھے اسواسطے اللہ جل شانہ نے حدیث خوانی کے صلہ مین یہ رتبہ انکا زیادہ کیا۔ یہ خدمت حدیث شریف کی آپ سے ایسی انجام پائی۔ کہ جس سے آپ کے رفعت مرتبت کا پایان نہین رہا۔ اور خوشنودی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی آپکے ساتھ کچھ حد و غایت نہین رہی۔

روایت ہے۔ کہ ایک عالم بزرگ سے کہ جب آپ ہنگام وداع ہونے روضۂ مقدسہ سے وہان کی مفارقت پر بجدے دردمند وزاری کنان ہوے تو کچھ غفلت سی ہوئی۔ تب آنحضرت صلعم نے آپسے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ عبد الحق جہان تو ہے وہان ہم ہین۔ اور جہان تیرا مدفن ہوگا۔ وہ مدینہ ہوگا۔ سو یہ ارشاد آپ کے حق مین باعث کسقدر مفاخرت اور موجب عنایت ورحمت جناب رسول کریم صلعم کا ہوا۔ کہ جو کبھی کسی عالم ماسبق کو ایسی دولت ونعمت نصیب نہین ہوئی۔ کچھ شک نہین کہ حسب فرمودۂ جناب رسول اکرم صلعم کیفیت مقام مدفن حضرت شیخ کی ہم کیفیت مدینۂ طیبہ سے ہے۔ جو اشخاص کہ مدینۂ منورہ وروضۂ مقدسہ سے

مشرف ہو کر آئے ہین۔ کہ منجملہ ایک یہ راقم الحروف بہی ہے۔ وہ بروقت حاضر ہونے اس دفن گاہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے تائید تحریر بالا کی کر سکتے ہین۔

وہ یہ کہ

اندر دروازۂ احاطۂ اول کے قدم انداز ہوتے ہی طبیعت پر مسرت اور فرحت پیدا ہوتی ہے۔ اور شوق جلد تر پہونچنے کا آستانۂ مقبرہ پر ہوتا ہے۔ اور جب اندر دروازۂ احاطۂ دوم کے پہونچتا ہے۔ تو خوشدلی کی حدّ و غایت نہین رہتی۔ اور اشتیاق زیارت قبر شریف کا بڑہتا ہے۔ اور جب نوبت جانے اندر مقبرہ شریف کے ہوتی ہے۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا تاریکی سے روشنی مین اور گرمی سے سرد خانہ مین آ گئے۔ ہر چند کہ کیسا ہی روز روشن اور موسم گرمی شدید کا ہو زیارت مزار مبارک اور اُس تمام بقعۂ اندرونی سے تازگی روح و روان کی ہوجاتی ہے اور وہ دلچسپی ہوتی ہے۔ کہ نہ قبر شریف سے نظر اوٹہانے کو جی چاہتا ہے۔ اور نہ در و دیوار اور طاقچہ و گنبد سے نہ وہان سے باہر آنے کو دل قبول کرتا ہے۔ گو کتنے ہی عرصہ تک وہان بیٹہا رہے۔ پر طبیعت سیر نہین ہوتی۔ اور مفارقت وہان کی گوارا نہین کرتی۔ بالآخر جب وہان سے اپنے مکان فرودگشی پر آبادی مین آنا ہوتا ہے۔ تو بعد خور و خواب وغیرہ یہی جی چاہتا ہے کہ وہین کو چلیے۔ چنانچہ تا قیام وہان کے اگر بسبب کسیقدر فاصلہ و ناہمواری راستہ ایک دن مین دو بار نہین تو ایک مرتبہ تو ضرور ہی وہان جانا ہوتا ہے۔ اور جب اوس آبادی سے ہی ارادہ واپسی اپنے وطن کا کیا جاتا ہے۔ تو اوسکی مفارقت بہی ناگوار ہوتی ہے۔ اور پہر خواہش جانے وہان کی رہتی ہے۔ پس یہی کیفیت طبائع دلتوب روندگان مدینہ منورہ کی شروع سواد مدینہ مطہرہ سے تا قیام وہان کے اور پہر وداع ہونے روضۂ مقدسہ اور اوس بلدۂ طیبہ سے ہوتی ہے۔ اور آرزو حاضر ہونے آیندہ کی

رہتی ہے۔ یعنی واقعات ظاہری دونون مقام کے قریب المطابقت ہین۔ اور حالات باطنی ہر دو مقام موصوفہ ہم ایسے اشخاص صرف ظاہربین کو معلوم نہین ہوسکتے۔ اون سے جو اہل باطن ہین وہی واقف ہوسکتے ہین۔ مگر بلحاظ فرمودہ آنحضرت صلعم قیاس مقتضی اسی امر کا ہے کہ جب کوائف ظاہری یہان کے مثل وہان کے ہین تو کوائف باطنی بہی ویسے ہی ہونگے۔ ع۔ قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا۔ واللہ اعلم

خاتمۂ ذکر حضرتِ شیخ عبد الحق قدس سرہٗ

اب ذکر خیر حضرت شیخ اجل رُو باختتام لایا۔ ہمین وہی رقم ہوا ہے کہ جو خود بدولت و متفرق طور پر چند کتابون مین کہین مفصلاً کہین مختصراً تا وفات خود تحریر فرمایا ہے۔ میری طرف سے صرف اسیقدر رہوا۔ کہ جہان تک کوئی مضمون اس قسم کا کسی کتاب مین نظر سے گذرا۔ اوسکا انتخاب اوس کتاب سے بکمال اختصار کرکے یکجا جمع کیا۔ اور پہر اسی ترتیب کے ساتہ قالب تحریر مین لایا۔ کہ گویا سراپا مرقع حالات ما وقع حضرت از ابتدا تا انتہا۔ اور موجب یادگار میری طرز تحریر اور وقائع نگاری کا ہوگیا۔

تمہید تحریر حالات اولادِ حضرتِ شیخ علیہ الرحمۃ

اب کسی قدر احوال ستودہ مآل فرزندان حضرت شیخ کا لکھتا ہون۔ کہ حضرت کے تین فرزند بہی اس ترتیب سے تہے۔ شیخ نور الحق شیخ علی محمد شیخ محمد ہاشم۔ پس تذکرہ انکا اسی ترتیب سے کیا جاتا

ذکر شیخ نور الحق فرزند اول

انکے فضائل کا کیا پایان ہے۔ کہ جب حضرت ممدوح نے مکتوبات اپنے مین

یہ مکاتبہ اونکے نام لکھا ہے -

۱ ازمن ہیچ عملے نیامدہ کہ واسطہ وسبب نجات من درعاقبت گردد - الاوجود مسعود آن فرزند دانند - بیت - شنیدم کہ در روز امید وبیم * بدان رابہ نیکان ببخشد کریم - وانرنجا است کہ پسر صالح را از اعمال خیر بخشمردہ اند - انتہے -

اور رسالہ وصیت مین فرماتے ہین

۲ فرزند عزیز نور الحق را خلیفہ وجانشین فقیر دانند - وباوے تعظیم وتقدیم پیش آیند
۳ نماز جنازہ فقیر فرزند نور الحق کند - واگراین حاضر نباشد وغیرہ وغیرہ (جیساکہ اوپر لکھا گیا)
۴ دیباچہ شرح سفر السعادت مین حضرت شیخ لکھتے ہین - من وصیت میکنم فرزند عزیز نور دیدہ دانش وبینش نور الحق راکہ وجود ثانی ومقصود از وے من است - کہ اگر وقت تنگی آرد فرصت آن نشد - وے متصدی این کار گردد - واین مہم را صورت دہد - بالنبی وآلہ الامجاد - اگرچہ وہ کتاب خود حضرت نے مکمل تصنیف کردی ہی مگر اس عبارت سے اظہار فضیلت حضرت شیخ نور الحق کا ظاہر ہے - اور نیز یہ کہ آپ اونکو وجود ثانی اپنا سمجھتے تھے -
۵ رسالہ فہرس التوالیف کے اوائل چند فصل ہین - اونمین ایک بحث تذکرہ تاریخی علماے کرام وشعراے ہندوستان بھی ہے - ابتدا سے طلوع آفتاب اسلام سے ہندوستان مین تا بزمانہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ - اوسمین آپ تحریر فرماتے ہین - کہ وجود فرزند مسعود نور دیدہ دانش وبینش نور الحق الملقب بمشرقی است کہ شروق نیر فضل وکمال وے درسپہر وطریقہ دانشوری وسخنوری با وسط السماء استوا واعتدال نزدیک بسمت الراس رسیدہ است یقین منہمت کہ اگر روے توجہ بگماردو بر طریقہ شعراے زمانہ شب وروز مشق سخن وفکر شعر روے آرد - خمسہ نظامی وخسرو را تتبع تواند کرد - ولیکن توجہ واشتغال وے بجانب علم وصلاح

ونفس الامر غالب آمده - نمی گذارد که بطرف شعر وطریقه شعر روے آرد - پروردگار جل وعلا کوکب سعادت واقبال او را از افول ونزول نگاہدارد -

جملہ

اسی تذکرہ مین ملک الشعرا شیخ فیضی برادر کلان کے حق مین حضرت نے لکھا ہے کہ درین جزو زمان زبان بشاعری کشادہ - وداد سخنوری دادہ است فیضی اگرچہ که در فصاحت وبلاغت ومتانت ورضانت سخن ممتاز روزگار بود - ولیکن حیف کہ بجہت وقوع وہبوط درہاویہ کفر وضلالت رقم انکار وادبار برجبینہ احوال خود کشیدہ - زبان اہل دین وملت جناب نبوت را از بردن نام وے ونام جماعت شوم وے باک است - تاب اللہ علیہم ان کانوا مومنین - یعنی توبہ قبول کرے اللہ تعالے اونکی اگر ہین وہ مسلمان -

ایسے بڑے مقتدر وزیر ومشیر سلطنت معاصر کو جس سے رسم کتابت بھی تھی کہ (تاریخ بدایونی وکتاب المکاتیب حضرت شیخ کی شاہد حال ہین) ایسے الفاظ لکھے ہین - کہ اوس زمانہ مین جسکے نام سے اورون کو لرزہ آتا ہوگا -

آپ شاگرد اور مرید اپنے والد بزرگوار کے ہین - اور نیز محدث ہین چنانچہ آپ شرح قران السعدین مین لکھتے ہین - کہ میرے باپ نے ہی الف - ب - ت کی تختی مجھ سے پڑھائی - اور میرے باپ نے ہی مجھے فارغ التحصیل کردیا - اوست کہ اول لوح تعلیم مرا در کرد - تیسیر القاری شرح فارسی صحیح البخاری جو چھہ جلدون مین ہے - اور لکھنو کے مطبع علوی مین طبع ہوگئی ہے چنانچہ یہ چہلون جلد چھہ اقم کی پاس بھی موجود ہین اور شرح قران السعدین حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ ورسالہ در بیان رویا ومحی القلوب در مواعظ - اور زبدۃ التواریخ سلاطین ہند تا عہد اکبر بادشاہ - کہ یہ طبع نہین ہوئین - مگر قلمی کتب خانہ مولوی نور الحق مین موجود ہین آپکی تالیفات سنی ہین

منجملہ منظومہ آپکے ایک رباعی ہے - کہ جسکے لکھنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے
اوسمین آپ اپنے زمانہ کے دوستانِ ہمدم کی تشبیہ دیتے ہین - اوس ریت گھڑی
کہ جسمین دو شیشے مونہ جوڑے ہوے ہوتے ہین - ایک گھنٹہ مین ایک شیشہ کی ریت
دوسرے مین اوتر آتی ہے - پھر اولٹ دیا تو ایک گھنٹہ مین دوسری شیشہ کی
ریت اول مین چلی جاتی ہے - کیا خوب فرمایا ہے -

رباعی

از شیوہ ہمدمان این دورِ خلاف	گویم رمزے اگر نگیری بگزاف +
چون شیشۂ ساعت اند پیوستہ بہم	دل ہا ہمہ پُر غبار و روہا ہمہ صاف

اوائل عہد مین حضرت شاہجہان بادشاہ کے - آپ قاضی القضاۃ دار الخلافہ
اگرہ کے مقرر ہوے تھے - اسپر حضرت شیخ علیہ الرحمہ ان سے ناراض ہو گئے تھے
کہ قاضی کیون بنے - لیکن یہ امر کسی پر ظاہر نہین تھا - حتی کہ شیخ نور الحق پر بھی نا ہو ئی
حضرت کی بعد ایک عرصہ کے اسطرح معلوم ہوئی - کہ سید طیب بلگرامی واسطی (یعنی
انکے بزرگوار جزیرۂ واسط کے رہنے والے تھے - جہان کا واسطی قلم مشہور ہے)
حضرت شیخ قدس سرہ کے شاگرد تھے - اور آپ اونکو شیخ طیب کہا کرتے تھے
وہ اپنے وطن کو چلے گئے تھے - ایک روز حضرت شیخ (کہ اوسوقت غالباً عمر شریف
اسّی برس سے زیادہ تھی واللہ اعلم) جماعت طلبۂ علم کو صحیح مسلم پڑہا رہے تھے -
کسی مقام پر فرمایا کہ ترجمہ اور خلاصہ مطلب تو اسکا یہ ہی - مگر اس مقام اور اس بحث سے متعلق
ایک تفصیل اور بیان طویل اور بھی ہے - کہ ہم تو بسبب ضعف پیرانہ سالی کے دماغ
اوسکے بیان کا نہین رکھتے - شیخ نور الحق یا شیخ طیب سے کبھی سُن لینا -
کہ وہ اس مضمون کو مفصل بیان کر دینگے -

ابھی یہ جلسہ ختم نہوا تھا - کہ شیخ طیب آموجود ہوے - السلام علیکم - وعلیکم السلام -

کہان سے آتے ہو۔ بلگرام اودہ سے کیونکر یہ سفر طویل گوارا کیا ہے۔ حضرت کی زیارت کو۔ کہ آپکی ضعیفی ہے۔ زیارت کرلین۔ کس راستہ سے دہلی آئے۔ آگرہ سے۔ آگرہ مین نورالحق سے ملے تھے۔ جناب مین نہین ملا۔ مجھے خبر نہ لگی کہ وہ آگرہ مین ہین۔ فرمایا کہ درست ہے۔ اور وہ اب قابل ملاقات بھی نہین رہا ہے۔ کیونکہ اوسنے منصب قاضی القضاۃ دارالسلطنت آگرہ کا شاہجہان بادشاہ سے قبول کرلیا ہے۔

چنانچہ کتاب مآثرالکرام تاریخ مشائخ بلگرام مین یہ حال بذیل ذکر حضرت سید طیب بلگرامی کے درج ہے۔

التماس مصنف

یہ ناخوشی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی بذاتہ اوسنے نہین تھی۔ بلکہ اونکے قبول منصب قضا سے بربنا اس امر کے ہوئی۔ کہ حضرت کو جاہ و مناصب دنیاوی کے قبول سے ناخوشی تھی۔ اسواسطے فرمایا کہ وہ بسبب قبول منصب قاضی القضاۃ کے اب قابل ملاقات نہین رہے ہے۔

چنانچہ بفور معلوم ہونے اس ناخوشی حضرت کے اونہون نے یہ منصب ترک کردیا۔ اور خدمت مین حضرت کے حاضر ہو کر بدستور مورد مراحم رہے ہے۔

ذکر بیعت ثانی حضرت شیخ نورالحق

اگرچہ آپ مرید حضرت شیخ اجل یعنی اپنے والد بزرگوار کے تھے۔ مگر کتاب فتح العارفین سے آپکا مشرف بہ بیعت ہونا حضرت عاشق محمد نبیرہ زادہ حضرت بندگی خواجہ شاہ نظام قدس سرہ نارنولی سے بھی (کہ جنکی سجادہ نشینی مابین نہم رمضان ۱۰۳۵ہجری

وودہہ ذی الحجہ ۱۰۷۶ھ ہجری رہی) واضح ہوتا ہے کہ اوسمین کیفیت اونکے بعیت کی
ضمن حالات حضرت شیخ اجل مین اسطرح پر درج ہے (ہرگاہ حضرت شاہ عاشق محمد
برمسند ارشاد نشست وخرقہ خلافت ازوالد بزرگوار دریافت شیخ نور الحق بن حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی ازایشان استفادہ فیض باطن نمود) بلحاظ مدت دوران
سجادہ نشینی حضرت شاہ عاشق محمدؒ کے پایا جاتا ہے۔کہ یہ بعیت بحالت موجودگی
حضرت شیخ اجل کے ہوئی۔غالباً بلااجازت حضرت کے نہوئی ہوگی۔اور یہ بھی
پایا گیا۔کہ یہ بعیت بمقام دہلی ہوئی۔

ذکر عطا ہونے باغ کا

ایک باغ موسومہ کوشک شاہجہان بادشاہ نے انکو عطا کیا تھا۔کہ وہ ابتک موجود ہے
اور سرراہ قطب صاحب کے واقع ہے۔پہلے زمین اوسکی تعداد اکتیس۳۱ بیگہ تھی
اب دس بیگہ ضبط ہوکر اکیس بیگہ چند بسوہ زمین معاف ہے۔کہ جسکی آمدنی سالانہ
اسی روپیہ ہے۔

قدیم سے ہم سب اولاد حضرت شیخ علیہ الرحمتہ بقدر حصص اس باغ پر قابض ومتصرف تھے
لیکن پچیس یا چھبیس برس کے عرصے سے بجب استدعا مولوی انوار الحق ہمجدی
اپنے سگے بھائیون نے اپنا اپنا حصہ اونکو بیع کردیا۔کہ منجملہ اونکے ایک مین بھی
ہون۔تب سے وہ ہی ایک مالک اور قابض ہین۔

ذکر وفات حضرت شیخ نور الحق رحمتہ اللہ علیہ

نہم شوال ۱۰۷۳ھ کو یعنی بیس سال چھ ماہ پندرہ روز بعد اپنے والد بزرگوار کے
آپ نے اس جہان فانی سے عالم بقا کو انتقال فرمایا (بعہد اورنگ زیب

عالمگیر بادشاہ) بعمر نود سالہ تاریخ پیدائش ۹۸۳ھ - مادۂ تاریخ وفات (فیاضِ آفاق) ۱۰۷۳ھ

ذکر اولاد حضرت شیخ نور الحق رح

آپکے صرف ایک فرزند تھے - شیخ نور اللہ نام - اور اونکے چار فرزند اس ترتیب سے تھے ۱ سیف اللہ ۲ علیم اللہ ۳ محب اللہ ۴ جار اللہ - اگرچہ سب علم و فضل مین موصوف تھے مگر شیخ محب اللہ فرزند سوم مع اپنی اولاد در اولاد کے مصنف اور مؤلف کتب ہوے ہین کہ جنکے اسمای شریف مع نام کتب ازروے فہرست ذیل مین معرضِ تحریر لاتا ہون

جملہ

اس فہرست مین جو حروف مفرد بخانہ نمبر ۵ و نمبر ۶ مندرج ہین اونکی اصطلاح ظاہر کرتا ہون

ص - اس سے یہ مراد ہے - کہ یہ کتاب قلمی کتب خانہ مولوی انوار الحق موصوفہ بالا مین موجود ہے - اور جس کسی خانہ مین اسکے (نقطہ) پایا جائے - تو سمجھنا چاہیے کہ یہ کتاب اونکے کتب خانہ مین نہین ہے -

ط - اس سے یہ مطلب ہے - کہ یہ کتاب طبع ہوگئی ہے - اور بذیل اسکے جس خانہ مین (نقطہ) ہو تو غیر طبع ہونا اوسکا تصور کیا جائے -

فہرست کتب مصنفۂ اولاد حضرت شیخ نور الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
نمبر	نام مولف کتاب	تعداد جلد	نام کتاب	ص	ط	کیفیت
۱	شیخ محب اللہ ابن شیخ نور اللہ ابن حضرت نور الحق المتخلص بہ	۱	منبع العلم ترجمہ فارسی صحیح مسلم	.	.	یہ کتاب کتب خانۂ مولوی انوار الحق مین قبل از غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ہجری موجود تھی اوسکے بعد سے نہین ہے -

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
[illegible]	نام مؤلف کتاب	[illegible]	نام کتاب	ص	ط	کیفیت
۲	ابو المکارم حافظ محمد فخر الدین ابن شیخ محب اللہ	۲	شرح فارسی عین العلم	ص	۰	یہ کتاب مولوی انوار الحق کے پاس موجود ہے اور اونھون نے یہ نقل کتب خانہ نواب صاحب ریاست ٹونک سے کراکے حاصل کی ہے
〃	ایضاً	۳	شرح فارسی حصن حصین	ص	ط	یہ کتاب ایک دوسری شرح عربی حصن حصین کے ساتھ لکھنؤ مین طبع ہو گئی ہے۔ مولوی انوار الحق کے پاس قلمی اور مطبوعہ دونون موجود ہین۔
۳	مولانا محمد شیخ الاسلام محدث ابن حافظ محمد فخر الدین	۴	شرح مبسوط صحیح بخاری در فارسی شش جلد	۰	ط	کتاب تیسیر القاری ترجمہ صحیح البخاری تالیف حضرت شیخ نور الحق کے ساتھ یہ شرح بھی لکھنؤ مین طبع ہو گئی ہے۔ مولوی انوار الحق و نیز اس راقم کے پاس یہ نسخہ مطبوعہ کامل موجود ہے
〃	ایضاً	۵	کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء (درباب تجہیز و تکفین میت)	۰	ط	یہ کتاب دہلی وغیرہ مین مکرر طبع ہو گئی ہے چنانچہ کتاب مطبوعہ مولوی انوار الحق کے پاس موجود ہے۔
〃	ایضاً	۶	طرد الاوہام عن اثر الامام الہمام	۰	۰	یہ کتاب کتب خانہ مولوی انوار الحق مین نہین ہے۔ بایام غدر مذکورہ بالا جاتی رہی
۴	مولانا محمد سلام اللہ محدث ابن مولانا محمد شیخ الاسلام محدث	۷	شرح عربی موطاء حضرت امام مالکؒ بعلم حدیث شریعت بنام محلی بسر الموطا (دو جلد مین)	ص	۰	یہ ہنوز طبع نہین ہوئی۔
〃	ایضاً	۸	رسالہ مناقب اہلبیت بنام خلاصۃ المناقب	ص		یہ نسخہ قلمی مولوی انوار الحق کے پاس ابھی ۱۳۱۹ھ مین لکھنؤ سے آیا ہے۔ ہنوز طبع نہین ہوا۔
〃	ایضاً	۹	شرح شمائل ترمذی (فارسی مین)			اسکے اول مین نہ آخر مین مصنف صاحب نے اپنا نام تک بھی نہین لکھا۔ لیکن حضرت شیخ قدس سرہ کے ارشادات کا حوالہ اسمین درج ہے۔ لکھنؤ سے یہ کتاب مولوی انوار الحق کے پاس آئی اور اسے تالیف انکی سمجھکر ہمین نظر انکی تصنیف سے ہونا اسکا معلوم ہوتا ہے ورنہ اسپر کوئی اور کیون لکھتا کہ انکی تالیف ہے

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
	نام مؤلف کتاب		نام کتاب	ص	ط	کیفیت
۵	محمد نور الاسلام ابن محمد سلام اللہ	۱۰	رسالہ بحث زمان بنام ایثار الحق	ص	۰	یہ رسالہ قلمی مولوی انوار الحق کے پاس موجود ہے۔
〃	ایضاً	۱۱	رسالہ بحث مکان بنام نامعلوم	ص	۰	یہ رسالہ ہمراہ رسالہ بحث زمان مندرجہ بالا پاس مولوی انوار الحق کی ایک جلد مین ہے
〃	ایضاً	۱۲	رسالہ اصول حدیث بزبان عربی	ص	۰	یہ ہنوز طبع نہین ہوا۔
۶	مولوی حاجی ابو الخیر محمد سالم ابن عم مولانا محمد سلام اللہ محدث	۱۳	رسالہ نور الایمان	ص	ط	یہ دونون نسخہ یعنی قلمی و مطبوعہ پاس مولوی انوار الحق کے موجود ہین۔
〃	ایضاً	۱۴	رسالہ حصول الایمان	ص	ط	ایضاً
〃	ایضاً	۱۵	لطائف الاسرار (در عملیات)	ص	۰	یہ کتاب قلمی مولوی ضیاء الدین ماموں حقیقی مولوی انوار الحق کی پاس موجود ہی کہ جو اب ۱۳۱۸ھ تک وہ محافظ دفتر محکمہ زنبیلنسی راجستان کی ہین۔
〃	ایضاً	۱۶	طریق السالم	۰	ط	
〃	مولوی حاجی ابو الخیر محمد سالم ابن عم مولانا محمد سلام اللہ محدث	۱۷	رسالہ غذب نہر ترجمہ حزب البحر	۰	۰	یہ رسالہ غدر مذکورۂ بالا مین تلف ہوگیا لیکن مولوی انوار الحق نے قبل از غدر اسکو بچشم خود دیکھا اور پڑھا ہے۔
〃	ایضاً	۱۸	رسالہ دربیان جواز سماع نام نامعلوم	۰	۰	ایضاً
〃	مفتی نور الحق عرف شیخ ثانی فرزند دوم شیخ محب اللہ ابن شیخ نور اللہ مندرجہ بالا	۱۹	شرح فارسی ما ثبت بالسنۃ کتاب عربی مولفہ حضرت شیخ اجل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی۔	۰	۰	یہ شرح فارسی تو طبع نہین ہوئی مگر اصل کتاب ما ثبت بالسنۃ مع ترجمہ اردو دہلی مین طبع ہو گئی ہے۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
نمبر شمار	نام مؤلف کتاب	نمبر کتاب	نام کتاب	ص	ط	کیفیت
۸	مفتی محمد اکرام الدین خان ابن مولوی محمد نظام الدین تربیت خان ابن مفتی محب الحق ابن مفتی نور الحق عرف شیخ ثانی مندرجہ ۷	۲۰	رسالہ عربی در حرمت مزامیر بنام سل الصمصام علی من قال ان المزامیر لیست بحرام	ص	۰	مولوی نظام الدین تربیت خان جو لکھا ہے ظاہرا یہ نام بے ترتیب پایا جاتا ہے تاوقتیکہ اسکی شرح نکی جاوے ـ سو وہ یہ ہے کہ در اصل نام انکا مولوی نظام الدین ہے مگر چونکہ جہاندار شاہ ابن شاہ عالم بادشاہ کے یہ استاد تھے ـ لہذا شاہ عالم بادشاہ نے تربیت خان خطاب انکو دیا تھا اس لیے نام انکا مع خطاب کے مولوی نظام الدین تربیت خان ہوگیا ـ (اور یہ شاہزادہ جہاندار شاہ وہ ہین کہ جنکی ذریات بنارس ہین ہین)
؍؍	ایضاً	۲۱	سعادت الکونین فی فضائل الحسنین	ص	ط	یہ کتاب مع ترجمہ اردو مین طبع ہوگئی ہے مگر مولوی انوار الحق کے پاس قلمی اور مطبوعہ اور ترجمہ سب موجود ہین ـ
۹	مولوی محمد انوار الحق موصوف بالا ابن مفتی محمد احسان الحق ابن مفتی محمد اکرام الدین خان مندرجہ ۸	۲۲	اقتباس الانوار (تذکرۂ فضائل حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ و نیز خاندان حضرت ممدوح)	ص	۰	یہ کتاب سنہ ۱۳۱۷ھ مین انہون نے تالیف کی ـ مگر ابھی تک طبع نہین کرائی لیکن میری تحریر او رتاکید سے اب سنہ ۱۳۱۸ھ مین لکھا ہے ـ کہ انشاء اللہ تعالے طبع کرا کے پیشکش کرونگا ـ
؍؍	ایضاً	۲۳	چشتی چمن (در تحقیقات و اثبات اولاد حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس اللہ سرہ بجواب رسالہ انکار منکران)	ص	۰	یہ کتاب سنہ ۱۲۹۵ھ سے تصنیف شدہ ہے اور ہنوز غیر طبع ہے ـ سو اسکی بابت بھی میری تحریر پر انکی وہی تحریر پایا جاتا ہے
۹		۲۳		۱۴	۷	

علاوہ کتب مندرجہ بالا کے ایک کتاب کہ باعتبار قدامت اِن سب کتابون سے اونچے نمبر مین ہے۔ تالیف شیخ سیف اللہ بنام مرزا ابن ہیبتہ اللہ دہلوی البخاری سنہ ۱۰۹۱ھ عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کہ نام اوسکا (اشرف الوسائل فی شرح شمائل ترمذی) فارسی مین (جسکو وفات حضرت شیخ عبدالحق سے تخمیناً ۳۹ و تالیف سال اور انتقال حضرت شیخ نورالحق سے اٹھارہ ۱۸ سال ہوتے ہین) بکتب خانہ مولوی انوارالحق ہے۔ کہ جو انکے پاس گوالیار سے آئی۔ مگر اسکے کاتب نے دیباچہ مین تحریر ولدیت مولف سے یہ غلطی کی۔ کہ بجاے نوراللہ ہیبتہ اللہ لکھدیا اور خاتمہ کتاب مین تسوید نام مولف یہ غلطی کی۔ کہ بجاے نام سیف اللہ کے صفی اللہ لکھا ہے۔ کیونکہ شجرہ و کرسی نامہ خاندان ہذا مین اولاد در اولاد حضرت شیخ علیہ الرحمہ سے۔ نہ کوئی بنام ہیبتہ اللہ نہ صفی اللہ بلکہ اون سے یہ واضح ہے کہ شیخ سیف اللہ و شیخ محب اللہ (کہ جنکی تصنیف کا ذکر مع انکی اولاد کے اوپر اس سے ہوا ہے) دونون برادر حقیقی یعنی فرزندان شیخ نوراللہ بن شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق قدس سرہ کے ہین۔

اول الذکر کلان۔ کہ جنکی اولاد سے یہ کاتب الحروف ہے۔ اور آخرالذکر خورد کہ جنکی اولاد سے مولوی انوارالحق ہین۔

یہان پر ظاہر کیا جانا کسی قدر مضمون دیباچہ و خاتمہ کتاب ہذا کا مناسب ہے۔

وہ یہ کہ۔ آغاز دیباچہ اِن الفاظ سے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی خلق محمد المصطفٰے باکرم شمائل الخ۔

بعد حمد و نعت کے یہ عبارت ہے۔ اما بعد میگوید فقیر احقر الطلبہ الملتجی بکرم اللہ القوی الباری سیف اللہ بن (ہیبتہ اللہ یہ نام کاتب نے غلط لکھا ہے صحیح نام نوراللہ ہے) الترک الدہلوی البخاری این رقعے چند است۔ در شرح شمائل النبوی۔

وترجمہ آثار مصطفوی۔ کہ مسمّے ہست باشرف الوسائل فی شرح الشمائل کہ نبذے ازان از نتائج فکر عقیم و مضامین ذہن سقیم ست واکثر آن ملتقط است۔ از کلام فضلای عظام وعلماے کرام از شارحان این مجموعہ جلیلہ و رسالہ جزیلہ وغیرہم من کبراء المتقدمین واکابر المتاخرین خصوص از مؤلفات مشحونۃ التحقیقات۔ و مصنفات محفوفۃ البرکات زبدۃ العلماء المحدثین۔ و قدوۃ الحفاظ المتقین شارح احادیث نبوی۔ ناشر آثار مصطفوی موضح خفیات القرآن۔ و دقائق التنزیل مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ کاشف معضلات العلوم الدینیۃ الجلیلۃ صاحب التصانیف الشریفۃ الجزیلۃ۔ المخدوم الاعظم والاستاذ الافخم الاکرم۔ المؤید بالفیض المطلق ابو المجد الشیخ عبد الحق قدس سرہ اللطیف و نور مرقدہ الشریف۔ کہ این احقر نسبت فرزندی۔ بل شرف غلامی بجناب سامی او دارد۔

بعدہ فقرۂ ذیل ہے۔ کہ بطور انتخاب اوسکی نقل درج ہے۔

پس چون صورت اتمام گرفت۔ ساختم آن را تحفہ درگاہ معلی بادشاہ ظفر قرین سلطان دین پرور السلطان المعظم ابو المظفر محی الدین محمد عالمگیر غازی لازالت رایات سلطنتہ مقارنۃ لآیات الفتح والظفر۔ الخ۔

خاتمہ پر اسطرح ہے۔ تم تبییض ہذا التسوید علے ید مولفہ احوج الناس الی الغنی القوی صفی اللہ بن ہبۃ اللہ الدہلوی۔ ضحی یوم الاثنین من رجب المرجب سنہ احدی وتسعین والف من الہجرۃ النبویۃ۔ الخ۔ پیر دن چڑھے ہے دوسری ماہ رجب ۱۰۹۱ ہجری

کاتب نے آخر میں اپنا نام جمال محمد۔ اور تاریخ فراغ نقل کتاب ۲ ذیقعدہ ۱۱۰۴ ہجری لکھی ہے ظاہر ہے کہ تصنیف سے ساڑھے تیرہ برس کے بعد یہ کتاب تحریر ہوئی۔ نہ معلوم کہ اصل کتاب سے یا اوسکی نقل سے۔ اگر اصل سے ہوئی تو اس کاتب کی غلطی ہے۔ اور جو کسی نقل سے لکھی گئی۔ تو کیا معلوم ہو سکتا ہے

کہ ۱۲۳ سال کے مدت دوران مین کسقدر نقل النقول اسکی ہوئی ہونگی - اور اس کاتب کو
کتنی تعدادت کے بعد نوبت تحریر کی آئی - اور ابتداً کس سے یہ دونون غلطیان
وقوع مین آئین - غرض کسی سے ہو دیباچہ مین تو غلطی کا ہو جانا قرین قیاس ہو سکتا ہے
کہ شاید بوجہ بدخطی یا مشکوکی وغیرہ اوس کتاب کے کہ جس سے وہ نقل کرتا ہو -
(خواہ وہ اصل ہو یا نقل) بجاے نور اللہ ہیبۃ اللہ سمجھا ہو -

لیکن خاتمہ کتاب مین جو بجاے سیف اللہ صفی اللہ لکھا - اس غلطی کا کوئی سبب
معلوم نہین ہوتا - بجز اسکے کہ وہ اپنی یاد مین بسبب قریب المخرج ہونے کے بعض حرف
غلطی کر گیا - واللہ اعلم -

پس وجوہ بالا سے غلطی کاتب مین تحریر نام ہیبۃ اللہ و صفی اللہ کچھ شبہ نہین -
اور یہ کتاب مصنفہ شیخ سیف اللہ بن شیخ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہما واجب التسلیم ہے -
اور اسی بنا پر اسکو فہرست تصنیفات سلسلہ اولاد مین (جسمین سواے میرے
اسوقت تک اور کوئی پایا نہین جاتا) بنمبر اول قائم کر کے اپنی تفصیل کتب مصنفہ کی
(سواے اس کتاب کے کہ جواب زیر تحریر ہے - اور مسمے بہ مرآت الحقائق
حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی البخاری و آبا و اجداد و اولاد امجاد آنجناب
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے ہے) لکھتا ہون -

فہرست ثانی کتابہای مصنفہ اولاد حضرت شیخ نور الحق محدث دہلوی

۱	۲	۳	۴	۵
نمبر شمار	نام مؤلف کتاب	نام کتاب	تاریخ تصنیف	کیفیت
۱	شیخ سیف اللہ بن شیخ نور اللہ بن حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ -	اشرف الوسائل فی شرح شمائل ترمذی (فارسی مین)	۱۰۱۹ھ	اس کتاب کی کیفیت اوپر اس سے لکھی گئی معلوم ہوتا ہے کہ فہرست بالا مین جو شیخ محمد سلام اللہ مندرجہ ہے انھون نے بھی بعض شرح شمائل ترمذی لکھی ہے وہ غالباً پیرو اسی کتاب کی ہوگی مگر اوسمین حوالہ اس اشرف الوسائل کا نہین ہے

۱	۲	۳	۴	۵
نمبر شمار	نام مؤلف کتاب	نام کتاب	تاریخ تصنیف	کیفیت
۲	برکت علی بن حیرت علی بن غلام حسن بن کمال الدین بن صبغة الله بن حضرت سیف الله	رہنمای حجاج (اردو مین) جلد ضخیم	سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ع	بہ سنہ ۱۳۰۸ھ مطابق سنہ ۱۸۹۱ع یہ کتاب مطبع مہر نیمروز واقع خاص ضلع بجنور مین طبع ہوئی - اسمین حال سفر حج اپنا مع تمامی کیفیت حرمین شریفین زادہما الله شرفاً - و نیز جملہ بلاد ملک حجاز و نیز جمیع حالات وہان کی مشروحاً مندرج ہوئی ہین
۳	ایضاً	کشف الکرامات بزرگان الہ آباد مع دیگر کوائف آن دیار از ابتدا تا حال	سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ع	یہ کتاب جزو رہنمای حجاج کی ہی - کہ جب احقر یہان سی روانہ مکۂ معظمہ ہوا تہا - تو اول منزل سفر پر یہی شہر تہا - کہ اسکی کیفیت آبادی وغیرہ بالتمام لکہی ہی یعنی یہ کہ اول اس شہر کو کب اور کس نے آباد کیا - اور پہر بار دوم کب اور کس نے - اور اس شہر مین جو بارہ [۱۲] دائرہ عہد شاہی سی واسطے تعلیم علم ظاہری و باطنی مشہور ہین اونکی کیفیت اور ہئیات تامتہ لکہی گئی ہے - اور بضمن ذکر دائرہ اول قصہ میان سرمد و دارا شکوہ و عالمگیر بہی بطور مستلزم الذکر آگیا ہی کہ جو قابل دید ہی اور نیز جو دیگر مقامات موصوف و معروف ہین اونکی کیفیت بہی بہت مشرح درج کی گئی ہے کہ وہ بہی لائق مشاہدہ ہے - چونکہ یہ مضمون وائل اس کتاب مین بجنسہ جزو

۵	۴	۳	۲	۱
کیفیت	تاریخ تصنیف	نام کتاب	نام مولف کتاب	نمبر شمار
لکھا گیا تھا - لہذا بوقت طبع ہونے اوس کتاب کے اسکو اوس سی علیحدہ کرلیا گیا - اور بتحریر دیباچہ اسکو اس نام سے موسوم کیا گیا -				
یہ بھی ایک جزو کتاب ہمارے حجاج ہی کہ جو بروقت لکھنے حالات جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ احوال بھی اوس کتاب مین لکھی گئی تھی - مگر بہنگام طبع ہونے اوس کتاب کی بنظر طوالت اسکو اوس سے علیحدہ کرلیا گیا - اور بتسطیر دیباچہ اسکو اس نام سے اسمین احوال قبل از ظہور کائنات کہ جب صرف ذات پاک خدای تعالی تھی - اور سوای اوسکے اور کچھ تھا اور عرش اوسکا پانی پر تھا - تا پیدائش حضرت آدم علیہ السلام اور اون سی تا زمانہ حیات جناب خاتم النبیین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ اجمعین کہین مفصلاً کہین مختصراً مندرج ہے -	سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ع	سید التواریخ قبل از موجودات تا عہد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	ایضاً	۴
اسمین تین فصلین ہین فصل اول مین وہ الفاظ ہین کہ جو قریب المخرج ہین - اور معنی مین مختلف ہین - مثلاً - ادیم (چمڑہ) - عدیم (ناپیدا) - الم (غم) - علم (نشان) - الیم (غمگین) - علیم (جاننے والا) وغیرہ وغیرہ فصل دوم مین وہ الفاظ ہین کہ لفظ واحد ہے مگر وہ چند معنی رکھتا ہی - مثلاً - اجل (بزرگتر) - اجل (موت) - آثار (نشانیان)		کشف الالفاظ	ایضاً	۵

۱	۲	۳	۴	۵
نمبر	نام مولف کتاب	نام کتاب	تاریخ تصنیف	کیفیت
				آثار - آثار - وغیرہ وغیرہ - غرض ہر شئی یک سیر فصل سوم مین وہ الفاظ ہین - کہ جو ہم معنی ہین - یعنی کسی چیز کا ایک نام ہی - اور بزبان عربی وفارسی الفاظ اوسکی متعدد ہین - اسلیئے ترتیب اسکی بزبان اردو رکہی گئی - مثلاً لفظ اردو (اب) ہی اور اصل الفاظ اسکی یہ ہین - الحال - اکنون - ایدون اینک وغیرہ وغیرہ -
۶	ایضاً	انشاء برکت (جلد ضخیم)		اسمین مکاتبات بالفاظ مقفی ومسجع وبعض بعبارت نظم بنام بزرگان وعزیزان ومحبان وچند عرائض وقصیدہ بنام حکام ہین - کہ جو مابین سنہ ۱۸۶۹ع و سنہ ۱۸۷۶ع مطابق سنہ ۱۲۸۵ھ و سنہ ۱۲۹۳ھ بزمانہ سررشتہ داری فوجداری ضلع میرٹھہ وکمشنری بنارس وقتاً فوقتاً تحریر ہوئے ہین
۷	ایضاً	تذکرہ پولیس	سنہ ۱۸۹۹ع مطابق سنہ ۱۲۸۶ھ	یہ بالکل نظم مین ہی - اسمین کاروائی اہل پولیس کی نسبت جرم ہر ایک قسم کے مفصل بحالت سررشتہ داری فوجداری چشم دیدہ خود رقم ہوتی ہے -
۸	ایضاً	بیاض (جلد ضخیم)		اسمین متعدد امور پسندیدہ وقابل یادگار ہر ایک جا سے باوقات مختلفہ حاصل کرکی جمع کیی گئی ہین اور تاحیات خود یہ سلسلہ جاری رہیگا - اسواسطے کوئی تاریخ تصنیف اسکی قرار نہین دیجا سکتی -

بعد تحریر و مرتب ہو جانے فہرست ہاے بالا کے ایک اور کتاب مصنفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پتا لگا۔ وہ یہ کہ غنیۃ الطالبین جو بزبان عربی جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہی۔ اوسکا ترجمہ فارسی مین آپنے کیا ہی۔ اور یہ پتا اسطرح پر معلوم ہوا کہ مولوی عبد الحی صاحب مغفور علامہ مشہور لکھنوی ذی اپنی ایک تصنیف مین لکھا ہے۔ کہ حضرت شیخ محدث نے ترجمہ غنیۃ الطالبین مین ایسا اور ایسا لکھا ہی۔ کہ اونکی اس تحریر سے یہ ترجمہ ثابت ہے۔ ورنہ یہ کتب خانہ مولوی انوار الحق مین نہین ہے۔ اور نہ ابتک کہین طبع ہوا ہی۔ مگر ہان منشی محبوب احمد ولد منشی جمال احمد لکھنوی سے نے ترجمہ اسکا بزبان اردو مسمے بہ زبدۃ السالکین کر کے مطبع منشی نولکشور واقع لاہور مین بماہ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ مطابق ماہ جولائی ۱۸۹۲ء طبع کرایا۔ کہ وہ راقم نے دیکھا ہے۔ کہ نصف صفحہ پر مضمون عربی ہی۔ اور محاذی اوسکے نصف صفحہ پر ترجمہ اوسکا اردو مین ہے۔ اور کتب خانہ قاضی محمد یحیی صاحب پلولی مین موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ترجمہ حضرت شیخ نے فارسی بعد فہرس التوالیف کے فرمایا ہے۔ کہ جو اوس فہرست مین مندرج نہین ہے۔

بنظر مناسب اسی موقع پر شجرہ بھی اولاد حضرت نور الحق کا لکھے دیتا ہون کہ جسمین سلسلہ ہر ایک نبیرہ والا کا دو قسم پر قائم کیا گیا۔

ایک وہ کہ جو تھوڑا سا ہی چلکر رہگیا۔ اور کوئی شاخ اونمین سے پیدا نہین ہوئی۔

دوسرا وہ کہ شروع سی تا حال مسلسل چلا آیا۔ اور شخص مندرجۂ خانہ اخیر کا موجود ہے۔

اور جو ان سلسلون سے اور شاخین نکلین اور پھیلین اور بالآخر وہ نرہین۔ اور اونکا نام ونشان تک باقی نہین ہے۔ اونکا لکھنا بھی ضرور رہوا۔

کیونکہ مقصود صرف واسطے دکھلانے اس امر کے ہی۔ کہ سلسلہ اولاد کس کس نبیرہ کا بالکل قطع ہو گیا ہی۔ اور کس کس کا ابتک یعنی تا آخر ۱۳۱۹ھ کس تعداد سے موجود ہے۔

حضرت نور الحق بن شیخ عبدالحق رح

نور اللہ

جار اللہ	علیم اللہ	محمد سیف اللہ	شیخ محب اللہ	
سعد الدین	ابوالحیات	صبغۃ اللہ	حافظ فخر الدین	مفتی نور الحق شیخ ثانی
سعادت اللہ	خیر اللہ	کمال الدین	شیخ الاسلام	مفتی محب الحق
مولوی نور الحق عرف حافظ محمدی	میاں احسان	غلام حسن	مولوی سلام اللہ	مولوی نظام الدین
مولوی حافظ محمد نور الحق	محمد امان			
لاولد گئے	لاولد گئے			
خیرات علی	حیات علی لاولد گئے	[illegible]	محمد سالم	مفتی اکرام الدین
فضل الرحمن	[illegible]	[illegible]	برکت علی	[illegible]
			[illegible]	ولی اللہ
				مفتی احسان الحق

عرفان الحق	سعید الحق	انوار الحق	احسان الحق	مظہر الحق	فرید الحق	افضال الحق	شمس الحق مرحوم	عبدالاسلام	حبیب الدین	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
•	•	۱ پسر	۴ پسر	۴ پسر	۱ پسر	۴ پسر	۳ پسر	۱ پسر	۲ پسر	بذات خود	۱ پسر ۵ نبیرہ	۲ پسر ۵ نبیرہ	۳ پسر ۲ نبیرہ	۳ پسر ۱ نبیرہ	۲ پسر ۹ نبیرہ	۴ پسر
۴ نفر		۲ نفر	۵ نفر	۵ نفر	۴ نفر مع بندہ	۵ نفر	۴ نفر	۱ نفر	۳ نفر	۱ نفر	۶ نفر	۷ نفر	۵ نفر	۴ نفر	۱۷ نفر	۴ نفر

ذکر شیخ علی محمد فرزند دوم

انہون نے بہی تحصیل علم اپنے والد ماجد سے ہی فرمائی - اور بڑے فاضل و عالم ہوی - خزائن الدرر در لغات عربی و فارسی و ترکی کہ جو بڑی ضخیم کتاب ہی - اور رسالہ احوال پنج پیران چشت یعنی حضرت خواجہ معین الدین و خواجہ قطب الدین و شیخ فرید الدین گنج شکر و حضرت نظام الدین اولیا و حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہم - اور نجات المرید در احوال حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ آپکی تصنیفات سے ہین - انمین سے کوئی کتاب طبع نہین ہوئی - اور کتب خانہ مولوی انوار الحق مین صرف ایک کتاب اخیر کی موجود ہے اور پہلی اور دوسری ایام غدر متذکرہ بالا مین تلف ہوگئی - مگر سر سید احمد خان مرحوم نے اپنی کتاب آثار الصنادید مرتبہ و مطبوعہ بار دوم مین کتاب دوم کا حوالہ دیا ہی - غالباً اونکے کتب خانہ مین موجود ہوگی - آپکی اولاد سے اکثر علما ہوے ہین - مگر اونکی تصنیف دیکھنی یا سننے مین نہین آئی - آپکے خاندان کا بہی شجرہ مطابق بالا ذیل مین درج کیا جاتا ہے -

حضرت علی محمد بن شیخ عبد الحق

ابو المفاخر

<table dir="rtl">
<tr><td>محمد مراد</td><td colspan="2">محمد جواد</td><td colspan="8">ابو المواهب</td></tr>
<tr><td>محمد قاسم</td><td colspan="2">سیف الحق</td><td colspan="8">فیض الحق</td></tr>
<tr><td>غلام محمد</td><td colspan="2">ظہور الحق</td><td colspan="8">معین الحق</td></tr>
<tr><td>×</td><td colspan="2">عظیم الحق</td><td colspan="4">متین الحق</td><td colspan="4">قیام الحق</td></tr>
<tr><td></td><td>امیر الحق</td><td>ولی الحق</td><td colspan="2">عین الحق</td><td colspan="2">عبید الحق</td><td colspan="4">عباد الحق ×</td></tr>
<tr><td></td><td>وزیر الحق مرحوم</td><td>محب الحق</td><td colspan="2">عرفان الحق</td><td>فرید الحق مرحوم از زوجہ اول</td><td>وحید الحق از زوجہ دوم</td><td>انوار الحق ایضاً</td><td>افضال الحق ایضاً</td><td>نثار الحق ایضاً</td><td>نصیر الحق ایضاً</td></tr>
<tr><td></td><td></td><td>بذات خود</td><td>منظور الحق مع ایک فرزند</td><td>لطیف الحق</td><td>رشید الحق</td><td>۲-پسر</td><td>۲ پسر</td><td>بذات خود</td><td>۲-پسر</td><td>۱-پسر</td></tr>
<tr><td></td><td></td><td>۱-نفر</td><td colspan="2">۴-نفر</td><td>۱-نفر</td><td>۳-نفر</td><td>۳-نفر</td><td>۱-نفر</td><td>۳-نفر</td><td>۲-نفر</td></tr>
</table>

ذکر محمدؐ ہاشم فرزند سوم

آپ نے بہی علم و فضل اپنے والد بزرگوار سے ہی حاصل فرمایا۔ چنانچہ انکی نسبت حضرت شیخ علیہ الرحمۃ رسالہ فہرس التوالیف مین فرماتے ہین۔

نقل - کہ فرزند عزیز محمدؐ ہاشم نیز در علم و فضل تالی و تابع برادر خود (یعنی شیخ نور الحق) ست و بجوہر طبع او بجودت و سلامت و قوت در علم قدم بقدم خصوصاً بعلم شریف حدیث موصوف و ممتاز است - بلغہ اللہ مبلغ الرجال۔

اس قول حضرت شیخ علیہ الرحمۃ سے صاف ظاہر ہے - کہ یہ بہی محدث ہوے ہین - ایک رقعہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا دستخط خاص سے لکھا ہوا بنام شیخ محمدؐ ہاشم کے موجود ہے - کہ اونکو فرزند کرکے لکھا ہے - اور شیخ محمدؐ عاصم اونکے صاحبزادے کو حضرت نے اونکے پاس بیرون شہر بہجایا ہی - کہ جسکی نقل بجنسہ آغاز سرنامہ سے ذیل مین لکہی جاتی ہے

عاقبت بخیر باد

یقین آن فرزند باشد کہ من ترا دوست میدارم - و از نیکان می شمارم - حق سبحانہ تعالی تمام نیکی ہاے دین و دنیا بنقد وقت تو گرداند - دعا این ست - کہ از جمیع آفات و بلیات محفوظ دارد - و بجمیع کرامات و برکات محظوظ گرداناد - زیادہ برین طاقت نوشتن ندارم شمار او کار شمار ابخدا سپردم - (والسلام)

فرزند دلبند بجان پیوند محمدؐ عاصم را فرستادم کہ چندگاہ دیدہ بجمال و کمال او روشن گرداند۔ فقط

بیان مؤلف

بعض جا شجرہ وغیرہ مین آپکا نام بجاے محمدؐ ہاشم کے محمدؐ عاصم لکھا گیا ہے۔

سو تحریرات بالا سے صریحاً غلط ہے - در اصل آپکا نام محمد ہاشم ہے - اور محمد عاصم آپ کے فرزند ہین -
آپکی تصنیفات سے کوئی کتاب نہین دیکھی نہ کسی جگہ اوسکا ذکر لکھا دیکھا نہ نام -
اور نہ اولاد سے آپ کے کوئی تصنیف معلوم ہوئی - اور آپکا سلسلہ اولاد بھی زیادہ جاری نہین رہا یعنی تین اولاد در اولاد ہوکر ختم ہوگیا جیسا کہ شجرۂ مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے

حضرت محمد ہاشم بن شیخ عبد الحق
محمد عاصم
محمد محتشم
محمد معتصم

✣

ایک خاندان ہے - کہ وہ اپنے تین اولاد دختری سے حضرت محمد ہاشم کی بیان کرتا ہے - اور ایک نیم چاہ بھی دیہ معافی کا مع تین سو دو بیگہ پانچ بسوہ اراضی جمعی ایک سو سولہ روپیہ ۸ آنے کی بحصہ برابر - اپنے قبض و دخل مین بطور مالکانہ رکھتا ہے - کہ منجملہ اس حقیت کے کہ ایک ثلث طرف سے شیخ واجد علی احد لحصہ دار مدت ۲۲ برس کچھ زائد سے میرے پاس رہن ہے - اور وہ بمقام مکہ معظمہ لاولد فوت ہو گئے
باقی دو ثلث ملکیت مین حکیم الدین ولد اکرام الدین بن غلام محی الدین - و وجیہ الدین بن غلام محی الدین بحصہ مساوی ہین -

اب یہ شجرہ حضرت شیخ عبد الحق جد اعلےٰ سی لیکر مجھہ برکت علی تک یعنی تا آخر سنہ ۱۳۱۹ھ حسب غایت قسم دوم مندرجہ آغاز تحریر حالات ہذا کی لکھتا ہون - اسمین صرف وہ سلسلے ہر دو شجرہ مذکورہ بالا سی انتخاب کر کے درج ہین - کہ شروع سی علی الاتصال ابتک جاری ہین اور جو سلسلے کہ منقطع ہو گئی - وہ مرفوع القلم کیی گئی - اونکا دیکھنا منظور ہو تو اوپر کی نقشون مین دیکھہ لیا جاوی - مگر یہان سلسلہ حضرت محمد ہاشم کا بمراد اظہار تعداد فرزندان حضرت شیخ تیمناً قائم کیا گیا اور اسی لحاظ سے شروع اس شجرہ کا حضرت آقا محمدؒ سے ہی مناسب ہوا - گو کہ اسمائے بزرگان حضرت شیخ کی ابتدا مین ترتیباً رقم ہو چکی ہین - مگر یہان بہی تبرکاً درکار ہین -

تاریخ آمد از بخارا	عہد سلطنت	تاریخ ولادت	مورث اعلےٰ	تاریخ وفات	مقام مدفن	عہد سلطنت
سنہ ۶۹۵ھ ما بین سنہ ۷۱۰ھ	بعہد سلطان علاؤ الدین خلجی بادشاہ دہلی حاضر ہوئے	معلوم نہین	حضرت آقا محمدؒ ترک البخاری	۱۷ ربیع الثانی سنہ ۷۳۹ھ	پس پشت عیدگاہ تالاب شمسی مقبرہ ہے	محمد تغلق بادشاہ بن غیاث الدین تغلق
.	.	.	ملک معز الدین	.	ایضاً	.
آپ ما بین سنہ ۷۹۱ھ و سنہ ۷۹۶ھ یہان بخارا کو چلے گئے تھے سنہ ۸۰۱ھ مین واپس آئے	ہمرکاب صاحبقران امیر تیمور گورگان بادشاہ ایران	.	ملک موسےٰ	.	ایضاً	.
.	.	.	فیروز شہید	سنہ ۸۶۰ھ	مقام بہرایچ ملک اودہ شہید ہوئے	سلطان بہلول لودہی
.	.	.	سعد اللہ	۲۲ ربیع الاول سنہ ۹۲۸ھ	پس پشت عیدگاہ تالاب شمسی	سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودہی
.	سلطان سکندر بن بہلول لودہی	سنہ ۹۲۰ھ	سیف الدین	۲۷ شعبان سنہ ۹۹۰ھ بعمر ۷۰ سال	ایضاً	جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ

واضح ہو- کہ خانہ ہاے اخیر اس شجرہ و نیز ہر دو شجرہ بالا مین جو اکثر اسماء کے نیچے اونکے بیٹون اور پوتون کے نام بسبب عدم گنجائش تحریر مین نہین آئے اور صرف اسقدر لکھدیا گیا ہے- کہ اتنے پسر اور اتنے نبیرہ- سو ان سبکے نام آگے اس سے جو مضمون مندرج ہے- مع کسی قدر کیفیت ضروری ہر واحد کے معلوم ہون گے-

یہان اس امر کا بہی ظاہر ہونا ضرور ہے کہ

اب اس خاندان حضرت شیخ عبد الحق قدس سرہ مین جو اکیانوے آدمی صغیر و کبیر از قسم ذکور موجود ہین- ان مین تحصیل علم دینی و اجدادی کا کیا حال ہے- اور حصول معاش دنیوی کی کیا صورت ہے- ان دونون امر کی نسبت بلحاظ ترتیب پیدائش ذیل مین لکھتا ہون- کہ بسلسلہ اولاد شیخ نور الحق فرزند کلان حضرت شیخ علیہ الرحمۃ دو خاندان ہین-

اول مجہہ برکت علی راقم الحروف کا- کہ جو اولاد شیخ سیف اللہ نبیرۂ اول شیخ نور الحق سے ہے-

دوم مولوی محمد انوار الحق ابن مفتی احسان الحق کا- کہ جو اولاد شیخ محب اللہ نبیرۂ سوم سے ہے-

سو میرے خاندان کی یہ کیفیت ہے

افضال الحق عمر ۵۹ سال ۱ ماہ- ۱۳ یوم	پسر کلان میرا- اسکی پیدائش ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۸ نومبر سنہ ۱۸۴۴ء یوم پنجشنبہ قبل از مغرب مقام پلول کی ہے- یہ عالم و حافظ و حاجی و محدث ہے بظاہر تو اسنے بجنسہٖ تتبع حضرت شیخ جد اعلےٰ ثانی اپنے کا کیا ہے- یعنی یہ کہ اول علم عربی بمقام دہلی حاصل کیا- بعدہٗ حفظ قرآن- پہر مکہ معظمہ گیا اور علم حدیث شریف پڑہا- اور عند الامتحان خاص حرم شریف اوسنے سند حدیث

بجلسہ جمیع علماء و شیخ العلماء و شریف صاحب و پاشاہ صاحب والی مکہ معظمہ
سند فضیلت کی پائی۔ اور حج سے مشرف ہوا تفصیل بھی اوسکے علوم
حاصلہ کی اطلاعاً ذیل مین کرتا ہون۔

صرف و نحو مین درسی کتابین معقولات مین میرقطبی تک۔ فقہ مین درسی
کتابین۔ حدیث مین مشکوۃ و صحاح ستہ سواے نسائی کے تفسیر مین جلالین
بیضاوی و عباسی و مدارک۔

اور اسکی معاش کا یہ حال ہے کہ

شروع مین چند سال تک بعہدہ مختلفہ مثل منصرمی بندوبست و نائب تحصیلدار
و پیشکاری اجلاس وغیرہ رہا۔ اور ۱۸۸۳ء سے بجاے میرے سر رشتہ دار
کمشنری بنارس ہوا۔ بعدہ چھ برس تک قائم مقام ڈپٹی کلکٹر رہا۔
یکم مارچ ۱۸۹۹ء کو بدستور سر رشتہ داری پر واپس ہوکر ضلع پیلی بھیت مین
بلقب جنرل سپرنٹنڈنٹ مال مامور ہے۔
غرض ضروریات دنیاوی سے بعنایت الٰہی فارغ البال ہے۔

اسکے چار فرزند ہین

نام	حال
نظر الحق عمر ۳۱ سال ۲ ماہ ۱۲ یوم	اسکی پیدائش ۹ رمضان ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۷۲ء روز دوشنبہ مقام بلول کی ہے۔ یہ صرف فارسی دان ہے۔ اور مڈل اردو پاس کیا ہوا ہے۔ بالفعل محرر جوڈیشل تحصیل ضلع مرزاپور مین بمشاہرہ ۱۵ پندرہ روپیہ
منظور الحق عمر ۲۷ سال ۲ ماہ ۱۳ یوم	اسکی پیدائش ۱۷ شوال ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۸۷۵ء مقام میرٹھ کی ہے۔ یہ انگریزی دان تا انٹرنس ہے مگر پاس شدہ نہین۔ اور بالفعل سر رشتہ انگریزی صیغہ کورٹ آف وارڈس ضلع پیلی بھیت بمشاہرہ ۲۰ بیس روپیہ مقرر ہے۔

	محمود الحق عمر ۲۰ سالہ ۴ ماہ	اسکی پیدائش ماہ شعبان ۱۲۹۹ھ مطابق ماہ جون ۱۸۸۲ع بمقام جونپور کی ہے - صرف ونحو مین شرح جامی تک معقول مین قطبی تک اپنے گھر پر اسنے پڑھا - بعدہ وہ اسکول انگریزی مین داخل ہوا - وہان وہ علم عربی حسب قاعدۂ مقررۂ اسکول کے پڑھتا ہے - اور ہر ایک امتحان مڈل و انٹرنس و (ایف اے) مین بشمول علم عربی پاس ہو چکا ہے - اور اب (بی اے) مین ہے -
	انعام الحق عمر ۷ سالہ ۸ ماہ	یہ زوجۂ ثانیہ سے بتاریخ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ ہجری مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۴ع بمقام بنارس پیدا ہوا - بہرحال زیر تعلیم و پرداخت اپنے والد کے ہے -
شمس الحق		پسر دوم میرا - یہ بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۸۵۰ع یوم دوشنبہ بمقام پلول پیدا ہوا تھا صرف فارسی خوان اور پیشکار حضور تحصیل مہاراجہ صاحب بنارس تھا - کہ بتاریخ ۲۹ محرم ۱۳۱۲ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۸۹۴ع بعمر سینتالیس سال دس ماہ نو روز کے بمقام بنارس انتقال کر گیا اسکے تین ۳ بیٹے ہین
	قمر الحق ۲۵ سالہ ۲ ماہ	انگریزی دان پاس کردہ انٹرنس منصرم سررشتہ نقول منصفی بنارس ہے اسکی پیدائش بماہ شوال ۱۲۹۴ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۸۷۷ع یوم دوشنبہ بمقام میرٹھ کی ہے -
	نجم الحق ۲۲ سالہ ۲ ماہ ۸ یوم	یہ انگریزی دان بلا پاس ہے - اور ناظر اجلاس کنور صاحب مہاراجہ بنارس باستحقاق ملازمت سابقہ والد خود ہے - پیدائش اسکی ۲۱ شوال ۱۲۹۷ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۸۸۰ع یوم دوشنبہ بمقام بنارس کی ہے -

بدر الحق ١٠ سالہ ٢ ماہ

اسکی پیدائش یکم ذیقعدہ سنہ ١٣٠١ھ مطابق ٢٣ اگست سنہ ١٨٨٤ع یوم شنبہ مقام بنارس کی ہے۔ ہنوز اسکول بنارس مین پڑہتا ہے۔

سراج الحق

پسر سوم میرا۔ یہ بتاریخ ١٤ شوال سنہ ١٢٧١ھ مطابق ١١ جولائی سنہ ١٨٥٤ع یوم شنبہ بمقام پلول پیدا ہوا تہا۔ یہ فارسی دان اور حافظ قرآن اور خوش الحان وخوشنویس اہلمد دفتر کمشنری بنارس تہا۔ کہ بتاریخ ٥ صفر سنہ ١٢٩٩ھ مطابق ٢٧ دسمبر سنہ ١٨٨٢ع یوم یکشنبہ بعمر ٢٨ سال و ٦ ماہ و ٢٠ یوم یکایک لا ولد قضا کر گیا

فرید الحق عمر ٣٤ سال ١١ ماہ ١١ یوم

پسر چہارم میرا۔ اسکی پیدائش ١٩ محرم سنہ ١٢٧٤ھ مطابق ٩ ستمبر سنہ ١٨٥٧ع یوم چہارشنبہ مقام سرائے قصبہ فریدآباد ضلع دہلی ایام غدر کی ہے۔
صرف ونحو کی درسی کتابین معقولات مین شرح تہذیب تک اور تعلیم فارسی نثر مین ظہوری واخلاق جلالی۔ نظم مین قصائد عرفی تک پڑہا ہے۔

اور اسکی معاش کی یہ کیفیت ہے کہ

وکیل ضلع جونپور ہے۔ اور آمدنی اسکی مثل ملازمان کے معین نہین ہے۔ مگر اوسط ماہانہ بقدر چار سو پانسو روپیہ ہوتا ہے۔ اور بوجہ قانون دانی وجودت طبع وخوش تقریری بلقب (بیرسٹر جونپور) مشہور ہے۔

اسکے ایک بیٹا ہے کہ جسکی یہ کیفیت ہے

وحید الحق ١٠ سالہ ٩ ماہ

اسکی پیدائش ماہ ربیع الاول سنہ ١٢٩٩ھ مطابق ماہ جون سنہ ١٨٨٢ع مقام پلول کی ہے۔ یہ صرف ونحو مین درسی کتابین۔ معقولات مین میرزاہد وملاجلال وحمداللہ۔ فقہ مین ہدایہ تک۔ حدیث شریف مین مشکوۃ شریف۔ فلسفہ مین میبذی۔ تفسیر مین جلالین پڑہا ہے۔
اور یہان تک اسنے تعلیم معلم سے اپنے گہر پر پائی۔ ازان بعد وہ اسکول انگریزی واقع جونپور مین داخل ہوا۔ اور وہان انٹرنس تک پڑہا

اور اب ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ماہ محرم سنہ ۱۳۲۴ھ سے محمدن کالج علیگڈھ مین بہرتی ہوا ہے - اور انگریزی کے ساتہ ایک سبق عربی کا بہی حسب قاعدہ معینہ وہان کے رکہا ہے - اسنے شعرگوئی مین بہی اچہی مہارت بہم پہونچائی ہے - اور شاگرد مرزا داغ دہلوی کا ہے - کہ جو فن شاعری مین استاد حضور نظام دکن کے استاد السلطان ہین - اور اونکے ذریعہ سے حضور نظام کی عطیہ طرحون پر غزلین بہی لکہی ہین جو کہ بہت مقبول ہوئین - اور ایک قسم کا تعرف پیدا ہوگیا -

مظہر الحق عمرہ ۲۳ سال ۱۱ ماہ ۱ یوم

پسر پنجم میرا - اسکی پیدائش بتاریخ ۱۹ محرم سنہ ۱۲۸۴ھ مطابق ۲۴ مئی سنہ ۱۸۶۷ء یوم جمعہ وقت مغرب مقام میرٹہہ محلہ خیرنگر دروازہ کوٹہی محمد صدیق کمبوہ کی ہے - یہ فارسی و انگریزی مین پاس ہے - اور (ایف اے) بہی دو برس پڑہا ہے - اور بالفعل ریاست رامپور مین بمشاہرہ پچاس ۵۰ روپیہ ملازم ہے - مضمون نگاری مین خواہ انگریزی ہو یا فارسی مہارت تامہ رکہتا ہے - چنانچہ مین نے جو ایک عرضی بعبارت انگریزی بحضور جناب کارمیکل صاحب کمشنر بنارس ولایت لندن کو اسکے ہاتہ سے لکہا کر بتاریخ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء بہیجی تہی اور اوسمین گزارش کیا گیا تہا - کہ یہ عرضی مظہر الحق پسر خرد خاکسار کے ہاتہ کی لکہی ہوئی ہے - کہ جسکو پہلے پہل ایسی تحریر کا اتفاق ہوا ہے - لہذا اسکی صحت و سقم سے بطور ہدایت مربیانہ اگہی بخشی جاوے - تو بجواب اوسکے چٹہی جناب ممدوح مرقومہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء مین نسبت اس فقرے کے یہ لکہا آیا کہ - (طرز عبارت سے آپکے فرزند سید مظہر الحق کی لیاقت ٹپکتی ہے - کیونکہ اکثر تعلیم یافتہ انگریزی سے اپنے خیالات کو اس خوبصورتی سے ادا نہین کر سکتے جیسے کہ آپکے لڑکے نے اپنے مافی الضمیر کی تصویر کہینچی ہے)

اور چونکہ یہ پونے دو سال کی عمر مین ہمراہ والدہ و افضال الحق برادر کلان خود مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہو آیا ہے۔ اسلئے یہ اوسیوقت سے بلفظ حاجی کے مشہور ہے یہانتک کہ مردم عام نام اسکا واقع مین حاجی ہی جانتے ہین۔ اور اصلی نام سے بالکل ناواقف ہین۔

اسکے چار لڑکے ہین

شریف الحق ۱۶ سالہ ۳ ماہ ۱۲ یوم	یہ ۱۸ ار رمضان ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۱ ر جون ۱۸۸۶ء یوم دوشنبہ کو بمقام بنارس پیدا ہوا۔ فارسی و انگریزی پڑہتا ہے۔
ظریف الحق ۷ سالہ ۱۵ یوم	یہ ۱۵ ار ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ مطابق ۹ ر جون ۱۸۹۵ء یوم یکشنبہ کو بمقام مذکورۂ بالا پیدا ہوا۔ اور زیر تعلیم ہے۔
اظہر الحق ۴ سالہ ۸ ماہ	یہ ۱۶ ار جمادی الاول ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۳ ار اکتوبر ۱۸۹۷ء یوم چہارشنبہ کو بمقام مذکورۂ بالا پیدا ہوا۔ اور ابہی تعلیم کے قابل نہین۔
انوار الحق ۲ سالہ	یہ ۲۱ ر محرم ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۱ ر مئی ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ کو بمقام بنارس پیدا ہوا۔

چونکہ یہ چارون نام بلا تاریخی تہے۔ لہذا ایک ایک لفظ ہر ایک کے نام پر بڑہا دیا گیا۔ کہ جس سے یہ نام تاریخی ہوگئے۔

شریف الحق تقدسی	ایضاً شریف الحق متقلد	ان دونون لفظون مین سے جو لفظ زیادہ ترپسند ہووہ استعمال مین لایا جاوے
۱۳۰۳ھ	۱۳۰۳ھ	
ظریف الحق یعنی ظریف الکلام	اظہر الحق مکی	انور الحق افضالی
۱۳۱۲ھ	۱۳۱۵ھ	۱۳۱۸ھ

ذکر برادران خود

ہم چار بہائی حقیقی تہے۔

راقم الحروف برکت علی (۱) عبدالحق (۲) فضل حق (۳) فضل الرحمن (۴)

سو مین اپنا حال اوپر لکھہ چکا ہون - اور باقی ہر سہ برادران کی یہ کیفیت ہے - یعنی

عبدالحق (۲)	۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۷ جون ۱۸۹۴ء یوم چہار شنبہ کو بعمر ساٹہہ ۶۰ سال اسکا انتقال ہوگیا -
احسان الحق - پسر اسکا ریاست مالیر کوٹلہ مین صدر قانونگوی بمشاہرہ پچیس ۲۵ روپیہ کے ہی - بعمر ۵۰ سال	اسکے چار لڑکے ہین
اعجاز الحق (۱) ۲۶ سالہ ۴ ماہ	مڈل انگریزی کا پاس ہے - اور محکمہ نہر ضلع فیروزپور پنجاب مین نوکر ہے - اسکی پیدائش ۴ شعبان ۱۲۹۳ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۸۷۶ء یوم پنجشنبہ مقام پلول کی ہے -
احتشام الحق (۲) ۱۹ سالہ ۲ ماہ	اسکی پیدائش ۳۰ شوال ۱۳۰۱ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۸۸۴ء یوم دوشنبہ مقام شاہجہان پور کی ہے - یہ مڈل انگریزی پاس ہے - اور ولیعہد ریاست لوہارو متعلقہ قسمت دہلی کا مصاحب ہے - تعداد مشاہرہ صحیح طور پر مجکو معلوم نہین -
افتخار الحق (۳) ۱۷ سالہ ۹ ماہ	یہ انگریزی دان ہے - مگر یہ معلوم نہین کہ پاس شدہ کسی درجہ کا ہے یا نہین - مگر اوسی سررشتہ نہر مین یہ بہی ملازم ہے - اسکی پیدائش ۵ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۸۸۴ء یوم شنبہ مقام شاہجہان پور کی ہے -
اظہار الحق (۴) ۹ سالہ	یہ ہنوز زیر تعلیم ہے - اسکی پیدائش ۶ رجب ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۵ جنوری ۱۸۹۳ء

یوم چہارشنبہ مقام ریاست مالیرکوٹلہ کی ہے۔

فضل حق (بیٹے)
یہ بتاریخ ۵ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء یوم پنجشنبہ تخمیناً بعمر پچیس سال قضا کر گیا۔
اسکا بیٹا انوار الحق بعمر ۵۰ سال مدت دراز سے بریاست بھوپال تھانہ دار ہے۔ اسکے ایک بیٹا ہے عطاء الحق کہ جو فارسی دان ہے۔ اور اپنے والد کے ہی پاس رہتا ہے۔

فضل الرحمن (بیٹے) بعمر ۷۴ سال
یہ بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔ اور فارسی دان معمولی ہے۔ ابتدا میں وہ سررشتہ داری منصفی سکندرآباد ضلع بلندشہر تھوڑے عرصہ تک رہا۔ اور پھر سررشتۂ انجنیری ریلوی غازی آباد میں۔ زاں بعد تا انتہا مدت ملازمی برابر سپرنٹنٹ مینوسپلٹی ضلع شاہجہانپور و ضلع غازی پور مشاہرہ ساٹھہ روپیہ مقرر رہا۔ بعد اختتام میعاد نوکری حسب قاعدہ اوس سررشتہ کے انعام پاکر اپنے مکان پر باآرام تمام بسر کرتا ہے۔
اسکے دو پسر مندرجۂ ذیل ہیں

عرفان الحق بعمر ۳۴ سال
یہ انگریزی میں انٹرنس پاس ہے۔ اور بسررشتہ تعلیم ضلع گوڑگانوہ مشاہرہ تیس روپیہ ملازم ہے۔

سعید الحق بعمر ۳۰ سال
یہ محض فارسی دان ہے۔ ایک ضلع میں بزمرۂ امیدواران ہے۔

اب احقر مختصر حال جناب والد ماجد مرحوم خود و نیز اپنا لکھتا ہے کہ۔

منشی خیرات علی
میرے والد صاحب نے تحصیل علم خاص جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی کی تھی۔ اور پھر اونکے ہی خط سفارش سے بضلع گوڑگانوہ نوکری پائی۔ اور حکام وقت نے عزت دی۔ (اللہ اللہ عظمت و وقار مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا) کہ جسوقت یہ خط ایک صاحب کلکٹر کی کوٹھی پر گئے۔ تو وہ سنکر باہر آئے۔ اور خط اپنے سر پر رکھکر اندر چلے گئے

وہان سے پڑہکر پہر آئے - اور کہاکہ جسوقت جو جگہ خالی ہوگی - آپکو ہی ملیگی -
آپ ٹہریے - یہ بولے کچہری مین حاضر ہوا کرون - فرمایا کہ کبہی ایسا نکرنا -
کیونکہ مین وہان بیٹہا ہونگا مجکو اوٹہنا پڑیگا - مین تمہارے روبرو بیٹہہ نسکونگا
ہان یہان کوٹہی پر آپ آیا کرین - تو مل سکتا ہون - چند روز بعد محرری تہانہ
پلول مشاہرہ دس ۱۰ روپیہ کی خالی ہوئی - تو فرمایا کہ یہ جگہ لائق تمہارے نہین ہے
مگر بنظر اسکے کہ وہان آپکا گہر ہے - اسکو تا خلوے کسی بڑے عہدہ کے
قبول کرلین - تو مین حکم لکہا دون - چنانچہ منظور کیا گیا - اور یہان آئے کہ تہوڑے ہی
عرصہ بعد تہانہ داری یہان کی خالی ہوئی - تو اوسپر بمشاہرہ پچیس ۲۵ روپیہ مقرر کردیا
بعد چندے سررشتہ مین ایک اسامی تیس ۳۰ روپیہ کی خالی ہوئی کہ اوسپر مامور کیا
پہر سررشتہ داری فوجداری خالی ہوئی - تو اوسپر مقرر فرمادیا - اونیس ۱۹ برس
بکمال دیانت و لیاقت انجام کار سرکار کا کیا - پہر ایک مصلحت خاص سے بعہد
جناب جان لارنس صاحب کلکٹر بہادر (کہ جو ثانی الحال گورنر جنرل ہند ہوے)
مستعفی ہوے - کہ اونہون نے منظوری استعفا مین کئی مہینہ تک تامل فرمایا
کہ ایسا سررشتہ دار دیانت دار و کارگزار ہمکو نہین ملیگا - آخر بعد بحث کثیر منظور کیا
اور سارٹیفکٹ جو عطا فرمایا - تو اوسمین علاوہ دیگر فقرات متضمن مدت ملازمی
وغیرہ یہ بہی لکہدیا - کہ یہ عالی خاندان سے ہین - اور انہون نے اسوقت مین
دیانت داری کی ہے - کہ جب کوئی دیانت کا نام بہی نہین جانتا تہا -
قدرت الٰہی سے اوسی روز راج الور سے حکم طلبی کا آیا - کہ روز روانگی سے آپکو
تنخواہ ملیگی - وہان پہونچتے ہی محکمہ مال کے حاکم ہوئے - ایک سال وہان رہے
اور رخصت لیکر وطن کو آئے -
تو راج تجارہ سے طلبی ہوئی - وہان حاکم عدالت فوجداری و عدالت دیوانی کے ہوے

۱۴ شوال ۱۲۵۶ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۸۴۰ع یوم شنبہ کو بعارضۂ دق وسل
انتقال ہوا - جنازہ حسب وصیت فرمائی مقام تجارہ سے قطب صاحب کو گیا
اور زیر چھجہ غرب و یہ مقبرۂ حضرت شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی
قدس سرہ اپنے جد امجد کے مدفون ہوے - خداے تعالے مغفرت فرماے
مہاراجہ صاحب نے اونکی وفات پر بہت افسوس کیا - او سوقت عمر میری
ساڑہے سولہ سال کی تہی - اونہون نے بنظر بندہ نوازی اور اپنے دستور
ریاست کے مجکو بجاے اونکے مقرر فرمانے کی تجویز اس شرط پر کی کہ
میر حیات علی اپنے چچا کو بلالو - جو تنخواہ تیس روپیہ اونکی بسرکار انگریزی بعہدۂ
تہانہ داری ہے - وہ یہان سے اونکو ملیگی - اور کام ہر دو عدالت کا تمہاری
ماتحتی مین کرینگے - اور تم تنخواہ جو تمہارے والد کی تہی پاوگے -
مگر چچا صاحب نے اسطرح پر رہنا منظور نہین کیا -

ذکر خود یعنی مجھہ برکت علی کا

برکت علی

تب مہاراجہ صاحب نے میری تنخواہ تیس روپیہ مقرر کر دی - اور حاضری
دربار مین رکھا - بعد ایک سال میری گزارش کے موافق تہانہ داری پر
بہیجدیا - کہ چند سال تک وہان رہا - ہر گاہ کہ ۱۸۵۷ع مین مہاراجہ صاحب کا
انتقال ہوگیا - اور یہ راج بسبب لاولدی متعلق راج الور کے ہوا - اور سب
ملازم برخاست ہوگئے - کہ اونمین مین بہی آگیا -

- تب مین راج جے پور کو گیا -

تو ۱۵ جولائی ۱۸۵۷ع کو بعد امیدواری آٹھہ مہینے کے اول کوٹ گشت
بمشاہرہ تیس روپیہ کے ہوا - اور دس سوار میرے ساتھ متعین ہوے -
اور پہر بتاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۸۴۷ع تہانہ دار ہوگیا -

جب باطلاع علالت اہلخانہ خود بماہ مئی ۱۸۴۹ء بحصول رخصت وطن آیا۔
تو میری والدہ صاحبہ نے پھر وہان جانے ندیا۔ اور ہدایت جانے میرٹھہ کی
پاس صاحب کلکٹر کے فرمائی۔ کہ جنکے پاس بضلع گوڑگانوہ جناب والد مرحوم
میرے سررشتہ دار رہے تھے چنانچہ مین وہان گیا۔ اور اونسے ملا۔
تو اونہون نے اوسیوقت بتاریخ ۲۷ جولائی ۱۸۴۹ء مجھکو بمشاہرہ دس روپیہ
کچہری مین مقرر کیا۔ اور فرمایا کہ جو تمہاری تیس روپیہ تنخواہ جے پور مین تھی۔
وہی ہم بہت جلد کر دینگے۔ (ان دونون ریاستون مین تخمیناً دس سال رہا)

اب حال اپنی ترقی کا لکھتا ہون

۲۷ جولائی ۱۸۴۹ء سے تا ۱۶ اپریل ۱۸۵۰ء یعنی آٹھہ ماہ بیس یوم
بہ تنخواہ دس روپیہ محرر مالخانہ فوجداری رہا۔
اور ۱۷ اپریل ۱۸۵۰ء سے تا ۲۴ مارچ ۱۸۵۵ء یعنی چار سال گیارہ ماہ
سات یوم اہلمد سررشتہ فوجداری بمشاہرہ پندرہ روپیہ۔
۲۵ مارچ ۱۸۵۵ء سے تا ۲۵ جولائی ۱۸۵۵ء یعنی چار ماہ ناظر سررشتہ
کلکٹری بہ تنخواہ پچیس روپیہ علاوہ میرآن کے کہ جو آمدنی طلبانہ سے چہارم حصہ
ملتا تھا جسکی اوسط سو روپیہ مہینہ کی ہوتی تھی۔ مگر چونکہ یہ آمدنی پنشن مین شمار
نہین ہوتی۔ لہذا
۲۶ جولائی ۱۸۵۵ء کو نائب سررشتہ داری فوجداری مشاہرہ چالیس روپیہ
تبدیلی ہوگئی۔
۵ نومبر ۱۸۵۶ء تک یعنی ایک سال تین ماہ گیارہ یوم اس عہدہ پر رہا۔
۶ نومبر ۱۸۵۶ء سے تا ۳۱ جنوری ۱۸۶۱ء یعنی چوداہ سال دو ماہ چہبیس روز
اِس عہدہ پر بمشاہرہ سو روپیہ بضلع میرٹھہ رہا۔

یکم فروری ۱۸۷۱ء سے تا ۲۶ مارچ ۱۸۷۱ء بوجہ تبدیلی اسی تنخواہ او راسی عہدہ پر بضلع فرخ آباد رہا۔

۲۷ مارچ ۱۸۷۱ء سے تا ۳۱ مارچ ۱۸۷۱ء بباعث تبادلہ مکرر برضامندی خود اسی عہدہ پر بضلع بنارس یعنی پانچ ۵ یوم بمشاہرہ اسی ۸۰ روپیہ کے رہا۔

یکم اپریل ۱۸۷۱ء سے تا ۱۴ مئی ۱۸۷۱ء یعنی ایک ماہ چودہ ۱۴ یوم سررشتہ داری کلکٹری بنارس بمشاہرہ سو ۱۰۰ روپیہ۔

۱۵ مئی ۱۸۷۱ء سے تا ۲۵ جون ۱۸۸۴ء یعنی تیرہ ۱۳ سال ایک ۱ ماہ دس یوم سررشتہ دار کمشنری بنارس اوسی مشاہرہ پر رہا۔

۲۶ جون ۱۸۸۴ء سے یعنی بعد مدت چونتیس ۳۴ سال دس ماہ او نتیس ۲۹ یوم ملازمی کے پنشن میری نصف تنخواہ یعنی پچاس ۵۰ روپیہ ماہوار کی ہوگئی۔ اور افضال الحق پسر کلان میرا بجاے میرے اسی تاریخ سے مستقل سررشتہ دار کمشنری بنارس مقرر ہوا کہ اسکی ترقی وغیرہ کا حال اس سے اوپر لکھا گیا ہے۔

الغرض اس خاندان میں ابتک بفضل الٰہی بہر نوع خوشحالی ہے۔ اللہم زد فزد آمین آمین ثم آمین

ازروے حساب تعداد میری تنخواہ کی بابت ملازمت مفصلہ بالا تا یوم تقرری پنشن ۱/۲/۲ ہے۔ اور تعداد حصول زر پنشن تا آخر ماہ دسمبر ۱۹۰۲ء ۶/۴/۵ ہوگی یکجائی ۶/۶/۶ ہے۔

اب حال خاندان مولوی محمد انوار الحق کا لکھتا ہون کہ

یہ محمد انوار الحق بتاریخ ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۸۳۸ء یوم دوشنبہ پیدا ہوے۔ ۶۶ سال اس خاندان مین ایک منتہی او جامع علوم درسیہ ہین۔ انکی تحصیل علوم مروجہ مین پوری ہے۔ چنانچہ مین نے اونسے ازروے تحریر تفصیل علوم محصلہ دریافت کی تھی۔ سو جو کچھ اونہون نے بجواب اوسکے اپنے خط ۲۶ اپریل ۱۸۹۷ء مطابق

۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۰ھ مین لکھا۔ اوسکی نقل بجنسہ یہ ہے۔
کہ فارسی مولانا صہبائی مرحوم مدرس اول فارسی گورنمنٹ کالج دہلی سی پڑہی تہی
صرف و نحو و منطق۔ متفرق استادون سے۔
اور حساب و ہندسہ و علم ادب مثل مقامات حریری مولوی مشتاق احمد صاحب
شاگرد مولانا مملوک العلی مغفور مدرس اول عربی دہلی کالج سے۔
اور منطق کی اونچی کتابین مثل سلّم وغیرہ مفتی محمد صدر الدین خان بہادر مغفور سے۔
اور علم کلام مولانا حیدر علی فیض آبادی صاحب منتہی الکلام سے۔
اور شرح وقایہ۔ اور ہدایہ کی عبارات مولانا عبد الرزاق سبرور تلمیذ خاص مولوی
محمد اسحاق صاحب مہاجر علیہ الرحمۃ سے۔
اور مشکوۃ شریف و صحیح ترمذی وغیرہ حدیث شریف۔ اور تفسیر بیضاوی سی بہی مستفید تحصیل
ہوا تہا۔ اور طالب العلمون کو پڑہایا ہے۔
مگر ۱۲۷۳ھ کے چوتہے مہینے کے آخر شادی اور خانہ آبادی ہوئی۔ چار مہینے
کے بعد (یعنی بتاریخ ۱۰ ارمئی ۱۸۵۷ع مطابق ۱۵ ار رمضان ۱۲۷۳ھ غدر ہوگیا)
نہ گہر رہا نہ کتاب خانہ روٹیون کے لالے بلکہ جان کے لالے پڑگئے۔ وطن سی مہجور
ہوکر نکلا۔ شکر ہے کہ فاقہ کبہی نصیب نہوا۔ تب سے علم اور شغلہ علمی سے سروکار
نہ رہا۔ وغیرہ وغیرہ۔

حال انکی حصول معاش کا یہ ہے کہ

جب مین بعد رفع غدر ۱۸۵۷ع بحالت سررشتہ داری فوجداری ضلع میرٹھہ بماہ
مئی ۱۸۶۱ع بحصول رخصت ایک ماہ اپنے وطن مین آیا۔ تو انکو سکندر صاحب نے غیداً
کی طرف سے بشاہرہ دس روپیہ ماہوار مختار تحصیل پلول مین پایا۔ اور انکی عسرت وغیرہ
متاسف ہوا۔ کہ قدرت الٰہی سے دو ایک ہی روز بعد جناب انہی صاحب بہادر

ایجنٹ راج الور نے مجھسے ایک شخص ہوشیار اور دیانت دار واسطے انجام دہی کار دفتر اپنے کے طلب فرمایا۔ کہ مین نے فوراً انسے استعفا دلا کر بذریعہ عرضی خود انکو روانہ الور کیا۔ کہ وہان یہ پہونچتے ہی پچیس (عہ) روپیہ ماہوار کے نوکر ہوگئے۔ اور پہر وقتاً فوقتاً کہین اونکے اختیار خاص اور کہین اونکی سفارش سے ترقی یاب ہوے۔

چنانچہ مین نے اوسی اپنے خط متذکرۂ بالا مین مدت ملازمت بہی مع تصریح عہدہ و تنخواہ اونسے دریافت کی تہی۔ کہ بجواب اوسکے اوسی اپنے خط مندرجۂ بالا مین یہ لکہاکہ سنہ ۱۸۶۱ء مین حضرت ہی کے طفیل و تصدق مین سکندر شاہی ملازمت سے الور ایجنٹی مین بمشاہرۂ پچیس (عہ) روپیہ ملازم ہوا۔

جولائی سنہ ۱۸۶۵ء مین نائب میر منشی ایجنٹی مارواڑ (جودہ پور) بمشاہرۂ چالیس (عہ) روپیہ مقرر ہوا۔ اور بعد ایک ماہ چند روز کے قائم مقام میر منشی ہوا۔

جنوری سنہ ۱۸۶۶ء مین مستقل میر منشی بمشاہرۂ ایکسو دس (عہ) روپیہ ایجنٹی مارواڑ ہوا۔

فروری سنہ ۱۸۷۳ء سے مارچ سنہ ۱۸۹۳ء تک (یعنی بیس سال) میر منشی رزیڈنسی اعلے راجستان کا رہا۔ دوسو روپیہ تنخواہ اور ساٹہہ (عہ) روپیہ الاونس ملا کرتا تہا۔

اسی مدت کے اندر مئی سنہ ۱۸۹۰ء مین از روے سند عطیۂ گورنمنٹ دستخطی لارڈ لینسڈون بہادر ویسراے و گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے خطاب سے بہی (خان بہادر) کے اعزاز بخشا۔

۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء سے (یعنی بعد مدت ملازمتی تینتیس (۳۳) سال کے) پنشن نصفی تنخواہ خزانہ دہلی پر مقرر ہوگئی۔

جولائی سنہ ۱۸۹۳ء سے خدمت وکالت راج بہرت پور بہ تنخواہ دوسو پچاس (عہ) روپیہ ماہوار مل گئی۔ شکر نعماے الٰہی کس زبان سے ادا کرسکون۔ اور ادا سکے لئے الفاظ کہان سے لاؤن۔ حق تعالے خاتمہ بخیر فرماوے۔

مستلزم الذکر

اس خط کے آنے سے چار سال ایک ماہ بعد یعنی یکم جون سنہ ۱۹۰۱ء سے یہ بمقام کوہ آبو بچند امراض شدیدہ دس مہینے تک مبتلا رہے - اور طاقت انجام کار متعلقہ اپنے کی نہ رہی - لہذا بتاریخ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء یہ خدمت ترک کر کے اپنے مسکن دہلی کو چلے آئے - بدین نظر پونے آٹھہ برس اس عہدہ پر رہے -

اگر حساب انکی تنخواہ کا بابت ملازمت گورنمنٹ انگریزی تا یوم تقرری پنشن - اور حصول زر پنشن کا تا ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء اور تنخواہ ملازمت ریاست بھرت پور تا ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء لگایا جاوے - تو کل مجموعہ ایک لاکھہ بارہ ہزار سی کسری زائد ہوتے ہیں

انکے سات فرزند ارجمند ہین سو کیفیت ہر ایک کی یہ ہے

نام	کیفیت
۱ محمد مصباح الدین تخمیناً ۴۲ سال ۷ ماہ ۱۱ یوم	انکی پیدائش تاریخ ۱۹ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۷ھ مطابق ۳ دسمبر سنہ ۱۸۶۰ء یوم دوشنبہ کی ہے - یہ پنجاب یونیورسٹی سے (منشی عالم) کی سند حاصل کئے ہوئے ہین - اور بمشاہرہ ماہوار ایک سو چھہتر روپیہ مجسٹریٹ راج کوٹہ مین ہین - انکے ایک بیٹا ہے - صبیح الدین عرف عمر دراز ۲۰ سالہ کہ وہ زیر تعلیم کالج علیگڑہ مین ہے -
۲ محمد احترام الدین ۳۹ سال	انکی ولادت ۵ محرم سنہ ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۰ جون سنہ ۱۸۶۴ء یوم جمعہ کی ہے - یہ پنجاب یونیورسٹی سے سند (منشی) کی پائے ہوئے ہین - اور بمشاہرہ نائب ناظم خاص جے پور مین ہین - انکے بھی ایک لڑکا ہے - بنام اعتصام الدین ۱۶ سالہ کہ وہ مہاراجہ کالج جے پور مین پڑہتا ہے - اور پیدائش اسکی ۱۷ شعبان سنہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۲ مئی سنہ ۱۸۸۶ء ہے -
۳ محمد رکن الدین ۳۴ سال ۲ ماہ ۱۰ یوم	انکی پیدائش ۲۰ شوال سنہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۳ فروری سنہ ۱۸۶۹ء یوم چہارشنبہ کی ہے - نام تاریخی انکا (محمد ظفریاب) ۱۲۸۵ھ ہے - یہ فارسی دان بہت اچھے ہین

	اور فن شاعری مین بھی موصوف ہین - بعمر اٹھارہ ۱۸ سال انکو شوق سیاحت پیدا ہوا بمبی - کلکتہ - پنجاب - راجپوتانہ - اور اور اطراف ہندوستان کی سیر بخوبی کی - بعدہٗ بمقام بمبی ایک کمپنی سررشتہ جہازات مین بمشاہرہ چالیس ۴۰ روپیہ ماہانہ و تخمیناً پچاس ۵۰ روپیہ ماہوار کمیشن دیگر امور متعلقہ مقرر ہو کر جزائر و بنادر مثل ملک گوا - و جدّہ - و عدن - و بندر بوشہر وغیرہ وغیرہ کی پوری سیر کی جس سے حسب مصرع ہذا (سیر و سفر و تجربہ و معلومات) کے علاوہ ہندوستان مین اپنی واقفیت و کلام نثر و نظم سے مقبولیت زیادہ پیدا کی - اب بمشاہرہ پچاس ۵۰ روپیہ راج بھرت پور مین نائب میر منشی محکمہ مدار المہام ریاست ہین انکے ایک بیٹا موسومہ ظہیر الدین محمود ہے - اور یہ نام اوسکا تاریخی یعنی پیدائش اسکی ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ ہے - سو وہ عربی اسکول دہلی مین پڑھتا ہے - ۱۱ سالہ
محمد سلام الحق ۳۰ سال ۲ ماہ - ۱۸ یوم	انکی پیدائش ۱۲ شوال ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۱۸۷۲ع یوم شنبہ کی ہے - یہ آلہ آباد یونیورسٹی سے (بی - اے) پاس شدہ ہین - اول یہ دفتر مین صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل راجپوتانہ بمقام اجمیر شریف بمشاہرہ پچاس ۵۰ روپیہ سے ہے - اور اب (جودھپور) مین انسپکٹر ڈاکخانہ جات بمشاہرہ اسی ۸۰ روپیہ کے ہین - انکے دو بیٹے ہین -
	سلیم الحق - پیدا شدہ ۱۶ رمضان ۱۳۱۵ھ ۵ سالہ - تسلیم الحق - پیدا شدہ ۲۹ شوال ۱۳۱۷ھ ۲ سالہ
محمد سبحان الحق ۲۸ سال ۱۰ ماہ - ۳ یوم	انکی پیدائش ۲۷ ماہ صفر ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۸۷۴ع آخری چہار شنبہ کی ہے - یہ صرف اردو دان ہین - اور محاسب بہت اچھے ہین - کر اسکا مجکو تجربہ ہو گیا ہے - ہنوز کہین نوکر نہین ہین - ایک بیٹا انکے مظفر الدین نامی ہے - اور یہ نام تاریخی ہی ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ کو پیدا ہوا ۴ سالہ

	اور انکی معاش کی یہ صورت ہے
محمد عرفان الحق ۶۶ سال	ولد مولوی محمد عین الحق - انکی تاریخ پیدائش سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۸ع کی ہے - یہ کارخانہ مطبع کا رکھتے ہین - اور کاغذات سرکاری چھاپتے ہین - کہ جس سے اونکو بخوبی آسودگی ہے - اور یہ بڑے محاسب اور خوشنویس ہین - مکان قدیمی انکا کہ جو بہت بڑا مع چمن و چاہ پختہ بازار خانم مین تہا - وہ مع مکان نشستگاہ ہمراہ بازار مذکور بعد رفع غدر سنہ ۱۸۵۷ع سرکار کی طرف سے نیست و نابود کردیا گیا - اب انہون نے ایک حویلی تعمیر عالی بصرف زر کثیر کوچہ چیلہ مین واسطے رہنے خاص اپنے اہل و عیال کے بنائی ہے - اور چند مکانات دیگر بھی چھوٹے چھوٹے واسطے نشست خود اور کرایہ پر دینے کے بنوائے ہین - یہ تین۳ بہائی تھے - محمد ضیاء الحق مرحوم - محمد عرفان الحق - محمد حسین الحق مرحوم - کہ نمبر۱ - اور نمبر۳ جو اولاد نرینہ نرکھتے تھے - وہ اپنا حصہ موضع بکروالہ دیہ معافی بحالت حیات خود مولوی انوار الحق کے ہاتہ بیع کر گئے - اب یہ صرف حصہ ذاتی اپنا پاتے ہین - انکے دو فرزند ہین - کہ جنکی کیفیت یہ ہے -
محمد منظور الحق ۳۲ سال	خلف محمد عرفان الحق - انکی پیدائش سنہ ۱۲۸۸ھ مطابق سنہ ۱۸۷۲ع کی ہے - یہ زوجہ سابقہ مرحومہ سے ہین - اور انگریزی مڈل تک پڑہی ہے - مگر پاس نہین ہو لیکن سررشتہ انجنیری مین پاس شدہ ہین - اور محاسب بھی اچھے ہین - چنانچہ بذریعہ نوکری و ٹھیکہ وغیرہ اسی سررشتہ سے حصول معاش کرتے ہین - اور انکے ایک لڑکا نصیر الحق (ڈیڑہ سالہ) ہے -
محمد لطیف الحق تخمیناً ۱۲ سال	بن محمد عرفان الحق - یہ زوجہ ثانی سے ہے - بعد تحصیل فارسی کے اب انگریزی مدرسہ دہلی مین پڑہتا ہے - اور ماشاء اللہ خوشنویس فارسی کا ہے - پانچ برادر چچازاد حقیقی یعنی پسران مولوی عبید الحق کے ہین اونکی کیفیت یہ ہے -

محمد وحید الحق تخمیناً ۵۰ سال	یہ تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ مین قرق امین بمشاہرہ تیس روپیہ ماہوار کے ہین۔ انکے دو لڑکے ہین۔ اول حافظ مظہر الحق۔ کہ جنکے علم و فضل کا ذکر اوپر ہوا۔ (۲۵ سالہ) دوم ظفر الحق۔ کہ جو انگریزی تعلیم پاتا ہے۔ (۱۲ سالہ)
محمد انوار الحق تخمیناً ۴۴ سال	یہ محض ناخواندہ ہین۔ اور مختلف پیشون سے حصول معاش کرتے ہین۔ انکے دو لڑکے ہین۔ اول عثمان الحق (۱۲ سالہ)۔ دوم ابرار الحق (۷ سالہ)
محمد افضال الحق تخمیناً ۴۱ سال	یہ معمولی نوشت خواند جانتے ہین۔ اور معاش بذریعہ رنگ سازی مطبع حاصل کرتے ہین۔ انکے کوئی اولاد نہین ہے۔
محمد شاد الحق تخمیناً ۴۰ سال	یہ محرر اجلاس آنریری مجسٹریٹان قصبہ شاہ آباد ضلع ہردوئی بمشاہرہ پندرہ روپیہ ماہوار ہین۔ انکے دو لڑکے ہین۔ اول بشیر الحق (۱۲ سالہ)۔ دوم افتخار الحق (۳ سالہ)۔ پسر کلان اردو مڈل مین پڑہتا ہے
محمد نصیر الحق تخمیناً ۳۵ سال	یہ نائب ناظر تحصیل مواتہ ضلع میرٹھ بمشاہرہ پندرہ روپیہ ماہوار کے ہین۔ انکے ایک لڑکا محمد اعزاز الحق نامے ہے۔ (۳ سالہ)

انکے چچا مولوی عبید الحق مرحوم کی زوجہ سابقہ سے ایک بیٹا فرید الحق نامے تہا۔ کہ وہ فوت ہوگیا۔ مگر اوسکا ایک بیٹا رشید الحق موجود ہے۔ کہ جو انکے چچا کا نبیرہ اور انکا بہتیجا چچازاد ہوتا ہے۔ سو اوسکی کیفیت یہ ہے۔

محمد رشید الحق تخمیناً ۲۴ سال	بن فرید الحق بن مولوی عبید الحق۔ یہ بمشاہرہ پچیس روپیہ ماہوار اہلمد محکمہ کلکٹری ضلع ہردوئی کے ہین۔ انکے کوئی بیٹا تا آخر ۱۳۱۹ھ مطابق سنہ ۱۹۰۲ء نہین ہے۔

ہر پنج برادران مندرجہ بالا کا حصہ موضع بکروالہ دیہ معافی مین نہین رہا۔ والد انکے اپنی حیات مین مولوی محمد انوار الحق کے ہاتہ فروخت کر گئے۔ لہذا انکی گذر اوقات صرف نوکری سے ہی ہی۔ اور مکان سکونت بہی انکا کہ جو بشمول مولوی محمد عرفان الحق بہت بڑا تعمیر کردہ بزرگان بازار خانم مین تہا۔ کہ جسکا ذکر اوپر کیا گیا۔ جاتا رہا۔ لہذا یہ پانچون خانہ بدوش ہین۔ کرایہ کے مکانات مین رہتے ہین۔ مگر رشید الحق کے پاس کچھ حصہ

دیہ معافی کا ہے۔ کہ جو انکے دادا نے بعد وفات انکے والد کے بنام گذارہ انکی والدہ کو دیدیا تھا۔ لیکن ہمیکانی کا وہی حال ہے۔ کہ جو اون پانچون کا ہے۔

ذکر آبادی خاندان ہذا بدہلی جدید

ٹھیک تو معلوم نہین ہوتا۔ کہ پرانی دہلی سے کب اور کون صاحب اس خاندان کے وارد اور مقیم شہر شاہجہان آباد کے ہوے۔ مگر حضرت شیخ الاسلام شارح صحیح بخاری فرزند حضرت حافظ محمد فخر الدین ابن مولانا محمد محب اللہ بزمانہ محمد شاہ بادشاہ شہر شاہجہان آباد مین رہتے تھے کہ ۱۱۴۷ھ یا ۱۱۵۰ھ کی نادر شاہی لوٹ مین اونکا گھر بھی لٹا تھا۔ اور علی الخصوص کتابون کے لٹ جانیکا صدمہ اور قلق شرح صحیح بخاری مین ظاہر فرماتے ہین کہ نمونہ۔ آیہ پارہ (۱۷) یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ما بود۔ ونماند۔ مگر چند کتب در فنائے خانہ افتادہ۔ الخ
بمعنی گوشہ ۱۲

ترجمہ۔ اوس دن دیکھوگے تم۔ بھول جاویگی ہر دودہ پلانیوالی اپنے شیر خوار بچے کو اور گرا دیگی ہر حمل والی اپنا حمل۔ اور دیکھے گا تو آدمیونکو نشے کی حالت مین۔ حالانکہ وہ نشے کی حالت مین نہین ہین۔ ولیکن عذاب اللہ کا سخت ہے۔ (کہ جسکے خوف کے سبب سے وہ نشے کی حالت مین معلوم ہوتے ہین)

اسپر بطور قیاس سنہ ۱۱۰۰ھ بعد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ یا تخمیناً سنہ ۱۱۲۰ھ عہد بہادر شاہ اول یعنی معظم شاہ خلف عالمگیر بادشاہ۔ مردمان اس خاندان کی شاہجہان آباد مین آباد ہوے ہونگے واللہ اعلم۔ مگر تا عہد محمد شاہ بادشاہ کے چند خاندان از روے حصص کشی دیہ جاگیر کے دہلی جدید مین آباد تھے۔ بعد قتل اور لوٹ نادر شاہی کے تین خاندان یہان سے اوٹھکر مقامات ذیل مین جاکر آباد ہوے۔

ایک بمقام سونی پت جو دہلی سے بفاصلہ بیس کوس ہی۔ اور اسمین کوئی نہین رہا۔

دوسرا کاسنہ کہ وہ بھی دہلی سے بفاصلہ بیس کوس ہے۔ اسمین صرف ایک محب الحق نامے لاولد بعمر ۸۰ سال باقی ہین جقیت اپنے موضع کی انہون نے بدست زوجہ محمد شرف الحق فروخت کردی ہے۔ اسلیے یہ خاندان بھی مثل عدم وجود کے ہے۔
تیسرا خاندان اولاد سے حضرت شیخ نور الحق کے بقصبہ پلول کہ جو دہلی سی بفاصلہ پچیس کوس راستہ اکبرآباد پر واقع ہے۔ کہ جسمین یہ راقم الحالات تا آخر ۱۳۱۹ھ حسب مصرحہ بالا بتعداد ۲۶ کس بفضل الٰہی آباد و موجود ہے۔
اور تین خاندان بدستور دہلی جدید مین آباد رہے۔ اونمین سے ایک خاندان حافظ احمد الحق کا ۱۲۹۱ھ سے بوجہ لاولدی جاتا رہا۔ دو آباد اور قائم ہین یعنی
ایک مولوی محمد انوار الحق کا جو اولاد سے حضرت نور الحق کے ہے (بمقام ترایہ بیرم خان) بتعداد ۱۴ کس۔ اور منجملہ دو خاندان متذکرہ و مفصلہ بالا متعلقہ خاندان ہذا ایک خاندان شمس الاسلام کا بتعداد یک کس۔ اور دومی مولوی محمد ضیاء الدین کا (جسکے اکثر اشخاص حیدرآباد دکن مین ہین) بتعداد ۲۲ کس۔
دوسرا مولوی محمد عرفان الحق کا۔ اولاد سے حضرت شیخ علی محمد کے (واقع کوچہ چیلہ) بتعداد ۱۷ کس باستثنائے محب الحق کاسنوی۔

ذکر خادمانِ روضہ حضرت شیخ عبدالحق رح

ہرچند کہ یہ ذکر بذیل تذکرہ احاطہ و مقبرہ شریف حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے ہونا چاہیے تھا۔ اور ایسا ہی مین نے چاہا تھا۔ مگر اوسوقت کچھ اصلیت اور ماہیت ان لوگونکی مجکو معلوم نہین ہوئی تھی۔ لہذا اسکی تحریر سے دست کشی کی گئی تھی۔ اور لکھنا یا نہ لکھنا اسکا بشرط دریافت یا عدم دریافت انکی حقیقت واقعی کے منحصر کیا گیا تھا۔
کہ اس فروگذاشت سے کچھ عرصے کے بعد دفعۃً بسبب میرے جانیکا قطب صاحب کو

ایسا پیدا ہوا۔ کہ جو پہلے سے کچھ بھی اپنے وہم اور گمان مین نہین تھا۔ یعنی عین ۱۰ محرم سنہ ۱۳۱۶ھ کو مقام پلول سے ۴ بجے رات سے سوار ہو کر قریب ایک بجی دن کے قطب صاحب مین پہونچا۔ اور ایک مہینہ تک وہان مقیم رہا۔ اس ضمن مین جیسا کچھ احوال ان لوگونکا معلوم ہوا۔ وہ یہ ہے کہ

خادمان آستانہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مع زنان اور بچے بتعداد سات سو پچاس نفر کے ہین۔ اور انمین چار فریق باین حسب و نسب ہین

نمبر	کیفیت
۱	اولاد سے قاضی حمید الدین ناگوری (کہ جنکو اُستاد حضرت خواجہ صاحب کہا جاتا ہے) ہین۔ اور یہ سب بلقب قاضی کہلاتے ہین۔ چنانچہ اب جو عہدۂ قضا پر اوس مقام شریف مین ممتاز ہین۔ وہ اسی فریق سے ہین۔ نماز جمعہ مسجد آستانہ مبارک مین وہی پڑہاتے ہین۔
۲	اولاد سے مولانا سید بدر الدین غزنوی کے ہین (کہ جو خلیفہ حضرت خواجہ صاحب کے تھے۔ اور وہ پائین مزار آپکے بیرون کٹھرہ مدفون ہین) بعد فاتحہ خوانی مزار حضرت خواجہ صاحب کے انہین کی قبر پر فاتحہ خوانی ہوتی ہی۔ بعدۂ دیگر قبور پر۔ اور یہ سب بلفظ ختمی مشہور ہین۔ وجہ تسمیہ ختمی یہ پائی جاتی ہی۔ کہ ہنگام ختم حیات حضرت خواجہ صاحب (جو ۶۳۳ھ مین ہوئی) منجملہ خلفای حضرت کے صرف مولانا بدر الدین ہی موجود تھے۔ اور انہین کی اہتمام سی تجہیز و تکفین عمل مین آئی۔
۳	اولاد سے حاجی مولانا مجد الدین حاجری (جو مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے۔ اور بعد مین خلیفہ حضرت خواجہ صاحب کے ہوے۔ کہ جنکا مزار باغ معروف ناظر واقع سواد قطب صاحب مین ہے) مجاور کہلاتے ہین۔ **فائدہ** حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ بھی انہین شیخ شہاب الدین کے مرید تھے۔

۴	اولاد سے امام تاج الدین (جنکا مزار آبادی قطب صاحب مین قریب مکانات قصبہ بان ایک بلندی پر واقع ہی) ہین - اور یہ سب امام زادے کہے جاتے ہین -

اور علی العموم جملہ مردان ہر چہار فریق بلفظ صاحبزادہ مشہور ہین - اور جب بیرونجات مین جاتے ہین تو پیرزادی کہلاتی ہین - اور سواے اِن لوگون کے اور کوئی قوم شریف اہل اسلام سے اوس مقام پر نہین رہتی - انہین مین سے ممبر کمیٹی مینوسپلٹی سرکار سے مقرر ہین - اور چند اشخاص سر رشتہ پولیس و محکمہ مال مین نوکری بہی کرتے ہین -

اصل گذارہ انکی معاش کا آمدنی دیہات معافی موسومہ آستانہ شریف و ریاستہاے اسلامی مثل حیدرآباد و رامپور وغیرہ (جو بطور سالانہ مقرر ہے) اور نیز آمدنی روزانہ مدخلہ گولک آستانہ شریف سے ہوتا ہے -

واضح ہو - کہ لفظ خادم اِن لوگونکی نسبت باعث انکے حسن عقیدت کے (کہ جو بحضور خواجہ صاحبؒ رکہتے ہین) عائد ہے - نہ کہ اس معنی مین (جیساکہ عام طور پر مستعمل ہوتا ہے) یعنی جاروب کشی و فرش گستری و چراغ بتی وغیرہ وغیرہ کا کرنا - سو یہ لوگ اِن کامونکو نہین کرتے انجام دہندہ اِن خدمات کے اور اشخاص ہین - انکا صرف یہ کام ہے - کہ چند آدمی بتعداد مقررہ نوبت بنوبت ہر روز صبح سے تا نمازِ عشا بکمالِ ثقاہت حاضر آستانہ شریف رہتے ہین اور اس اثنا مین جو اشخاص زیارت کے واسطے وہان آتے ہین - یہ اونکو طریقِ زیارت وغیرہ بتلا کر اپنے ساتہ لیجاتے ہین - اور رسوم مقررہ اونسے ادا کراتے ہین - اور نشاندہی چند قبور بزرگان جو اوس احاطہ مین واقع ہین مع نام او رسیقدر اونکی کیفیت کر تے ہین - بعدہٗ روضہ حضرت شیخ محدث دہلوی پر لیجا کر زیارت مزار شریف و نیز اونکے فرزندون سے مشرف کراتے ہین - اور اونکے مختصر اوصافِ حمیدہ سے مطلع کرتے ہین - اونمین ...احب ...امی گرامی یا ذی مقدور ہوتے ہین - اونکی فرو کشی کے لیے یہی لوگ مکان تجویز کرکے اونکے ہر کام کے منصرم تا قیام ورزی رہتے ہین - اور چونکہ یہ مقام شریف

بنام مزدبارہ سواولیا۔ اللہ کی چوکھٹ کے مشہور ہے۔
لہذا تا امکان خود بسواد آبادی ہذالیجاکر اکثر قبور موجودہ کی فاتحہ خوانی کراتے ہین۔ اور اظہار
اونکی صفات کا حسب معلومات خود اونسے کرتے ہین (کہ جو سینہ بسینہ اپنے بزرگون سے
سنتے آئے ہین) اور سوائے انکے جو اور مقامات متبرکہ (مثل اولیامسجد۔ وقبۂ واقع
حوض شمسی وتعمیرات جھرنہ وباولی وغیرہ ہین) وہان لیجاتے ہین۔ مسجد اولیا مین دو رکعت
نماز ادا کراتے ہین۔ اور قبۂ واقع حوض شمسی کی صرف زیارت۔
اس جگہ شرح قبۂ موصوفہ کی کرنی ضرور ہوئی۔ وہ یہ کہ۔
سلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی کو (کہ جو مرید اور خلیفہ بھی حضرت خواجہ صاحبؒ کی تھی)
ایک عرصہ سے یہ فکر لاحق تھی۔ کہ کون کام رفاہ عام کا کیا جاوے۔ تو اونھون نے
ایک شب خواب مین دیکھا کہ جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑی پر سوار ہوئے
فلان مقام واقع سواد آبادی ہذا پر تشریف فرما ہین۔ اور آپکے گھوڑے نے ٹاپ زمین پر
ماری ہے۔ کہ اوس سے پانی نمودار ہوا۔ کہ سلطان نے خدمت مین خواجہ صاحب کے
آکر یہ خواب بیان کیا۔ تو آپ مع سلطان کے اوس موقع پر آئے۔ اور سُم ہائے اسپ
اور پانی برآمد ہونے کی جگہ کو ملاحظہ کر کے فرمایا۔ کہ تم جو اس طرح مین تھے۔ کہ کون کام ایسا کیا جاوے
کہ جو باعث رفاہ عام ہو۔ سواوسکی بابت تمکو یہ بشارت ہوئی۔ کہ اس جگہ پانی کا چشمہ بنایا جاوے
پس اونسے وہان تالاب نہایت وسیع اور طویل تعمیر پختہ بنوایا۔ اور تہ زمین کو بھی پختہ کیا
اور نام اسکا اپنے ہی نام پر حوض شمسی رکھا۔ اکثر اشخاص تالاب شمسی بھی اسکو کہتے ہین
لیکن کتاب مین حوض شمسی ہی لکھا جاتا ہے۔
اور جہانپر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے نے ٹاپ ماری تھی۔ اور پانی
نمود ہوا تھا۔ اوس جگہ پر ایک چبوترہ مربع پختہ بہت اونچا بنواکر اوسکے وسط مین ایک
مکان بطور بارہ دری بناکر اوسپر قبہ یعنی گنبد بنوادیا۔ اور چارون طرف اوسکے کچھ حصہ

اوس چبوترہ کا بطور صحن قائم رکھا - اور گرد اوسکے تہ زمین سے سیڑھیاں پختہ واسطے آمد و رفت اس مکان کے بنوا دین -

اور بیرون دیوار سمت شرقی اوس تالاب کے کچھ فاصلہ پر جھرنے کے مکانات بعمارت پسندیدہ و شاہانہ بنوائے - کہ پانی اس تالاب سے اون مکانات مین جاکر جھرتا ہے - کہ جس سبب سے وہ سب مقام بہت ہی عمدہ سیرگاہ کا ہے - ہر ایک بادشاہ دہلی ہر سال موسم برسات مین واسطے سیر جھرنہا ے مذکورہ کے جاتے رہتے تھے - اور اوس چبوترہ پر کہ جو بطور صحن باہر گنبد کے چھوٹا ہوا تھا - بذریعہ کشتی پہونچکر زیارت جائے اندرونی گنبد کی کرتے تھے - اور نیز جو اور شخص واسطے زیارت اوس مقام کے جاتے تھے - تو وہ بھی بذریعہ کشتیون کے ہی -

اور یہ بارہ دری تا آخر سلطنت دہلی پردہ ہا و فرش وغیرہ سے آراستہ رہتی تھی - اور مرمت اور صفائی حوض شمسی کی بخوبی ہوتی رہتی تھی - مگر بعد غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ یعنی جب سے کہ بادشاہ دہلی مین مطلقاً نہین رہے - کہ جسکو عرصہ چھیالیس برس کا ہوتا ہی تب سے مٹی اس تالاب مین اسقدر بھر گئی ہے - کہ اس چبوترہ بارہ دری تک آگئی - اور کچھ عمق تالاب کا نہین رہا - پانی برسات کا زیادہ تر جمع نہین رہتا - تھوڑے ہی دن مین خشک ہو جاتا ہے -

لہذا گورنمنٹ انگریزی قریب دیوار تالاب جانب جھرنہا کی کچھ تھوڑی سی جگہ مین بقدر ایک بیگہ کے مٹی کھدوا کر گہرائی کم کر دیتی ہے - کہ بایام بارش اوسمین پانی بھر جاتا ہی - اور جھرنے اپنے وقت پر (یعنی ہنگام میلہ سیر پھول والون کے جاری ہو جاتے ہین) کہتے ہین - کہ جب یہ تالاب بنا تھا - تو وسعت اور طولانی اسکی بجنسہ کروہ تھی - کہ اب اوسمین کئی گاؤن آباد ہو گئے ہین - مگر بالفعل جو حدود اسکی نمایان ہین - وہ دو سو یا اڑہائی سو بیگہ مین ہین -

اور بعد کرانے زیارات موصوفہ بالا - پھر سیر جھرنہ و باولی ہا وغیرہ کی کراتے ہین - کہ انفراغ
ان امور سے تین چار روز مین ہوتا ہے - بشرطیکہ جلدی کی جاے - ورنہ بصورت
سہولت و طمانینت خاطر ایک ہفتہ مین حاصل ہوسکتا ہے - اور انمین سے جو صاحب حسب
اول مہتمم امورات متذکرہ بالا کسی زائر کے ہوتے ہین - وہی تا آخر اونکے ساتہ رہتے ہین
اور جب یہ زائر وہان سے رخصت ہوتے ہین - تو حسب حیثیت خود انسے تواضع تمام
پیش آتے ہین - اور بعض صاحب انکو اپنا وکیل مقرر کرکے سند لکھدیتے ہین - کہ ہم نے
اپنی طرف سے فلان شخص کو بدرگاہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وکیل مقرر کیا
(کہ ہمارے حق مین طالب دعاے خیر رہین - اور ہم آیندہ بذریعہ انہین کے یہان
حاضر ہوتے رہینگے) سو اسطرح پر منجملہ انکے بہت اشخاص زائرون سے منتفع ہوتے ہین -
اب مین بر سر اصل مطلب کے رجوع لاتا ہون - کہ خدامی روضہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی
ایک گھرانہ مین نمبر اول کے تفویض ہے - کہ مین نے اپنے عہد طفولیت مین مسمے
فرخ محمد مراد عرف شیخ جٹو کو خادم روضۂ شریف دیکھا تھا - کہ وہ کبرسن و پشت خمیدہ تھے
اور بہر طور نیک اور بزرگ تھے - وجہ تسمیہ جٹو کی یہ معلوم ہوئی - کہ انکی پیدائش کے وقت
والدہ انکی کسی امر مانع سے دودہ نہ پلا سکین - اور ایک عورت جاٹنی قوم سے دودہ انکو
پلوایا گیا - اسلیے یہ جٹو کہلانے گئے - انکی وفات کے بعد محمد ابراہیم پسر انکے اس خدمت پر
رہے - کہ جنکا ذکر خیر مین نے اوپر اس سے بتذکرہ مقبرۂ شریف کیا ہے -
یہ بھی بہمہ وجوہ خوش صفات و نیک اوقات تھے -
محمد ابراہیم مرحوم نے پانچ فرزند اپنے بحسب ذیل از روے ترتیب پیدائش چھوڑے -

۵	۴	۳	۲	۱
محمد مسیح	حافظ محمد اکبر	محمد اشرف	محمد اسحاق	محمد اسمعیل

منجملہ انکے ۳ ہاتہ سے خسر پورۂ خود کسی امر نزاع خانگی مین مارے گئے - باقی چارون
خادم تحریر ہذا کی اور قائم ہین - اور بہمہ نوع متشرع او منکسر مزاج اور خوش اخلاق و بکمال عقیدت

خدمتگذار روضۂ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہین - اور بسبب
ہونے حافظ قرآن و دیگر خصائل حسنہ کے محمد اکبر کو ان سب مین ترجیح ہے - اور ہر دو
برادران کلان بہی انکے ہر ایک کام مین موافق رائے انہین کے عامل ہوتے ہین
بلکہ بوجہ انکی لیاقت و صلح کاری و نیک رائی کے ارکان ہر چہار خاندان متذکرۂ بالا نے بہی
انکو ایک رکن منجملہ اپنے دربارۂ تجویز و تصفیہ امور متعلقہ درگاہ شریف حضرت خواجہ صاحبؒ
مثل تقسیم آمدنی وغیرہ داخل و شامل کیا ہے - اگرچہ آمدنی درگاہ شریف سی یہ چوبیسوان
حصہ اپنا جدی لیتے ہین - مگر اب بزمرۂ پنجان بہی ہوگئے -
اور آمدنی روضۂ حضرت شیخؒ صرف انہین کے واسطے ہے - اسمین وہ لوگ شریک
نہین ہین - اور آمدنی یہان کی یہ ہے - کہ ہم جتنے آدمی اولاد سے حضرت شیخؒ کے
قابض و متصرف موضع بکروالہ دیہ معافی حضرت علیہ الرحمۃ کے ہین - سالانہ بتعداد مقررہ
انکو دیتے ہین - اور جب کبہی یہ ہمارے پاس آتے ہین - یا ہم زیارت کے واسطے
وہان جاتے ہین - تو حسب لیاقت خوہا انسے متواضع ہوتے ہین -
اور تین باغ انبہ متعلق روضۂ شریف کے ہین منجملہ انکے دو قدیمی یعنی ایک خاص اندر
احاطۂ مقبرۂ شریف کے - اور دوسرا بیرون احاطۂ ثانی - اور تیسرا جو تین چار سال سے
مولوی محمد انوار الحق نے حوض شمسی مین زیر دیوار ہر دو احاطہ کے نصب کیا ہے -
اور متصل اس باغ کے ایک باغ حافظ محمد اکبر وغیرہ نے اپنی ذات خاص سے لگالیا ہے -
کہ ان سب باغون کی آمدنی انہین کے تصرف مین آتی ہے -
علاوہ ازین جتنے زائر صاحب علم و ذی مقدور زیارت کے واسطے درگاہ حضرت
خواجہ صاحبؒ مین حاضر ہوتے ہین - اونمین سے شاید کوئی ایسا ہوگا جو روضۂ
حضرت شیخؒ پر نہ آتا ہو - اور کچہ تواضع انکی نکرتا ہو - غرضکہ جانب معاش سی یہ خوشحال ہین
اور خاص احاطۂ روضۂ حضرت شیخؒ مین ہر طرف کچہ کچہ حصہ زمین کا واسطے دفن ہونے

اولاد ہر ایک خاندان متعلقہ حضرت شیخ کے منقسم ہے - ان لوگون کا کام اور ذمہ ہے -
کہ کسی ایک خاندان کے مردے کو دوسرے خاندان کی قطعہ زمین مین دفن نہونے دین -
چنانچہ راقم اپنی خاندانی زمین کا پتا دیتا ہے - کہ دیوار روضہ حضرت شیخ سی جانب غرب
تا دیوار احاطہ موصوفہ - اور صدر دروازہ احاطہ جانب شمال سے (کہ جو ایک عرصہ سے
مسدود کیا ہوا ہے) تا حدود قبرستان مفتی اکرام الدین مرحوم جانب جنوب -
اور اس قطعہ مین چند قبور زمانہ ماضیہ سے ہمارے بزرگون کی موجود ہین - اور
زمانہ حال کی دو قبرین ہین یعنی
ایک میرے جناب والد مرحوم کی زیر چھجہ دیوار غرب رویہ روضہ موصوفہ ہے -
دوسری میری جنابہ والدہ صاحبہ مرحومہ کی - کہ جو زیر دیوار غرب رویہ احاطہ مذکورہ ہے
اور یہ سب قبور تعمیر پختہ ہین - ہان اگر اجازت تحریری ہماری واسطے دفن ہونے
کسی شخص غیر کے اس زمین مین ان لوگون کے نام پر ہو - تو دفن کرا سکتے ہین -
ورنہ نہین - اور اس حصہ زمین مین چند درخت ہارسنگار کے مدت دراز سے
ہین - مین امید رکہتا ہون - کہ میری اولاد در اولاد بہی انہین کو اور انکی اولاد در اولاد
کو دعا کے واسطے - آستانہ شریف درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ
علیہ - اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنے جد امجد کے روضے مین
نیک چلنی اور خوش عملی کے زمانے تک اپنا وکیل مقرر رکہین گے -
اور بروقت جانے وہان کے انہین کی معرفت زیارت کنان ہونگے - کیونکہ
یہ پشتہا پشت سے تعلق ہمارے خاندان سے رکہتے ہین -

خاتمۂ کتاب

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ کتاب جس ترتیب سے کہ خاکسار لکھنا چاہتا تھا اوسی طرح میرے دست وقلم سے تحریر پاکر خاتمہ کو پہونچی - امید ناظرین با تمکین سے یہ ہے کہ جہان کہین اوس مضمون مین کہ جو خاص میری جانب سے لکھا گیا ہے - نسبت کسی لفظ کے کچہ خطا پاوین - تو براہ کرم گستری معاف فرماکر مجہکو ممنون منت فرماوین - کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِین -

قطعۂ تاریخ اختتام وطبع کتاب ہذا

ہوئی مختتم یہ کتاب نفیس
متی تہا کتہے اونیس سو اور دو ١٩٠٢
ہوئی خاص پلول مین تحریر یہ
یہ دہلی سے ہے جانب آگرہ
دو اور بیس اور تیرہ سو مین نقش ١٣٢٢
ہوئی درمیان طبع وتصنیف کے
جو جاتے تہے دہلی کو دو روز مین
یہ مضمون دو روزہ تہا کیسا ادق

بماہ صفر تیرہ سو اور بیس ١٣٢٠
یہ ہے عیسوی سال وماہ سلے انیس
جو دہلی سے چہہ میل ہے اور تیس
یہان ہین زیادہ مسلمان رئیس
ہوا طبع مطبوع طبع نفیس
روان ریل گاڑی یہان سلے چلیس
دو ساعت مین اب جاتے ہین ای انیس
ہوا فضل یزدان سے کیسا سلیس

ہوئی دست برکت سے ختم اب کتاب
جو مشہور منشی ہے اور خوشنویس

بفضل خداوند عالم این کتاب مستطاب مفید ہر شیخ وشاب در مطبع عزیزی واقع ریاست رامپور باہتمام تام وسرانجام تمام احقر الانام سید عبد السلام خلف طبع عملی گر

خاتمة الطبع

شکر خداوند عالم و نعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ این کتاب مستطاب جامع خیر و ثواب یعنی سوانح عمری علامۂ حقی امام العلما مقدام الکملا بحر زخار علوم کشاف اسرار مکتوم مقتدای اصاغر و اکابر وارث علوم الانبیا کابرا عن کابر حق شناس و حق آگاہ آیۃ من آیات اللہ۔ تاج المحدثین صاحب الحق المبین مولانا الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی قدس سرہ المعنوی مصنفۂ صداقت آثار راست گفتار عالی تبار بدیع نگار جامع علم و ہنر قدردان اہل جوہر جناب منشی برکت علی صاحب سر رشتہ دار نشپنر ساکن قصبۂ پلول ضلع گوڑگانوہ عمّ فیضہم فی الخلوۃ والجلوۃ بتصحیح نظر غائر عالم عامل فاضل کامل جامع فضائل صوری و معنوی جناب مولانا محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی لکھنوی پروفیسر عربی و فارسی مدرسۂ انگریزی ریاست رامپور صانہا اللہ الغفور عن الفتن والشرور مع قصیدۂ غرای تاریخ طبع طبعزاد ایشان از حلیۂ طبع محلی گردید و میل سرمۂ رفع انتظار در دیدۂ منتظرین در کشید۔

وھی ھذہ القصیدۃ الغراء للفاضل الآسی سلمہ رب الاناسی

بللہ الحمد اندرین دوران چہ نیکو چاپ شد — نسخۂ حالات شیخ دہلوی با صد صفا

یعنی آن شیخی کہ عبد الحق بعالم شد علم — شیخ ارباب سلوک و پیر اصحاب ہدی

بود اندر بزم اہل علم صدرے بر زمین — ہمچو بدرے صدر آرائے کواکب بر سما

نائب حکم رسالت وارث علم رسول — عندلیب گلشن عشق محمد مصطفٰے

کاشف اسرار دین خاتم پیغمبران — مفتی احکام شرع حضرت خیر الورے

ہم محدث ہم مفسر ہم محقق ہم فقیہ — ہم در ارشاد طریقت مرشد شاہ و گدا

عارفان را دست داد از شمع عرفانش فروغ — عالمان را شد چراغ از نور علمش پر ضیا

شاهد عادل بود بر صالحه اعمال او — آیه ان لیس للانسان الا ما سعی

عالمی در علم و فن جز وے بهندستان نبود — کو بدهلی بر سریر علم اول یافت جا

یکتا در علم تفسیر و حدیث و فقه دین — صاحب الاشراق بود و صاحب کشف الغطا

بود الحق حقی و ترک و بخاری دهلوی — باد بر روح و روانش رحمت باحق دائما

مولوی برکت علی کز آل و اولادش بود — از کلید خامه قفل باب ذکرش کرد وا

یعنی احوالش بصد تحقیق و صحت زد رقم — گو میش جام جم و آئینه صورت نما

کلک گوهر سلکش از ایجاز اعجازے نمود — بحرے اندر کوزه در آورد و شهے در سها

جابجا الفاظ تازی را درآرد و حل نمود — هم لشرح فارسی پرداخت اکثر جابجا

خامه اش مبنی طراز و نامه اش معنی نوا — جامه اش روشن سواد و آمایش بیضیا

شد مسمے تیر ز برکت از مبارک اسم خود — هم برین اسم آفرین هم بر مسمے مرحبا

نیکی اندر نیکی آمد این مسمے را چه خوش — برکت اندر برکت آمد این مبارک اسم را

ناظم دیوان بود هم ناشر جادو رقم — هم بود سررشته دار دفتر صدق و صفا

هم بود چشم و چراغ نسل شیخ دهلوی — هم بود نور و ضیائے شمع شیخ مقتدا

هم بود در زمرهٔ اولادش این فرخ سیر — هم بود در مجمع احفادش این فرخ لقا

هم بود در خاندانش فائق حسب و نسب — هم بود در خاندانش لائق مدح و ثنا

جلد امجد را چه خوش حالات تاریخی نوشت — بے کم و بیش از زمان ابتدا تا انتها

نسخه خوش در رامپور این نسخه زیبا رقم — چاپ شد با صد صفا چون شاهد گلگون قبا

کرد حاجی مظهر الحق هم ادام الله سعی جمیل — کاین خلعت باشد مؤلف را سعادت انتما

ذکر او سرے فصاحت را بود حسن و جمال — فکر او سرے بلاغت را بود زینت فزا

سالش از روے حساب ابجد آسی خواست چون

حال شیخ دهلوی شد چاپ زد هاتف ندا